عقیدہ توحید

اور

شرک و بدعات

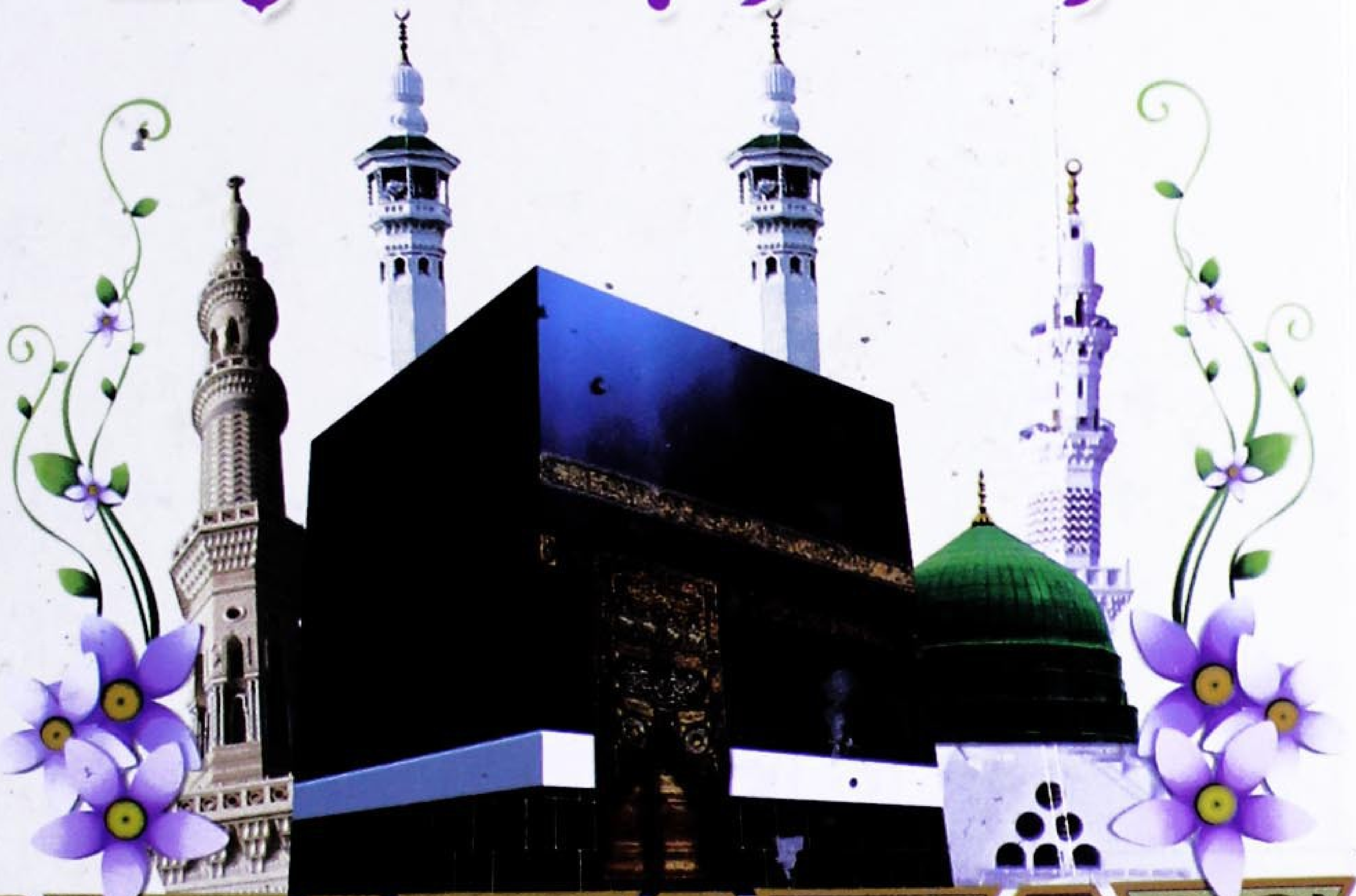

ترتیب: مفتی محمد عکاشہ بستوی مدظلہ

Marfat.com

Marfat.com

عقیدۂ توحید

اور

شرک و بدعات

ترتیب

مفتی محمد عکاشہ بستوی

البرہان پبلشرز

35- کبیر سٹریٹ اُردو بازار، لاہور
042-37122543
03334320877

Marfat.com

102291

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ——— عقیدۂ توحید اور شرک و بدعات

ترتیب ——— مفتی محمد عکاشہ بستوی

ناشر ——— البرہان پبلشرز

طابع ——— اشتیاق مشتاق، پرنٹرز پریس

سنِ اشاعت ——— مئی 2012ء

قانونی مشیر ——— سید علی نواز (بار ایٹ لاء ایڈووکیٹ، سپریم کورٹ)

قیمت ——— /-

ملنے کا پتہ

- مکتبہ انعامیہ قاسم سنٹر اردو بازار، کراچی
- مکتبہ السعید شاہ فیصل کالونی، کراچی
- ادارۃ رشید بنوری ٹاؤن، کراچی
- اشاعت الخیر بوہڑ گیٹ، ملتان
- رضوان خوشبو اسلامی کیسٹ، تبلیغ مرکز مانسہرہ
- مکتبہ امدادیہ، ہری پور
- مکتبہ القرآن بنوری ٹاؤن، کراچی
- ادارۃ انور، بنوری ٹاؤن، کراچی
- مکتبہ صدیقیہ، رائے ونڈ
- مکتبہ حبیبیہ برجی چوک، جھنگ
- مکتبہ امینیہ، ہری پور
- مکتبہ المشرق للنشر والتوزیع، لاہور

باہتمام
محمد طارق جاوید
03212565051

البرہان پبلشرز

35- کبیر سٹریٹ اُردو بازار، لاہور
042-37122543
03334320877

Marfat.com

فہرست

پیش لفظ 10

عنوانات	صفحہ
جہنم سے نجات کی پہلی شرط	12
عقیدۂ توحید	
توحید کی لغوی تعریف	12
توحید کی شرعی تعریف	12
توحید سے کیا مراد ہے؟	12
توحید کو سیکھنے کا حکم	13
پہلی قسم توحید ربوبیت	13
دوسری قسم: توحید الوہیت	15
تیسری قسم: توحید اسماء وصفات	16
توحید الوہیت کے فضائل	16
توحید کو دل میں راسخ کرنے کے اسباب	20
اللہ تعالیٰ کی ملکیت	22
وہی حمد کے لائق ہے کیونکہ وہ عظیم صفات کا مالک ہے	23

عنوانات	صفحہ
مشیت ایزدی۔ یشاء	25
اللہ کی ربوبیت (رب)	27
رزق اللہ کے ذمہ ہے	27
کیا اللہ تعالیٰ کافی نہیں؟	29
سوالیہ طرز	30
اللہ کی غیرت	30
(اللہ کے علاوہ کسی سے امید باندھنے پر ذلت اور ناکامی)	30
علم الٰہی کی چند جھلکیاں، قرآن سے!	31
علم غیب اللہ تعالیٰ کی خاصیت ہے	33
انداز ۱۔ علم غیب	33
انداز ۲۔ علم کل	34
انداز ۳۔ علم محیط	35

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
انداز ۴۔ علم وسیع وبسیط	35
انداز ۵۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ سب جانتا ہے	37
انداز ۶۔ متقین و ظالمین، مصلحین و مفسدین، مہتدین ومضلین اور شاکرین و معتدین اللہ سب کو جانتے ہیں	38
انداز ۷۔ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ	39
انداز ۸۔ اللہ دلوں کے راز جانتا ہے!	39
انداز ۹۔ اللہ ظاہر و باطن، خفی وجلی، اور عیاں ونہاں سب جانتا ہے	40
انداز ۱۰۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ	41
انداز ۱۱۔ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ	41
اللہ تعالیٰ سب اعمالِ خیر کو جانتا ہے	41
انداز ۱۲۔ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌ بَصِيْرٌ	42
انداز ۱۳۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ	42
انداز ۱۴۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ	43
انداز ۱۵۔ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ	44
انداز ۱۶۔	44
انداز ۱۷۔ قَالَ اِنِّيْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ	45
انداز ۱۸۔ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ	45
خلاصہ	46
اللہ کے سوا ہر ذات سے علمِ غیب کی نفی	46

عنوانات	صفحہ
نبی کریم ﷺ بھی عالم الغیب نہیں	47
اللہ نہ بتائے تو کسی غیب کی بات کا کسی کو بھی علم نہیں ہوتا!	49
اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو غیب کی جس بات پر چاہیں خبر دے دیتے ہیں	51
رسول کریم ﷺ کے چند واقعات	52
فقہاء اسلام کا علمِ غیب کے مدعی کے بارے میں فیصلہ	57
عقیدۂ توحید پر ایمان انسانی فطرت ہے	58
توحید کا عوامی تصور	59
۱۔ انسانوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے	59
۲۔ ارض وسماء کا خالق اللہ ہے	59
۳ تا ۶، رازق، مالک، موت وحیات کا مالک اور مدبر امور اللہ ہے	60
۷۔ زمین وآسمان، عرش وفرش سب کا مالک اور رب اللہ ہے	60
۸، ۹۔ شہنشاہِ کُل، صاحبِ اختیار و اقتدارِ اعلیٰ اللہ ہے	61
۱۰۔ قادرِ مطلق اللہ ہے	61
۱۱۔ متصرف علی الاطلاق اللہ ہے	62
۱۲، ۱۳۔ بارش برسانے والا، زمین سے نباتات اُگانے والا اللہ ہے	62
۱۴۔ العزیز اور العلیم اللہ ہی ہے	63

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
۱۵۔ الرحمٰن اللہ ہے	63
۱۶۔ مصائب سے نجات دینے والا، مشکل کشا و دافع البلاء اللہ ہے	63
مشرکین طوفان و تلاطم میں صرف خدائے واحد کو پکارتے تھے	64
عذاب کو ہٹانے والا اللہ ہے	67
۱۹۔ مشرکینِ عرب اپنا رب اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے	68
۲۰۔ ان کے دل ہیبت و جلالِ الٰہی سے لبریز و معمور تھے	69
۲۱۔ خدا سے دعا کرتے تھے	69
۲۲۔ ان کے دل میں اللہ کی عظمت و کبریائی کا حد درجہ لحاظ اور پاس تھا	70
۲۳۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے	70
۲۴۔ عزت ذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے	71
۲۵۔ جزا سزا دینے والا اللہ ہے	72
۲۶۔ شفا دینے والا اللہ ہے	72
۲۷۔ اللہ واحد ہے اور سب سے اعلیٰ	73
ذات و صفاتِ باری تعالیٰ سے متعلق مشرکینِ عرب کے عقائد کا خلاصہ	73
لمحہ فکریہ	75
دو اہم نتیجے	76
ایک سبق	76
ایک قابلِ غور امر	77
شرک باللہ	77
مشرک پر جنت حرام ہے، اس کا ابدی مقام جہنم ہے	77
مشرک کے اعمالِ صالحہ برباد!	77
شرک کے عوامل و محرکات	79
شرک کی بنیاد و اساس بھی توحید و معرفتِ ربانی پر قائم ہے	79
خلاصہ	81
معبودانِ باطل کا خدائے واحد سے تعلق	82
ا۔ نسبی تعلق	82
بتوں کو اللہ کا شریک ٹھہرانا!	82
ان بتوں کے نام ہی اسماءِ الٰہی سے مشتق ہیں	83
شرک بالملائکہ	84
شرک بالجنات	84
شرک بالانبیاء	86
سکنی تعلق	86
فتنۂ حلول و اتحاد	87
فتنۂ وحدت الوجود	87
شریعت سے کھلی بغاوت	88
اکابر و عمائدِ تصوف کی طرف سے ان فتنوں کا سدِ باب	88

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
عقیدۂ توحید کے مقاصد	91
دو عظیم اصول	95
توحید سے انحراف کرنے والے اللہ سے توبہ کریں	101
گناہِ کبیرہ	104
جن سے بچ کر جہنم سے بچنا آسان ہو جاتا ہے	
سب سے بڑے گناہ	107
والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی قسم کھانا	108
ہلاک کر دینے والی باتوں سے بچنا	110
سب سے پہلا شیطانی عمل شرک ہے	112
شرک کی تعریف اور اس کی قسمیں	112
دوسرا شیطانی عمل، والدین سے بدسلوکی	113
تیسرا شیطانی عمل قتلِ اولاد!	115
اولاد کی دینی و اخلاقی تربیت نہ کرنا بھی ایک طرح سے قتل اولاد ہے	117
چوتھا حرام بے حیائی کا کام ہے	117
ظاہری و باطنی شیطانی اعمال	118
پانچواں شیطانی عمل قتلِ ناحق ہے	119
چھٹا شیطانی عمل یتیم کا مال ناجائز طور پر کھانا ہے	120
ساتواں شیطانی عمل ناپ تول میں کمی!	122
مقررہ ڈیوٹی میں کوتاہی کرنا	122

عنوانات	صفحہ
آٹھواں شیطانی عمل ظلم ہے	124
نواں شیطانی عمل عہد شکنی	125
بدعت اور اسکی خرابیاں	127
بدعت کی تعریف	127
بدعت کے ناجائز اور ممنوع ہونے کی وجوہات	129
دین میں کوئی بدعت نکالنا رسول اللہ ﷺ پر خیانت کی تہمت لگانا ہے	130
بدعت نکالنا یہ دعویٰ کرنا ہے کہ دین عہد رسالت میں مکمل نہیں ہوا تھا	130
بدعت تحریف دین کا راستہ ہے	131
شریعت اسلام میں نفل کو فرض سے جدا کرنے کا حکم	131
بدعت حسنہ اور سیئہ	133
بدعت کی مذمت قرآن و حدیث میں	134
صلوٰۃ و سلام کا مروجہ طریقہ	140
ہمدردانہ مشورہ	146
حیلۂ اسقاط......یا دَور؟	147
مسائلِ فدیہ نماز و روزہ وغیرہ	152
عرس وغیرہ کے بارے میں	153
شادی و دعوت ولیمہ کے موقع پر کی جانیوالی	159
چند رسومات	
تکلفات	160

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
رسم ورواج کی لعنت	164
سادگی کا نمونہ	166
فضول خرچی ومحرمات کا ارتکاب	168
مہمان نوازی کے آداب	169
محبت کی شادیاں ناکام شادیاں	172
محبت کی شادی اور اسلام	174
میت وجنازہ سے متعلقہ منکرات	176
میت کا کفن	177
جنازہ سے متعلق بعض رائج منکرات	178
ماتمی وتعزیتی اجتماع	181
اہلِ میت کی تعزیت	183
میت کو مقامِ وفات سے بہت دور لے جا کر دفن کرنا	183
میلاد منانے کی بدعت	185
اذانِ جمعہ کے بعد مؤذن کا بعض آیات و احادیث کا پڑھنا	188
مسجد میں آواز بلند کرنا	189
مساجد میں گپ شپ اور دنیاوی باتیں کرنا	191
اجتماعی شکل میں تکبیرات پکارتے ہوئے عیدگاہ جانا	193
مساجد کی سجاوٹ	194
خودساختہ اذکار ووظائف	195

عنوانات	صفحہ
بدعت کے بارے میں آئمہ اربعہ کا موقف	196
ذکر کے ساتھ رقص وغنا	201
ذکر میں تالی بجانا	204
فاتحہ بہ نیت فلاں	204
عقیدۂ سعد ونحس	204
چھوت چھات، بدشگونی وبدفالی	206
متفرقات	209
بے نمازیوں کا عبرتناک انجام	210
تارک نماز کیلئے پندرہ دردناک سزائیں	210
تارک نماز کے لیے دنیا کی سزائیں	211
موت کے وقت کی تین سزائیں	211
قبر کے تین عذاب	211
قیامت کے دن کی سزائیں	212
تارک نماز بدبخت اور محروم ہے	213
قیامت کے دن نماز چھوڑنے والے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی	214
بے نمازی کے لئے دردناک عذاب	215
ماں کی ناراضگی کا نتیجہ	217
والدین سے حسنِ سلوک	218
والدین کے دس حقوق	220

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
جس سے والدین ناراض اس سے اللہ تعالیٰ ناراض	222
والدین کی نافرمانی کرنے والا آگ کی تہہ میں ہوگا	222
والدین کی نافرمانی کرنیوالوں کیلئے عذاب	22
ماں کو اذیت پہنچانے والے کا عبرتناک انجام	225
نوحہ کرنے کا عذاب	226
نوحہ کرنے والی پر اللہ کی لعنت	227
نوحہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے	228
قیامت کے دن نوحہ کرنے والی کے چہرہ پر آگ بھڑک رہی ہوگی	229
نوحہ کرنا کفر کے مترادف ہے	231
صبر کرنے والے عرشِ الٰہی کے قریب ہوں گے	231
رسولِ اکرم کی نافرمان عورتوں کا **عبرتناک انجام**	235
پہلی عورت کے عذاب کا سبب "بے پردگی"	236
ستر اور پردہ	236
گھر کے اندر رہنے والے نامحرم مردوں سے پردہ کا طریقہ	237
بے پردگی کی وجہ سے عذاب جہنم	238
دوسری عورت پر عذاب کا سبب "زبان درازی"	239
زبان درازی سنگین گناہ ہے	240
تیسری عورت پر عذاب کا سبب "ناجائز تعلقات"	240
بے حیائی کے سنگین نتائج	240
باپ اور بیٹی کے درمیان حیا کا پردہ	241
ٹی۔وی کا وبال	241
چوتھی عورت پر عذاب کا سبب "استہزاء"	242
عذاب کا سبب "مذاق اڑانا"	244
پانچویں خاتون پر عذاب کا سبب "چغلی"	244
غیبت اور چغلی میں فرق	245
گھر کے افراد میں چغلی	245
عذاب کا سبب "جھوٹ بولنا"	246
چھٹی عورت پر عذاب کا سبب "احسان جتلانا اور حسد کرنا"	247
شرم گاہ کی حفاظت	249
سب سے زیادہ خطرہ کی چیز	250
زناکار کی دعا قبول نہیں ہوتی!	251
زناکار آگ کے تنور میں	251
زناکار، بدبودار	253
زنا، موجب عذاب	253
زنا موجب فقر وفاقہ	254
شرمگاہ کی حفاظت پر انعام	255

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
زنا سے بچنے کی ایک عمدہ تدبیر	257
یہ قرب قیامت کی علامت ہے	258
نظروں کی حفاظت ضروری ہے	260
بعض احادیث شریفہ	261
پردہ کے احکامات	262
باریک اور چست لباس بھی ممنوع ہے	266
تنہائی میں بلاضرورت ستر نہ کھولیں	267
میاں بیوی بھی ستر کا خیال رکھیں	268
میاں بیوی اپنا راز بیان نہ کریں	270
کان کی حفاظت	271
احادیث شریفہ میں گانے کی حرمت	272
گانا بجانا علما وفقہاء کی نظر میں	274
موسیقی روح کی قاتل	275
آمدنی کے حرام ذرائع	279
سود......	279
بینک کا انٹرسٹ بھی یقیناً سود ہے	281
سود خوروں کا عبرت ناک انجام	284
جس نے سود کھایا اس نے ماں کے ساتھ زنا کیا	284
سود خور کی عبادت قبول نہیں ہوتی	285
ناپ تول میں ڈنڈی مارنے کا عذاب	286
سود خور کو آگ کی بیڑیاں پہنائی جائیں گی	287
سود کی قباحتیں	287
سود کے نقصانات	292
سود کے متعلق چند مسائل	295

عنوانات	صفحہ
شراب پینے پلانے والوں کا انجام	296
شرابی کی مدد کرنے والا بھی عذاب میں	297
شرابی سے اللہ اور رسول کا اعلان برأت	297
شرابی کی نیکی قبول نہیں ہوتی	298
شرابی کے لئے دردناک عذاب	299
شرابی کا ٹھکانہ جہنم میں فرعون اور ہامان کے قریب ہوگا	301
زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کا عبرتناک انجام	302
قیامت کے دن زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو خوفناک سانپ کاٹے گا	303
زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی	304
زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے پر روزانہ ستر لعنتیں نازل ہوتی ہیں	305
زکوٰۃ کسے کہتے ہیں؟	306
زکوٰۃ کن لوگوں پر واجب ہے؟	307
زکوٰۃ کن چیزوں پر واجب ہے؟	309
مصارف زکوٰۃ	313
رشوت خوری	316
نافرمانیوں کی مختلف صورتیں اور انجام	318
اللہ کی لعنت کے مستحق کون لوگ ہیں؟	318

Marfat.com

پیش لفظ

عقیدۂ توحید اسلام کا اولین بنیادی عقیدہ ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء ورسل علیہم السلام اسی عقیدہ کی تعلیم وتبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور اسی عقیدے کی خاطر دنیا کے مصائب سے ٹکراتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس عقیدے سے بال برابر انحراف بھی اللہ رب ذوالجلال کو گوارا نہیں اور کسی سلیم الفطرت مسلمان سے اس کی توقع بھی نہیں۔ البتہ جاہلوں کی ایک بہت بڑی تعداد مسلمان کہلوانے کے باوجود بھی شیطان کے دامِ فریب کا شکار ہو کر شرک میں نہ صرف بُری طرح مبتلا ہے بلکہ دل ودماغ تک لت پت ہے۔ یہ وہی بدنصیب لوگ ہیں جو مردم شماری میں مسلمان لکھے جانے کے باوجود نہ صرف پکے اور غلیظ مشرک ہیں بلکہ اس نحوست میں مبتلا ہو کر کلمہ پڑھنے کے باوجود کفر اختیار کر چکے ہیں۔ ان کے تمام اعمال رائیگاں اور ان کی زندگی محض شرمندگی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء.

بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہرگز نہیں معاف فرمائے گا جو اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے، اس کے سوا جس کو چاہے گا معاف فرمادے گا۔

ان حالات میں دین کا درد رکھنے والوں کا فرض ہے کہ موعظہ حسنہ کے ذریعے ان لوگوں کے عقائد واعمال کی اصلاح کے لئے محنت فرمائیں، کیونکہ ایسا نہ کرنے سے وہ مداہنت کے مرتکب ہوں گے اور اللہ کی گرفت سے بچ نکلنا ان کے لئے ممکن نہیں رہے گا۔

برادرم محمد طارق صاحب ایک دن اسی احساس سے سرشار ہو کر بندہ کے ہاں تشریف لائے اور عقیدۂ توحید کی اہمیت، نیز ردّ شرک وبدعت کے موضوع پر احادیث مبارکہ کا ایک گلدستہ بندہ کے سپرد کر کے اس موضوع پر کام کرنے کی ترغیب دی اور اسے اہتمام کے ساتھ شائع کرنے کا وعدہ بھی کیا۔ چنانچہ موصوف کی ترغیب پر زیرِ نظر کتاب معرضِ وجود میں آئی اور اب منصۂ شہود پر لائی جارہی ہے۔ جس میں عقیدۂ توحید کی اہمیت اور شرک وبدعات کے رَد کے علاوہ بعض رسوم ورواج جو مسلمانوں میں سرایت کر گئے ہیں، کے موضوع پر قرآن وسنت کے واضح دلائل کے ذریعے بات کی گئی ہے۔ دعا ہے اللہ رب ذوالجلال اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر مسلمانوں کے لئے نافع بنائے۔

مفتی محمد عکاشہ بستوی

Marfat.com

عقیدۂ توحید اور شرک و بدعات

قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں توحید کی لغوی اور تشریعی تحقیق،شرک اور دیگر کبیرہ گناہوں کا وبال اور عبرتناک انجام نیز بدعات وخرافات اور رسوم ورواج پر شریعت مطہرہ کے اوامر ونواہی کا بیان......

Marfat.com

جہنم سے نجات کی پہلی شرط

عقیدۂ توحید

توحید کی لغوی تعریف

توحید (وَحَّـدَ) کا مصدر لفظ (وَاحِـدٌ) سے مشتق ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے (وَحَّدَ) اس کو ایک قرار دیا، (اَحَّدَہٗ) اسے ایک کر دیا، (مُتَوَحِّدٌ) اکیلا تنہا۔

توحید کی شرعی تعریف

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو اس کی ربوبیت، الوہیت، اچھے ناموں اور بلند صفات میں یکتا اور تنہا قرار دینا اور محمد ا کی رسالت اور آپ کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان رکھنا اور اللہ کی جانب سے آپ جو شریعت لے کر آئے اس کی پیروی کرنا۔

توحید سے کیا مراد ہے؟

وہ توحید جس کو تمام تر انبیاء لے کر آئے وہ اس بات کو شامل ہے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی خالص اسی ایک اللہ کی عبادت، اسی پر توکل، اسی کے لئے دوستی، اسی کی خاطر دشمنی اور اسی کے لئے ہر عمل انجام دے کر صرف ایک اللہ کے لئے الوہیت کو ثابت کیا

Marfat.com

جائے، اور واضح رہے کہ توحید سے مراد صرف توحید ربوبیت نہیں ہے، ہر وہ عمل جو توحید سے جڑا ہوا نہ ہو اللہ کے یہاں اس کا کوئی بھی وزن نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِنِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ لَّا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيْدُ. (ابراهيم: ١٨)

''ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اپنے پالنے والے سے کفر کیا، ان کے اعمال مثل اس راکھ کے ہیں جس پر تیز ہوا آندھی والے دن چلے، جو بھی انہوں نے کیا اس میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے، یہی بہت بڑی گمراہی ہے''۔

توحید کو سیکھنے کا حکم

ہر مسلمان مرد و عورت پر توحید کا سیکھنا فرض عین ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ﴾

''سو (اے نبی) آپ یقین کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی، اللہ تم لوگوں کے آمد و رفت کی اور رہنے سہنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے'' (محمد:١٩)

توحید کی تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم توحید ربوبیت

اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بندوں کا خالق، رازق، زندگی عطا کرنے والا اور موت دینے والا ہے۔

Marfat.com

یا بالفاظِ دیگر کہا جائے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو اس کے جملہ افعال میں یکتا اور تنہا قرار دینا مثلاً پیدا کرنا، روزی دینا، زندہ کرنا، موت دینا وغیرہ۔

عہدِ نبوی میں مشرکین نے توحید کی اس قسم کا اقرار کیا، بلکہ یہود و نصاریٰ اور مجوس نے بھی اس کو تسلیم کیا، اس کا انکار ماضی میں دہریہ اور عصرِ حاضر میں کمیونزم کے علاوہ کسی نے بھی نہیں کیا۔

صرف توحیدِ ربوبیت کو تسلیم کر کے ایک شخص دین اسلام میں نہ تو داخل ہو سکتا ہے اور نہ ہی آخرت میں عذابِ جہنم سے نجات پا سکتا ہے جب تک کہ اس کے ساتھ توحید الوہیت کو تسلیم نہ کرے۔

توحید ربوبیت انسان کی فطرت میں رچی بسی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا: ''ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے اب اس کے والدین یا تو اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں''۔

توحید ربوبیت کے اثبات پر بہت ہی زیادہ دلائل موجود ہیں۔ انہی میں سے ایک اللہ عزّ وجل کا یہ فرمان ہے:

قل من یرزقکم من السماء والارضِ امن یملک السمع والابصار ومن یخرجِ الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ومن یدبر الامر فسیقولون اللّٰہ فقل افلا تتقون. فذالکم اللّٰہ ربکم الحق فما ذا بعد الحق الا الضلال فانّٰی تصرفون. (یونس: ۳۱، ۳۲)

''آپ کہئے وہ کون ہے جو تم کو آسمانوں وزمین سے روزی پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ، تو ان سے کہئے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے، سو یہ ہے اللہ تعالیٰ جو تمہارا حقیقی رب ہے، پھر حق کے بعد

Marfat.com

بجز گمراہی کے اور کیا رہ گیا، تو پھر کہاں پھرے جاتے ہو؟''

دوسری قسم: توحید الوہیت

ہر قسم کی عبادت میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو یکتا اور تنہا قرار دینا، یا بالفاظِ دیگر یوں کہا جائے کہ: بندوں کے تمام تر افعال مثلاً دعا، نذر، ذبح، اُمید، خوف، توکل، رغبت، ڈر، انابت وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کو یکتا اور تنہا قرار دینا۔

اسی توحیدِ الوہیت کو لے کر تمام تر انبیاء ورُسل دنیا کے اندر تشریف لائے اور یہی ہر دور میں لوگوں کے اختلاف کا مرکز رہی، کیونکہ جملہ رسولوں نے توحید ربوبیت کی توضیح و تشریح کی جسے ان کی اُمتیں مانتی تھیں، اور انہیں توحید الوہیت کی دعوت دی، جیسا کہ اللہ عزوجل نے نوح علیہ السلام کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ. اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ.

(ہود: ۲۵، ۲۶)

''یقیناً ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا کہ میں تمہیں صاف صاف ہوشیار کر دینے والا ہوں، کہ تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو، مجھے تو تم پر دردناک دن کے عذاب کا خوف ہے''۔

اور اللہ عزوجل نے ایک دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا﴾ (النساء: ۳۶) ''اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ''۔

توحید الوہیت اللہ تعالیٰ کا بندوں پر واجبی حق ہے اور دین کے تمام تر امور میں سب سے عظیم اور تمام تر اعمال کی قبولیت کی اساس اور بنیاد ہے، قرآن کریم نے اسے بار بار بیان کیا، اور یہ واضح کر دیا کہ انسان کی نجات اور دنیوی و اُخروی سعادت کا سارا دار و مدار اسی توحید الوہیت کو اپنانے میں ہی ہے۔

Marfat.com

تیسری قسم: توحید اسماء وصفات

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں یا اپنے رسول محمد ﷺ کی زبان پر خود کو جن ناموں سے موسوم کیا ہے یا جن اوصاف سے متصف قرار دیا ہے ان تمام میں اللہ تعالیٰ کو منفرد اور یکتا مانا جائے، اس کی تکمیل اسی صورت میں ہوگی جب اللہ تعالیٰ کے لئے ان تمام اسماء وصفات کو ثابت کیا جائے جن کو اللہ نے اپنے لئے ثابت کیا ہے، نہ تو اللہ کے ان ناموں میں تبدیلی کی جائے اور نہ ہی ان کو بے معنی کیا جائے، نہ ہی ان کی کیفیت بیان کی جائے، اور نہ ہی مخلوق کی صفات سے تشبیہ دی جائے۔

توحید الوہیت کے فضائل

اللہ تعالیٰ کو یکتا اور تنہا قرار دیتے ہوئے عبادت کی تمام تر اقسام کو اسی کے لئے خالص کرنا قطعی طور پر سب سے افضل اور سب سے عظیم نعمت ہے، اس کے فضائل وثمرات شمار وقطار سے باہر، غیر محدود، دنیا وآخرت کی بھلائی کو شامل ہیں، ان میں سے چند ایک ذیل میں ذکر کئے دیتے ہیں۔

۱۔ توحید عظیم ترین نعمت ہے جس کی ہدایت دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعام کیا ہے، جیسا کہ سورۂ نحل میں جس کو سورۃ النعم بھی کہا جاتا ہے، اللہ عز وجل نے توحید کی نعمت کو ہر ایک نعمت پر مقدم رکھا ہے، چنانچہ سورۂ نحل کے ابتداء ہی میں فرمایا:

﴿يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ﴾ (النحل: ۲)

”وہی (اللہ) فرشتوں کو اپنی وحی دے کر اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اتارتا ہے کہ تم لوگوں کو آگاہ کردو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم مجھ ہی سے ڈرو“۔

۲۔ اللہ کی عبادت وبندگی ہی جن وانس کی پیدائش کا مقصد ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Marfat.com

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاريات: ٥٦)

''میں نے جن وانس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں''۔

۳۔ توحید ہی کی وضاحت کے لئے اللہ تعالیٰ نے جملہ آسمانی کتابوں اور قرآن کریم کو نازل فرمایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کو نازل فرمایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے بارے میں فرمایا ہے:

الٓر كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ. أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا اللَّهَ إِنَّنِي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ. (ھود: ۱،۲)

''الر۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی، پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں، ایک حکیم باخبر کی طرف سے، یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو، میں تم کو اللہ کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں''۔

۴۔ توحید کے فضائل میں سے یہ ہے کہ وہ دنیوی واُخروی مصائب ومشکلات اور اللہ کی جانب سے نازل ہر عقاب کے ازالہ کا عظیم ترین ذریعہ ہے، جیسا کہ یونس علیہ السلام کے قصہ سے یہ بات آشکارا ہے۔

۵۔ توحید کے عظیم ترین فوائد میں سے یہ ہے کہ اگر بندہ کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی توحید موجود ہو تو یہ اس کو مخلد فی النار ہونے دائمی عذاب (ہمیشہ ہمیش کیلئے جہنم میں رہنے) سے بچالے گی۔

۶۔ اگر بندہ کا دل مکمل طور پر توحید سے معمور ہو تو یہ سرے سے اسے جہنم میں جانے سے بچالے گی، جیسا کہ صحیح بخاری ومسلم میں حضرت عتبان بن مالکؓ کی حدیث میں ہے۔

۷۔ توحید کے حامل کو دنیا وآخرت دونوں جگہ پوری ہدایت اور مکمل امن وامان حاصل ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

Marfat.com

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ﴾ (الانعام: ۸۲)

”جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں“۔

۸۔ توحید اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی اور اجر وثواب حاصل کرنے کا عظیم ترین ذریعہ ہے۔

۹۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا سب سے زیادہ حق دار وہ ہے جس نے سچے دل سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھا ہو۔

۱۰۔ توحید کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ بندے کے ظاہری وباطنی تمام تر اقوال وافعال کی قبولیت، ان کے درجۂ کمال تک پہنچنے اور ان پر ثواب مرتب ہونے کا دارو مدار توحید ہی پر ہے، لہٰذا توحید جس قدر مضبوط ہوگی اور عمل جس قدر اللہ کے لئے خالص ہو گا، اس قدر عمل درجۂ کمال کو پہنچے گا، مقامِ قبولیت حاصل کرے گا اور اس پر عظیم ثواب مرتب ہوگا۔

۱۱۔ توحید کے ذریعہ بندہ مسلم کے لئے نیکیوں پر عمل اور گناہوں سے اجتناب آسان ہو جاتا ہے اور اسے مشکلات ومصیبت پر صبر کی نعمت حاصل ہوتی ہے، چنانچہ ایمان تو توحید میں اللہ کے مخلص بندہ پر نیکیاں آسان ہو جاتی ہیں، کیونکہ وہ اپنے رب سے اجر و ثواب اور اس کی رضا وخوشنودی کی اُمید لگاتا ہے، اسی طرح ان گناہوں کا چھوڑنا بھی آسان ہو جاتا ہے جن کی نفسِ امارہ چاہت کرتا ہے، کیونکہ وہ اپنے رب کی ناراضگی اور اس کی سزاؤں کی دردناکی سے ڈرتا ہے۔

۱۲۔ توحید جب بندے کے دل میں کامل ہو جائے تو اللہ اس کے دل میں ایمان کو محبوب اور مزین کر دیتا ہے، اور کفر، گناہ اور نافرمانی کو اس کے نزدیک ناپسندیدہ بنا دیتا اور اسے ہدایت یافتہ لوگوں میں کر دیتا ہے۔

۱۳۔ توحید جب بندے کے دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے تو اس کے لئے ہر قسم

Marfat.com

کے رنج وغم اور آلام ومصائب کا برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے، بندہ کے دل میں توحید و ایمان جس قدر مکمل ہوتے ہیں اسی قدر خوشی اور صبر واطمینان کے ساتھ وہ آلام ومصائب قبول کرتا ہے، اور اللہ کے مقرر کردہ پریشان کن حالات کے آگے سرتسلیم خم کردیتا ہے۔

۱۴۔ توحید کی عظیم ترین فضیلت یہ ہے کہ توحید بندہ کو مخلوق کی غلامی، اللہ کے سوا ان سے دل جوڑنے، ان سے ڈرنے، اُمیدیں وابستہ کرنے اور ان کیلئے عمل کرنے سے آزاد کردیتی ہے، یہی حقیقی عزت اور بلند اعزاز ہے چنانچہ وہ توحید کے ذریعہ بندوں کی غلامی سے آزاد ہو کر اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا عبادت گزار ہو جاتا ہے تو اس کے علاوہ کسی سے امیدیں وابستہ کرتا اور نہ ہی کسی سے ڈرتا، نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ ہوتا اور نہ ہی اس کے سوا کسی اور پر بھروسہ رکھتا ہے، اس طرح وہ مکمل کامیابی وکامرانی سے ہمکنار رہوتا ہے۔

۱۵۔ نیز توحید کی فضیلت یہ ہے کہ توحید جب بندہ کے دل میں پورے اخلاص کے ساتھ راسخ ومضبوط ہو جائے اور مکمل طور پر پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے تو وہ تھوڑے عمل کو بھی زیادہ بنادیتی ہے اور بندہ مسلم کی ہر قولی وفعلی نیکی پر لامحدود طریقہ سے اجر وثواب ملتا ہے۔

۱۶۔ توحید کی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موحدین کے لئے دنیا میں فتح و نصرت کی ذمہ داری لی ہے، نیز توحید کے ذریعہ انہیں عزت وشرف حاصل ہوتا ہے، وہ ہدایت سے بہرہ ور ہوتے، انہیں نیکی واطاعت کی توفیق ملتی اور اس کی راہیں ان کے لئے آسان ہو جاتی ہیں، نیز حالات کی اصلاحات ہوتی اور ہر قول وفعل میں اللہ کی جانب راہ راست کی رہنمائی ملتی ہے۔

۱۷۔ اللہ تعالیٰ موحدین کو دنیا وآخرت کے شر سے محفوظ رکھتا اور اپنے فضل وکرم سے انہیں پاکیزہ زندگی عطا کرتا اور ذکر الٰہی سے سکون واطمینان کی نعمت سے نوازتا ہے، قرآن وحدیث میں اس کے بہت ہی زیادہ دلائل موجود ہیں۔

چنانچہ جس نے توحید کو اس کے تقاضوں کے ساتھ ثابت وقائم کیا اسے مذکورہ بلکہ اس سے بھی زیادہ فضائل حاصل ہوئے اور جس نے توحید سے انحراف کیا یا اس کے

Marfat.com

تقاضوں کو پورا نہ کیا تو عذاب سے دوچار ہوگا۔

توحید کو دل میں راسخ کرنے کے اسباب

توحید کی مثال ایک درخت کی سی ہے جو بندۂ مومن کے دل میں پھلتا پھولتا اور پروان چڑھتا ہے چنانچہ جب بھی نیکی و فرمانبرداری کے کاموں میں اس کی آبیاری کی جاتی ہے تو اس کی شاخوں میں بڑھوتری اور اس کی افزائش میں اضافہ ہوتا ہے، اس طرح اس کا حسن و جمال دوبالا ہو جاتا ہے، پھر جب توحید کا درخت پورے طور پر پروان چڑھ جاتا اور اس کی شاخیں ثمر بار ہو جاتی ہیں تو بندہ کے دل میں اللہ کی غایت درجہ محبت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا خوف اور اس کی رحمتوں کی امید میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اللہ پر مضبوط توکل کی نعمت سے سرفراز ہوتا ہے، ذیل میں بعض امور کی رہنمائی کی جاتی ہے جن سے توحید میں بڑھوتری اور اضافہ ہوتا ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نیکیوں کا انجام دینا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی سزا کے ڈر سے گناہ کے کاموں کو چھوڑ دینا۔

۳۔ زمین و آسمان کی بادشاہی پر غور و فکر کریں۔

۴۔ اللہ کے اسماء و صفات، اس کے تقاضوں، آثار اور جو اللہ کی عظمت و جلالت پر دلالت کرتے ہیں ان کی معرفت حاصل کرنا۔

۵۔ نفع بخش علم اور اس پر عمل سے لیس ہونا۔

۶۔ غور و فکر کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنا اور اس کے معانی و مقتضی کو سمجھنا۔

۷۔ فرائض کے اہتمام کے ساتھ نوافل کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کرنا۔

۸۔ دل و زباں سے ہر حال میں ہمہ وقت اللہ کا ذکر کرنا۔

۹۔ کئی محبوب چیزوں کے اکٹھا ہو جانے پر اللہ کی محبوب چیز کو ترجیح دینا۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے ظاہری و باطنی نعمتوں پر غور کرنا اور بندوں پر اس کی بھلائی، احسان اور انعام و اکرام کا مشاہدہ کرنا۔

Marfat.com

۱۱۔ اللہ کے سامنے دل کا جھکا ہوا ہونا اور اسی کا محتاج ہونا۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رات کے آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا پر نزول کے وقت تنہائی اختیار کرنا اور اس وقت قرآن کریم کی تلاوت کرنا اور توبہ واستغفار کے ساتھ اس کو ختم کرنا۔

۱۳۔ نیک وصالح مخلص، اللہ عزوجل سے محبت رکھنے والوں کی مجلسوں میں بیٹھنا، اور ان کی باتوں اور ان کے اخلاق وعادات سے فائدہ اٹھانا۔

۱۴۔ ہر اس چیز سے دور رہنا جو دل کو اللہ تعالیٰ سے وابستہ کرنے میں رکاوٹ ڈالنے والی ہو۔

۱۵۔ ضرورت سے زائد گفتگو، زائد کھانا، زائد میل جول، اور بے جا نظر بازی سے گریز کرنا۔

۱۶۔ مسلمان بھائی کیلئے وہی چیز پسند کرنا، جو اپنے لئے پسندیدہ ہو، اور اس کے لئے نفس سے مجاہدہ کرنا۔

۱۷۔ دل کو مومنوں کے خلاف کینہ وبغض، حسد وتکبر، بڑائی اور خود پسندی سے محفوظ رکھنا۔

۱۸۔ اللہ عزوجل کی تدبیر سے راضی ہونا۔

۱۹۔ نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا، اور مصائب پر صبر کرنا۔

۲۰۔ گناہوں کے سرزد ہو جانے پر اللہ عزوجل کی جانب رجوع کرنا۔

۲۱۔ بھلائی، حسنِ اخلاق، صلہ رحمی اور دیگر نیک اعمال کا اہتمام کرنا۔

۲۲۔ ہر چھوٹی بڑی چیز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا۔

۲۳۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

۲۴۔ حلال روزی استعمال کرنا۔

۲۵۔ بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی ملکیت

۱۔ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ (بقرہ)	اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت میں ساری جہتیں ہیں (مشرق ومغرب)
۲۔ لِلّٰهِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ. (بقرہ)	اور اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت میں ہے زمین و آسمان کی ساری چیزیں۔
۳۔ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ال عمران)	اور آخر میں آسمان وزمین اللہ کا رہ جائے گا۔
۴۔ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ال عمران)	اللہ تعالیٰ کے لئے آسمان و زمین کی بادشاہت ہے۔
۵۔ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ھود)	آسمان وزمین میں جتنی غیب کی باتیں ہیں اُن کا علم اللہ کو ہے۔
۶۔ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (رعد)	آسمان وزمین میں جتنی مخلوق ہیں وہ اللہ کیلئے سجدہ کرتی ہیں
۷۔ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. (فتح: ۴۰)	اللہ تعالیٰ کیلئے ہے آسمان وزمین کے لشکر۔
۸۔ لِلّٰهِ يَسْجُد مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ. (نحل)	آسمان وز مین میں جتنی چیزیں ہیں وہ ساری اللہ کی مطیع ہیں
۹۔ لِلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا. (رعد)	سارا اختیار خاص اللہ تعالیٰ کو ہے۔
۱۰۔ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا (فاطر: ۱۰)	تمام عزت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔
۱۱۔ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا (زمر: ۴۴)	سفارش تو تمام تر اللہ کے اختیار میں ہے۔
۱۲۔ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ. (روم: ۴)	پہلے بھی اللہ کے اختیار میں تھا اور بعد میں بھی اللہ کے اختیار میں ہوگا۔

102291

Marfat.com

۱۳۔ لِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ. (انعام:ع۱۴۶) — پس پوری حجت اللہ ہی کے لئے ہے۔

۱۴۔ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى. (اعراف:۱۸۰) — اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں۔

۱۵۔ لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى. (نحل) — اللہ کیلئے تو بڑی اعلیٰ درجہ کی صفات ثابت ہیں۔

۱۶۔ لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ (زمر:۳) — عبادت جو شرک سے خالص ہو اللہ کے لئے ہے۔

۱۷۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (انعام:۱۷) — حکم کسی کا نہیں بجز اللہ کے۔

۱۸۔ اِنَّ صَلَاتِىْ وَنُسُكِىْ وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِىْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (انعام:۱۶۲) — بے شک میری نماز اور میری عبادات اور میرا جینا اور میرا مرنا خالص اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

۱۹۔ اِنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ (بقرہ) — ساری قوت اللہ ہی کے لئے ہے۔

۲۰۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (بقرہ) — ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹیں گے۔

۲۱۔ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ — تحقیق سارا معاملہ اللہ کے لئے ہے۔

۲۲۔ اِنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ (قصص) — بے شک سچی بات اللہ کے لئے ہے۔

۲۳۔ اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ (جن:۱۸) — جتنی مساجد ہیں وہ سب اللہ کے لئے ہیں۔

۲۴۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (یہ لفظ ۲۳ بار آیا ہے) — ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔

وہی حمد کے لائق ہے کہ وہ عظیم صفات کا مالک ہے

۱۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (فاتحہ) — تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

۲۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ. (انعام) — تمام تعریفیں اُس اللہ کے لائق ہیں جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے۔

Marfat.com

۳۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ ۔ (اعراف)

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس مقام تک پہنچایا ہے اور ہم نہیں پہنچ سکتے تھے اگر اللہ تعالیٰ ہمیں نہ پہنچاتے

۴۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمَاعِیْلَ وَاِسْحَاقَ. (ابرھیم)

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیلؑ اور اسحاقؑ عطا کیے۔

۵۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ (اسراء)

تمام خوبیاں اس اللہ کے لئے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ سلطنت میں اس کا شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اُس کا کوئی مددگار ہے۔

۶۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا. (کھف)

، تمام خوبیاں اُس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندہ پر کتاب نازل کی جس کتاب میں بالکل کجی نہیں ہے۔

۷۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ. (سباء)

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہے جس کی ملکیت میں آسمان وزمین کی چیزیں ہیں۔

۸۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰئِکَۃِ رُسُلًا. (فاطر)

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں وزمین کو پیدا کرنے والا ہے اور فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے۔

۹۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ. (فاطر)

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم سے غم ورنج کو دور کیا

۱۰۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ نَشَآءُ (زمر)

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہمیں اس سرزمین کا مالک بنایا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں ٹھہریں

Marfat.com

مشیتِ ایزدی۔ یشاء

(۱) یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (بقرہ)
اللہ تعالیٰ جسے چاہیں اپنی رحمت کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔

(۲) وَاللّٰهُ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ. (بقرہ)
اللہ تعالیٰ جسے چاہیں ہدایت عطا فرماتے ہیں۔

(۳) يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ (مدثر)
اللہ تعالیٰ جسے چاہیں گمراہ کرتے ہیں۔

(۴) يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ (بقرہ)
اللہ تعالیٰ جسے چاہیں رزق عطا فرماتے ہیں۔

(۵) يُؤْتِیْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ (بقرہ)
اللہ تعالیٰ جسے چاہیں سلطنت عطا کرتے ہیں

(۶) يُؤْتِی الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ (بقرہ)
اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں حکمت عطاء فرماتے ہیں۔

(۷) يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ (بقرہ)
اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہیں [illegible] کو دوگنا کردیتے ہیں۔

(۸) فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ (بقرہ)
پس اللہ تعالیٰ جس کی چاہیں مغفرت فرما دیتے ہیں۔

(۹) وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ (بقرہ)
اور اللہ تعالیٰ جسے چاہیں عذاب دیتے ہیں

(۱۰) يُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ (ال عمران)
اللہ تعالیٰ تمہاری شکلیں بناتا ہے رحموں میں جیسے چاہے

(۱۱) يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاءُ (ال عمران)
اللہ تعالیٰ جس کی چاہے اپنی مدد کے ذریعہ مدد کرتا ہے۔

(۱۲) يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ (ال عمران)
اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے۔

(۱۳) يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ (ال عمران)
اللہ تعالیٰ جو چاہے پیدا کرتا ہے۔

Marfat.com

(۱۴) ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ (مائدہ)	یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطاء کرتا ہے۔
(۱۵) يَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ يَّشَآءُ (مائدہ)	مشرکین کے علاوہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے معاف کردیتا ہے۔
(۱۶) اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰهِ يُوۡرِثُهَا مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ (اعراف)	بے شک زمین اللہ کی ہے اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے وارث بناتا ہے
(۱۷) يَمُنُّ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ (ابراھیم)	اللہ تعالیٰ جس پر چاہیں احسان کرتے ہیں۔
(۱۸) يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ. (سباء)	اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے رزق وسیع کرتا ہے اور جس کے لئے چاہے رزق تنگ کرتا ہے۔
(۱۹) يَرۡحَمُ مَنۡ يَّشَآءُ (عنکبوت)	اللہ تعالیٰ جس پر چاہتے ہیں رحم کرتے ہیں۔
(۲۰) فَتُثِيۡرُ سَحَابًا فَيَبۡسُطُهٗ فِى السَّمَآءِ كَيۡفَ يَشَآءُ (الرعد)	پھر وہ ہوا بادلوں کو اٹھاتی ہے پھر اللہ بادلوں کو آسمان میں پھیلاتا ہے جیسے چاہے۔
(۲۱) يُرۡسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيۡبُ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ (فاطر)	وہ بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہے گراتا ہے۔
(۲۲) يَزِيۡدُ فِى الۡخَلۡقِ مَا يَشَآءُ (فاطر)	اللہ تعالیٰ جتنا چاہے مخلوق کو زیادہ کرتا ہے۔
(۲۳) يُسۡمِعُ مَنۡ يَّشَآءُ (فاطر)	اللہ تعالیٰ جسے چاہے سناتا ہے۔
(۲۴) يُدۡخِلُ مَنۡ يَّشَآءُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ. (شوریٰ)	اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے۔
(۲۵) يَجۡتَبِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ (شوریٰ)	اللہ تعالیٰ جسے چاہے چن لیتا ہے۔
(۲۶) يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ (شوریٰ)	اللہ تعالیٰ جو چاہے اپنے اندازے سے اتارتا ہے۔

Marfat.com

(۲۷) يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا (شوریٰ) — اللہ تعالیٰ جسے چاہے بچیاں دیتا ہے۔

(۲۸) وَيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ. (شوریٰ) — اور اللہ جسے چاہے بچے دیتا ہے۔

(۲۹) يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا (شوری) — اللہ تعالیٰ جسے چاہے بانجھ بنادے۔

(۳۰) وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (التکویر) — تم اللہ رب العالمین کی چاہت کے بغیر کچھ نہیں چاہ سکتے۔

اللہ کی ربوبیت (رب)

رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ — جو پرورگار ہیں ہر ہر عالم کے۔

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ (مؤمنون) — وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا. (شعراء) — جو کہ مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو (مخلوق) ان دونوں کے درمیان ہے۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ (مؤمنون) — وہ ساتوں آسمانوں کا مالک ہے۔

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (شعراء) — وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے۔

رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآءِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ. (شعراء) — وہ تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی پرودگار ہے۔

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ. (رحمن) — وہ دونوں مشرق اور دونوں مغرب کا مالک ہے۔

رَبُّ الْفَلَقِ ...... — وہ صبح کا مالک ہے۔

رَبُّ الْمَشَارِقِ ...... — وہ مشرقوں کا مالک ہے۔

رَبُّ النَّاسِ...... — وہ آدمیوں کا مالک ہے۔

رزق اللہ کے ذمہ ہے

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ. (ذاریات) — اللہ خود ہی سب کو رزق پہنچانے والا قوت والا نہایت قوت والا ہے۔

Marfat.com

لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا، نَحْنُ نَرْزُقُکَ. (طٰه)	ہم آپ سے (اور دوسروں سے) معاش (کموانا) نہیں چاہتے معاش تو ہم آپ کو دینگے۔
اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ (رعد)	اللہ جس کو چاہے رزق زیادہ دیتا ہے اور تنگی کرتا ہے۔
وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ. (نمل)	اور اللہ تعالیٰ نے تم میں بعضوں کو بعضوں پر رزق میں فضیلت دی ہے۔
يُنَزِّلُ لَكُمْ مِنَ السَّمَآءِ رِزْقًا. (المؤمن)	اور (وہی ہے جو) آسمان سے تمہارے لئے رزق بھیجتا ہے۔
وَفِى السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ. (ذاریات)	اور تمہارا رزق اور جو تم سے (قیامت کے متعلق) وعدہ کیا جاتا ہے (ان سب (کا معین وقت) آسمان میں ہے۔
اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ. (روم)	اللہ ہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا۔
وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبٰتِ. (المؤمن)	اور تمہارا نقشہ بنایا سو عمدہ نقشہ بنایا اور تم کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں
وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ. (المنفقون)	اور ہم نے جو کچھ دیا ہے اسمیں سے خرچ کیا کرو۔
وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ. (عنکبوت)	اور بہت سے جانور ایسے ہیں جو اپنی غذا اٹھا کر نہیں رکھتے اللہ ہی ان کو (مقدر) روزی پہنچاتا ہے اور تم کو بھی۔
وَحَمَلْنٰهُمْ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ. (الاسراء)	اور ہم نے ان کو خشکی اور دریا میں سوار کیا اور نفیس نفیس چیزیں انکو عطا فرمائیں۔

Marfat.com

كُلُوْا مِنْ مَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ. (انعام)
جو کچھ اللہ نے تمہیں دیا ہے کھاؤ۔

وَيَـجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِنْ مَّا رَزَقْنٰهُمْ. (نحل)
اور یہ لوگ ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے ان کا حصہ لگاتے ہیں جن کے متعلق ان کو کچھ علم نہیں۔

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ. (بقرة)
اور روزی تو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے اندازہ دیتے ہیں۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ. (يونس)
آپ (ان مشرکین سے) کہئے کہ (بتلاؤ) وہ کون ہے جو تم کو آسمان او زمین میں رزق پہنچاتا ہے۔

وَمَـامِـنْ دَآبَّةٍ فِـى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا. (هود)
اور کوئی (رزق کھانے والا) جانور روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو۔

كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ. (ملك)
خدا کی روزی میں سے کھاؤ۔

کیا اللہ تعالیٰ کافی نہیں؟

۱۔ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا (نساء)
اور اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والا کافی ہے۔

۲۔ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا (نساء)
اور اللہ تعالیٰ ہی دوست ہونے کے اعتبار سے کافی ہے۔

۳۔ كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا (نساء)
اور اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہونے کے لئے کافی ہے۔

۴۔ كَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا (نساء)
اور اللہ تعالیٰ ہی جاننے والا کافی ہے۔

۵۔ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (نساء)
اور اللہ تعالیٰ ہی گواہ ہونے کیلئے کافی ہے۔

۶۔ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (نساء)
اور اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہونے کے لئے کافی ہے۔

Marfat.com

۷۔ كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًاوَّنَصِيْرًا۔ (فرقان) — اور تمہارا رب ہدایت دینے اور مدد کرنے کے لئے کافی ہے۔

۸۔ كَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ (انبیاء) — ہم حساب لینے والے کافی ہیں۔

۹۔ كَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًام بَصِيْرًا (اسراء) — اور تمہارا رب اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے والا اور دیکھنے والا ہونے کے اعتبار سے کافی ہے۔

سوالیہ طرز

۱۔ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ (فصلت) — کیا تیرا رب کافی نہیں ہے۔

۲۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (زمر) — کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں ہے

اللہ کی غیرت

(اللہ کے علاوہ کسی سے امید باندھنے پر ذلت اور ناکامی)

حدیث قدسی: وَعِزَّتِىْ وَجَلَالِىْ لَاَقْطَعَنَّ اَمَلَ مَنْ يَّاْمُلُ غَيْرِىْ وَلَاُلْبِسَنَّهٗ ثَوْبَ الْمَذَلَّةِ عِنْدَ النَّاسِ وَلَاُحَجِّبَنَّهٗ عَنْ قُرْبِىْ وَلَاُبْعِدَنَّهٗ عَنْ وَصْلِىْ يَاْمُلُ غَيْرِىْ فِى الشَّدَائِدِ وَالشَّدَائِدُ بِيَدِىْ وَهُوَ يَطْرُقُ بِاَبْوَابِ غَيْرِىْ بِالْفِكْرِ وَهِىَ مُغْلَقَةٌ وَبَابِىْ مَفْتُوْحٌ لِمَنْ دَعَانِىْ۔[1]

میری عزت اور میری بزرگی کی قسم میں ضرور اس آدمی کی اُمیدوں کو توڑوں گا جو میرے غیر پر اُمید باندھے اور میں ضرور اس کو لوگوں کی نظروں میں ذلت کا لباس پہناؤں گا اور میں ضرور اس کو اپنے قریب آنے سے روک دوں گا اور اس کو ضرور اپنے ملنے سے دور کروں گا وہ سختیوں میں میرے غیر پر امید باندھتا ہے حالانکہ سختیوں کو دور کرنا میرے قبضے میں ہے اور وہ

Marfat.com

پریشانی کے وقت میرے غیر کے دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے حالانکہ وہ دروازے بند ہیں اور میرا دروازہ اس آدمی کے لئے کھلا ہوا ہے جو مجھ سے مانگتا ہے۔

علمِ الٰہی کی چند جھلکیاں، قرآن سے!

(۱) يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ (بقرہ) — اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں اور اصلاح کرنے والوں کو جانتا ہے۔

(۲) يَعْلَمُ مَافِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَا حْذَرُوْهُ (بقرہ) — اللہ کو معلوم ہے جو تمہارے جی میں ہے سو تم اس سے ڈرتے رہو۔

(۳) يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ (احزاب) — اللہ کو معلوم ہے جو تمہارے دلوں میں ہے

(۴) يَعْلَمُ مَاتُكِنُّ فِيْ صُدُوْرِهِمْ (قصص) — اللہ جانتا ہے اسکو جس کو ان کے سینے چھپاتے ہیں۔

(۵) يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَاخَلْفَهُمْ (بقرہ) — اللہ جانتا ہے جو انکے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔

(۶) يَعْلَمُ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الْاَرْضِ (ال عمران) — اللہ جانتا ہے اُن چیزوں کو جو آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔

(۷) يَعْلَمُ مَاتُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ (نمل) — اللہ جانتا ہے اُن چیزوں کو جو تم چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہو۔

(۸) يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى (طٰہ) — اللہ کو خبر ہے چھپی ہوئی بات کی اور بالکل پوشیدہ بات کی۔

(۹) يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ (انعام) — اللہ تمہارے راز کو جانتا ہے اور ظاہر چیزوں کو جانتا ہے۔

(۱۰) يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ (نور) — اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

Marfat.com

(۱۱) يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى (اعلی)	اللہ تعالیٰ جانتا ہے ظاہر اور پوشیدہ چیز کو۔
(۱۲) يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰاهُم (توبہ)	اللہ تعالیٰ اُن کے راز کو اور اُنکے مشوروں کو جانتا ہے۔
(۱۳) يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ (شوری)	اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔
(۱۴) يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ (عنکبوت)	اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔
(۱۵) يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ (انعام)	اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔
(۱۶) يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ (محمد)	اللہ تمہارے اعمال کو جانتا ہے۔
(۱۷) يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (انعام)	اللہ جانتا ہے جو خشکی اور تری میں ہے
(۱۸) يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا (هود)	اللہ تعالیٰ رہنے کی جگہ کو جانتا ہے اور اُس جگہ کو جانتا ہے جہاں سونپا جائے گا۔
(۱۹) يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى (رعد)	اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ۔
(۲۰) قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ (نور)	اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس حال کو جس پر تم ہو۔
(۲۱) يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ (لقمان)	اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو ماؤں کے رحموں میں ہے۔
(۲۲) يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا (سباء)	جو زمین داخل ہوتا ہے اور جو زمین سے نکلتا ہے اللہ اسکو جانتا ہے۔
(۲۳) يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ (زمر)	اللہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینے میں پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے۔
(۲۴) يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (حجرات)	اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے۔
(۲۵) وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ (مدثر)	اور تمہارے رب کے لشکروں (ملائکہ کی تعداد) کو اللہ ہی جانتا ہے۔

Marfat.com

(۲۶) وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا (انعام)

اور جو پتہ بھی زمین پر گرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں۔

(۲۷) وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ (انعام)

اور اللہ کے پاس ہے خزانہ غیب کی چابیاں ،اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(۲۸) وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ (حجر)

ہم تمہارے اگلوں کو بھی جانتے ہیں۔

(۲۹) وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاخِرِيْنَ (حجر)

اور ہم تمہارے پچھلوں کو جانتے ہیں

علمِ غیب اللہ تعالیٰ کی خاصیت ہے

علمِ غیب، علمِ کُل، علمِ محیط وعلمِ بسیط خاصہ خدا ہے۔ اللہ عالم الغیب والشہادۃ کے سوا نہ کسی کو علم غیب ہے نہ علم کُل، ہر کسی کا علم محدود ہے، غیر محدود و محیط علم ایک اللہ رب العزت کا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کریم قرآنِ حکیم میں اپنے علم کی وسعت و بے کرانی اور کلیت و ہمہ گیری سے متعلق نہایت بسط و تفصیل سے بیان فرمایا ہے اور بار بار متعدد اسلوب و انداز سے اپنی ذاتِ واحد کے لئے علمِ غیب وعلمِ کُل کا جو اثبات فرمایا ہے اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

انداز ۱۔ علمِ غیب

۱۔ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ	(پورے قرآن میں ۱۰ بار آیا ہے
۲۔ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ.	″ ″ ۴ ″ ″
۳۔ عَالِمُ الْغَيْبِ.	″ ″ ۲ ″ ″

Marfat.com

۴۔ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ۔ 〃 〃 ۶[ع] 〃 〃

۵۔ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ۔ (یونس:ع۲) ۱ 〃 〃

۶۔ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (نمل ع۵) ۱ 〃 〃

۷۔ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ۔ (انعام ع۷) ۱ 〃 〃

میزان = ۲۵ بار

انداز۲۔ علمِ کُل

۱۔ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ۔ (پورے قرآن میں ۱۶[۵] بار آیا ہے

۲۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا۔ 〃 〃 ۴[۶] 〃 〃

۳۔ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ۔ (یٰس ع۵) ۱ 〃 〃

۴۔ وَكُنَّا بِكُلِّ شَىْءٍ عَالِمِيْنَ۔ (انبیاء:ع۶) ۱ 〃 〃

۵۔ وَاَحْصٰى كُلَّ شَىْءٍ عَدَدًا۔ (آخر جن، یٰس ع۱) ۳ 〃 〃

میزان = ۲۵ بار

---

۱ سورہ انعام ع۹، ۱، توبہ ع۱۲، ۱۳، رعد ع۲، مومنون ع۵، زمر ع۵، السجدہ ع۱، آخر حشر، خاتمہ تغابن، صرف اعراب میں فرق ہے۔

۲

۳ آخر جن اور سبا ع اول، اعراب میں فرق ہے۔

۴ سورۂ بقرہ ع۴، نحل ع۱۱، کہف ع۴، فاطر ع۵ اور حجرات میں الفاظ کے تغیر کے ساتھ

۵ بقرہ ع۳، ۲۹، ۳۹، خاتمہ نساء، خاتمہ انفال، توبہ ع۱۴، مائدہ ع۱۳، انعام ع۱۳، عنکبوت ع۶، شوریٰ ع۲، نور ع۵، خاتمہ نور، حجرات ع۲، حدید ع۱ اور مجادلہ ع۲ ادنیٰ تغیر الفاظ کے ساتھ۔

۶ نساء ع۵، احزاب ع۵، ۷۔ فتح ع۳، ادنیٰ تغیر کے ساتھ۔

Marfat.com

انداز ۳۔ علمِ مُحیط

۱۔ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطٌ. (پورے قرآن میں) ۳[1] بار آیا ہے

۲۔ اِنَّ رَبِّیۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطٌ. (ہود۔ ع ۸) ۱ // //

۳۔ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدۡ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیۡءٍ عِلۡمًا. (آخر طلاق) ۱ // //

۴۔ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیۡءٍ مُّحِيۡطًا. (نساء ع ۱۸) ۱ // //

۵۔ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيۡهِمۡ. (آخر سورہ جن) ۱ // //

میزان = ۷ بار

انداز ۴۔ علم وسیع و بسیط

بسیط کے معنی وسیع، کشادہ، پھیلا ہوا کے ہیں، یعنی جس سے کوئی چیز باہر نہ ہو۔

۱۔ رَبَّنَا وَسِعۡتَ كُلَّ شَیۡءٍ رَّحۡمَةً وَّعِلۡمًا. (مومن، ع اول) ۱ بار

۲۔ وَسِعَ رَبِّیۡ كُلَّ شَیۡءٍ عِلۡمًا. (انعام، ع ۹ و طہٰ ع ۵، و اعراف ع ۱۱) ۳ بار

۳۔ وَيَعۡلَمُ مَا فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ وَمَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعۡلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِیۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ.

(پ ۷ انعام ع ۷)

اور وہ بر و بحر کی تمام چیزوں کو جانتا ہے اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے، اور کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز مگر یہ سب کتابِ مبین (لوحِ محفوظ) میں ہے۔ ۱ بار

۴۔ اَللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تَحۡمِلُ كُلُّ اُنۡثٰی وَمَا تَغِيۡضُ الۡاَرۡحَامُ وَمَا تَزۡدَادُ ؕ وَكُلُّ شَیۡءٍ عِنۡدَهٗ بِمِقۡدَارٍ. عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ الۡكَبِيۡرُ الۡمُتَعَالِ. سَوَآءٌ مِّنۡكُمۡ مَّنۡ اَسَرَّ الۡقَوۡلَ وَمَنۡ جَهَرَ بِهٖ وَمَنۡ هُوَ

---

[1] آل عمران ع ۱۲، نساء ع ۱۶ بادنیٰ تغیر الفاظ

Marfat.com

مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ. (پ ۱۳. رعد، ع ۲)

اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ کسی عورت کو حمل ہوتا ہے اور جو کچھ رحم میں کمی بیشی ہوتی ہے اور ہر چیز اس کے نزدیک ایک خاص اندازے پر ہے۔ وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے، سب سے بڑا اور عالی قدر ہے۔ تم میں سے جو شخص کوئی بات چپکے سے کرے یا جو پکار کر کہے اور جو شخص رات کو کہیں چھپ جائے اور جو دن میں چلے پھرے یہ سب (خدا کے علم میں) برابر ہیں۔ ۱ بار

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

۵۔ يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمٰوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ ط إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ.

(لقمان: ع ۲)

اے میرے بیٹے! اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو، پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو، یا آسمان کے اندر ہو یا زمین کے اندر (تب بھی) اس کو اللہ تعالیٰ حاضر کردے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بیں، باخبر ہے۔ ۱ بار

۶۔ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَآ أَصْغَرَ مِنْ ذَالِكَ وَلَآ أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ.

(پ ۱۱، یونس ع ۷۔ و پ ۲۲ شروع سباء بادنیٰ تغیر الفاظ)

”اور آپ کے رب (کے علم) سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں، نہ زمین میں اور نہ آسمانوں میں، اور نہ کوئی اس (ذرہ) سے چھوٹی اور نہ بڑی، مگر یہ سب (بوجۂ احاطہ علمِ الٰہی) کتاب مبین میں ہے (یعنی لوحِ محفوظ میں ہے)۔ ۲ بار

۷۔ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ. (پ ۲۰ نمل، ع ۶)

اور آسمان وزمین میں ایسی کوئی چیز مخفی نہیں جو لوحِ محفوظ میں نہ ہو۔ ۱ بار

۸۔ إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِّنْ أَكْمَامِهَا وَمَا

Marfat.com

تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ط (پ۲۵ شروع، پ۲۲، فاطر ع۲)

''قیامت کا علم خدا ہی کی طرف پھیرا جاتا ہے اور کوئی پھل اپنے خول میں سے نہیں نکلتا اور کوئی عورت حاملہ نہیں ہوتی اور نہ وہ بچہ جنتی ہے مگر یہ سب اللہ کے علم سے ہوتا ہے۔ ۲ بار

میزان = ۱۲ بار

انداز ۵۔

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ سب جانتا ہے

۱۔ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. (عنکبوت ع۶، تغابن ع۱) ۵[۱] بار آیا ہے

۲۔ وربک اعلم بمن فی السمٰوات والارض. (بنی اسرائیل) ۱ // //

۳۔ قل ربی یعلم القول فی السماء والارض. (انبیاء ع ۱) ۱ // //

۴۔ وما یخفٰی علی اللہ من شیءٍ فی الارضِ ولا فی السماء. ۲ // //

(ابراھیم ع۶، آل عمران ع ۱)

۵۔ یعلم السر فی السمٰوات والارض. (فرقان ع۱) ۱ // //

۶۔ یعلم ما یلج فی الارضِ وما یخرج منھا وما ینزل من السماء وما یعرج فیھا. (سباء ع ۱، حدید ع ۱) // //

جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے (مثلاً بارش، پانی) اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے (مثلاً نباتات، معدنیات) اور جو کچھ آسمان سے اُترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے، یہ سب کچھ اللہ جانتا ہے۔ ۲

میزان = ۱۲ بار

---

[۱] آل عمران ع۳، مائدہ ع۱۳ اور حج ع۹ میں تھوڑے سے فرق کے ساتھ یہی الفاظ ہیں۔

Marfat.com

انداز ۶

متقین وظالمین، مصلحین ومفسدین، مہتدین ومضلین

اور شاکرین ومعتدین اللہ سب کو جانتے ہیں

۱۔ واللہ علیم بالمتقین. (آل عمران ع۱۲،توبہ ع۷) ۲ بار آیا ہے

۲۔ ھو اعلم بمن اتقیٰ. (نجم ع۲) ۱ " "

۳۔ واللہ علیم بالظالمین. (بقرہ ع۱۱، ع۳۲،توبہ ع۷،انعام ع۷[1]) ۵ " "

۴۔ فان اللہ علیم بالمفسدین. (آل عمران ع۶، یونس ع۴[2]) ۲ " "

۵۔ ان ربک ھو اعلم من یضل عن سبیلہ وھو اعلم ۵ " "
بالمھتدین. (انعام ع ۱۴، نحل ع ۱۶ ۳[3]، قلم ع اول[4]
قصص ع ۶[5] و نجم ع ۲[6])

۶۔ ان ربک ھو اعلم بالمعتدین. (انعام ع ۱۴) ۱ " "

۷۔ (انعام ع۶، بقرہ ع ۲۷ اور بنی اسرائیل ع ۹ میں شاکرین " "
وغیرہ کے متعلق یہی مضمون ہے۔ ۳

میزان = ۱۹ بار

---

[1] علیم کی جگہ اعلم ہے۔
[2] با دنیٰ تغیرِ الفاظ
[3،4] من یضل کی جگہ بمن ضل ہے۔
[5] آیت کا صرف آخری حصہ ہے
[6] بالمھتدین کی جگہ بمن اھتدیٰ ہے۔

Marfat.com

انداز ۷

رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِکُمْ

(تمہارا پروردگار تم سب کا حال خوب جانتا ہے)

۱۔ رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِکُمْ (بنی اسرائیل ع۶) ۱ بار آیا ہے

۲۔ قد یعلم ما انتم علیه. (نور آخر سورہ) ۱ // //

۳۔ واللہ اعلم بایمانکم. (نساء ع۴، ممتحنہ ع۲) ۲ // //

۴۔ ان ربی بکیدھن علیم. (یوسف ع۷) ۱ // //

۵۔ واللہ یعلم متقلبکم ومثوکم. (محمد ع ۲) ۱ // //

۶۔ واللہ اعلم باعداء کم. (نساء ع ۷) ۱ // //

۷۔ وکان اللہ بھم علیما. (نساء ع ۶) ۱ // //

۸۔ سورہ توبہ ع۶، نور ع۹، عنکبوت ع۴، احزاب ع۲، شوریٰ ع۴ ۶
اور خاتمہ ق میں بھی یہی مضمون ہے۔

میزان = ۱۴ بار

انداز ۸

اللہ دلوں کے راز جانتا ہے!

۱۔ واللہ علیم بذات الصدور. (پورے قرآن میں) ۱۲[۲] بار آیا ہے

---

[۱] ایک لفظ میں فرق ہے۔

[۲] آل عمران ع۱۶، حدید رکوع اول، تغابن رکوع اول، آل عمران ع۱۲، مائدہ ع۲، انفال ع ۵، ہود ع۱، لقمان ع۳، فاطر رکوع آخر، زمر ع اول، شوریٰ ع۳، اور ملک رکوع اول ادنیٰ فرق کے ساتھ

Marfat.com

٢۔ یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور. (مومن ع٢) ١ // //

٣۔ وربک یعلم ما تکن صدورھم وما یعلنون. ٢[١] // //

٤۔ واللہ یعلم ما فی قلوبکم. (احزاب ع٦، نساء ع٩) ٢[٢] // //

٥۔ اللہ اعلم بما فی انفسھم. (ھود ع٣، اسراء ع٣) ٣[٣] // //

٦۔ بقرہ ع٣٠، فتح ٣ اور ق ع٢ میں بھی یہی مضمون ہے۔ ٣ // //

میزان = ٢٣ بار

انداز ٩

اللہ ظاہر وباطن، خفی وجلی، اور عیاں ونہاں سب جانتا ہے

١۔ ان اللہ یعلم ما یسرون وما یعلنون. (پورے قرآن میں) ٤[٤] بار آیا ہے

٢۔ ویعلم ما تسرون وما تعلنون. ٣[٥] // //

٣۔ انہ یعلم الجھر وما یخفی. (پ٣٠، اعلیٰ، ع اول) ٢[٦] // //

٤۔ واللہ یعلم ما تبدون وما تکتمون. ٣[٧] // //

٥۔ انہ یعلم الجھر من القول ویعلم ما تکتمون. (آخر انبیاء) ١ // //

٦۔ یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون. (انعام ع ١) ١ // //

٧۔ آل عمران ع٣ و ١٧، مائدہ ع٩، توبہ ع١٠، ابراہیم ع٦، بنی اسرائیل ع٥، محمد ع٣ اور ممتحنہ ع اول میں بھی یہی مضمون ہے۔ ٨ // //

میزان = ٢٢ بار

---

١ نمل ع٦ و قصص ع٧۔ ٢، ٣ الفاظ میں فرق ہے۔

٤ بقرہ ع٩، ھود رکوع اول، نحل ع٣، یٰس رکوع آخر الفاظ میں فرق ہے۔

٥ تغابن رکوع اول، نحل ع٢ و نمل ع٢، الفاظ میں فرق ہے۔

٦ الفاظ میں تھوڑا سا فرق ہے۔

٧ مائدہ ع١٣، نور ع٤، بقرہ ع٤، الفاظ میں تھوڑا سا فرق ہے۔ ایک لفظ زیادہ ہے۔

Marfat.com

انداز ۱۰

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

(اللہ تعالیٰ ان سب کے اگلے پچھلے احوال کو خوب جانتا ہے)

۱۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ . ۴ بار آیا ہے

(بقرہ ع ۳۴، طٰہٰ ع ۶، انبیاء ع ۲ اور حج ع آخر)

۲۔ قال فما بال القرون الاولیٰ. قال علمها عند ربی فی ۱ 〃 〃

کتاب. (طه: ع ۲)

۳۔ هو اعلم بكم اذ انشاكم من الارض واذ أنتم اجنة ۲ 〃 〃

فی بطون امهتكم. (نجم ع ۲)

اور وہ تم کو (اس وقت سے خوب جانتا ہے جب تم کو زمین سے 〃 〃

پیدا کیا تھا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے۔ ۱

میزان = ۶ بار

انداز ۱۱

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ.

(بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والا ہے)

اللہ تعالیٰ سب اعمالِ خیر کو جانتا ہے

۱۔ وما تفعلوا من خير فان الله به عليم.[۱] ۵ بار آیا ہے

[۱] بقرہ ع ۲۵ و ۲۶ و ۳۷، آل عمران ع ۱۰ و نساء ع ۱۹، ایک دو لفظوں میں معمولی سا فرق ہے۔

Marfat.com

۲۔ وما انفقتم من نفقة او نذرتم من نذرٍ فان اللّٰہ یعلمہٗ۔ ۱ 〃 〃

(بقرہ ع ۳۶)

میزان = ۶ بار

انداز ۱۲

اِنَّ اللّٰہَ بِعِبَادِہٖ لَخَبِیْرٌ بَصِیْرٌ

(بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پوری خبر رکھنے والا، انہیں دیکھنے والا ہے)

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں اور ان کے گناہوں کی خبر ہے

۱۔ انہ کان بعبادہ خبیرًا بصیرًا۔ ۴ بار آیا ہے

(بنی اسرائیل ع ۳، ۱۱، فاطر ع ۴[۱]، شوریٰ ع ۳[۲])

۲۔ وکفٰی بربک بذنوب عبادہٖ خبیرًا بصیرًا۔ ۱ 〃 〃

(بنی اسرائیل ع ۲)

۳۔ وکفٰی بہ بذنوب عبادہٖ خبیرًا۔ (فرقان: ع ۵) ۱

میزان = ۶ بار

انداز ۱۳

وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ۔

(اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب جانتے ہیں)

اللہ تعالیٰ کو سب اعمال وافعال کا علم ہے:

۱۔ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ۔ (پورے قرآن میں) ۴[۳] بار آیا ہے

۱، ۲ تھوڑے سے تغیر الفاظ کے ساتھ۔

۳ بقرہ ع ۳۹، نور ع ۴، یوسف ع ۱۲ اور مومنون ع ۴، بادنیٰ تغیر الفاظ

Marfat.com

۲۔ ان اللہ علیم بما کنتم تعملون.	(نحل: ع۴)	۱	//	//
۳۔ فقل اللّٰہ اعلم بما تعملو ن.	(حج ع۹، شعراء ع۱۰) [1]	۲	//	//
۴۔ واللہ یعلم اعمالکم.	(محمد ع۴، انعام ع۷، رعد ع۶)	۳	//	//
۵۔ ان اللہ علیم بما یفعلون.	(یونس ع ۴، نحل ع ۱۳)	۷	//	//
۶۔ واللہ اعلم بما تصفون.	(یوسف ع ۹، مومنون ع آخر)	۲	//	//

میزان = ۱۹ بار

انداز ۱۴

وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ.

(اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہیں)

اللہ تعالیٰ کو سب اعمال کی خبر ہے

۱۔ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ. ۷ بار آیا ہے

(بقرہ ع۳۷، آل عمران ع۱۸، حدید ع اول، مجادلہ ع۱، ۲ اور تغابن ع اول)

۲۔ وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ. (آل عمران: ع۱۶۔ توبہ ع۲ ۷ // //

،مجادلہ ع۲، منافقون خاتمہ سورۃ اور مائدہ ع۲ [2]، نور ع۷، حشر ع۳)

۳۔ اِنَّـہٗ بِـمَـا یَـعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ. (ہود ع۱، لقمان [5] ع۳، احزاب [6] ۴ // //

رکوع اول اور فتح ع۲ [7])

۴۔ ان اللہ خبیر بما یصنعون. (نور ع۴، نمل ع۷ [8]) ۲ // //

۵۔ ان اللہ کان بما تعملون خبیرًا. (نساء ع۱۳، ع۱۹، [9] ع۲۰ [10]) ۳ // //

میزان = ۲۳ بار

---

[1] ایک دو لفظوں میں فرق ہے۔

[2]، [3] نور ع۶، عنکبوت ع۵، فاطر ع۲، زمر ع۷ وشوریٰ ع۳

[4] ادنیٰ تغیر کے ساتھ [5]، [6]، [7] ایضاً [8] ایضاً۔ [9]، [10] ایضاً۔

Marfat.com

انداز ۱۵

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ.

(اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے)

اللہ تعالیٰ کسی کے اعمال سے بے خبر نہیں

۱۔ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ. ۵ بار آیا ہے

(بقرہ ع ۹، ۱۰، ۱۶، ۱۸۔ آل عمران ع ۱۰)

۲۔ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ. (بقرہ ع ۱۷، انعام ع ۱۶) ۲ // //

۳۔ وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ. (ہود آخری آیت، نمل آخری آیت) ۲ // //

۴۔ ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون. (ابراہیم آخری رکوع) ۱ // //

میزان = ۱۰ بار

انداز ۱۶

مختصر انداز محض دو الفاظ میں اللہ رب العزت نے اپنی صفتِ علم کو جو بیان فرمایا ہے، اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

۱۔ واسع علیم کا ارشاد قرآن کریم میں قریباً.................................۷ مقامات پر ہے

۲۔ علیم حکیم یا علیما حکیما یا العلیم الحکیم یا حکیمٌ علیم یا علیمٌ خبیر یا الحکیم العلیم یا الحکیم الخبیر یا حکیم خبیر کم وبیش............۴۰ مقامات پر ہے

۳۔ علیمٌ قدیرٌ یا العلیم القدیر یا العزیز العلیم یا الخلاق العلیم یا علیم حلیم یا علیمًا حلیمًا یا شاکرًا علیما یا لطیفٌ خبیر وغیرہ ۱۹ مقامات پر ہے

۴۔ سمیع علیمٌ یا السمیع العلیم کم وبیش ۲۸ مقامات پر ہے

میزان = ۹۴ بار

---

۱ ادنیٰ تغیر کے ساتھ

Marfat.com

انداز ۱۷

قَالَ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

(ارشاد فرمایا: بے شک میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے)

اللہ سب کچھ جانتا ہے، اور کوئی نہیں جانتا

فرشتوں سے فرمایا:

۱۔ قال انی اعلم ما لا تعلمون (بقرہ ع۴) ۱ بار آیا ہے

صحابہ کرامؓ نیز مسلمانوں سے اور اہلِ کتاب وغیرہ سے فرمایا:

۲۔ واللہ یعلم وانتم لا تعلمون (بقرہ ع۲۶، ع۳۴، آل عمران ع۷، نور ع۲، نحل[۱] ع۱۰) ۵ // //

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

۳۔ لا تعلمھم نحن نعلمھم. (توبہ ع۱۳ وانفال[۲] ع۷) ۲ // //

۴۔ لا یعلمھم الا اللہ. (ابراہیم ع۲) ۲ // //

۵۔ وما یعلم جنود ربک الا ھو. (مدثر رکوع اول) ۱ // //

۶۔ فعلم ما لم تعلموا. (فتح ع۴) ۱ // //

میزان = ۱۱ بار

انداز ۱۸

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ

(آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم (خاص) اللہ کو ہے)

قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور کسی کو نہیں

---

[۱] واللہ کی جگہ اِنّ اللہ ہے۔

[۲] الفاظ میں معمولی سا فرق ہے۔

Marfat.com

۱۔ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ (اعراف ع ۲۳ واحزاب ع ۸ واعراف ۲۳[1]) ۳ بار آیا ہے

۲۔ ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ. (لقمان آخر سورۃ، زخرف[2] آخر) ۲ // //

۳۔ قل انما العلم عند اللہ. (ملک ع ۲) ۱ // //

۴۔ الیٰ ربک منتهٰها. (النازعات ع ۲) ۱ // //

میزان = ۷ بار

خلاصہ

جہاں اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں اٹھارہ مختلف اسلوب و انداز سے ۳۴۱ بار اپنے لیے صفتِ علم کا بیان اور علمِ غیب، علمِ کل، علمِ محیط اور علمِ بسیط کا اثبات فرمایا ہے، وہاں اپنے سوا کسی برگزیدہ مخلوق، کسی فرشتہ یا ولی یا نبی حتیٰ کہ امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک دفعہ بھی اس کا ذکر نہیں فرمایا، بلکہ اُلٹا ان سے علمِ قیامت وغیرہ علوم کی نفی کی ہے، علیٰ ہذا تمام ما سویٰ اللہ کے لئے علمِ غیب کی نفی فرمائی۔

اللہ کے سوا ہر ذات سے علمِ غیب کی نفی

اپنے محبوب و مقبول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے اعلان کرایا، فرمایا:

۱۔ قل لا یعلم من فی السموات والارضِ الغیب الا اللّٰہ. (پ ۲۰۔ نمل: ع ۵)
آپ کہہ دیجئے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں (ان میں سے) کوئی بھی غیب نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے۔

ارض و سماء، زمین و آسمان کی کوئی خاکی، نوری یا ناری مخلوق ''الغیب'' نہیں جانتی،

---

[1] اللہ کی جگہ ربی ہے۔
[2] اِنّ اللہ کی جگہ وَ ہے

Marfat.com

غیب اگر جانتا ہے تو صرف ایک اللہ جانتا ہے۔ علمِ غیب خاصہ خدا ہے۔
کتنے ظالم ہیں وہ لوگ جو خود اس ذاتِ اقدس ﷺ کے لئے علمِ غیب کا اِدّعاءِ باطل کرتے ہیں، جن کی زبانِ پاک سے اللہ رب العزت نے یہ اعلان کرایا کہ زمین و آسمان میں کوئی بھی غیب نہیں جانتا، مگر اللہ...... ! تو عالم الغیب ہونے کی صفت اللہ رب العزت کے ساتھ خاص ہے۔ یہ صفت کسی مخلوق کے لئے ثابت نہیں۔ ارشاد فرمایا:

۲۔ وعندہٗ مفاتح الغیب لا یعلمھا اِلا ھو. (پ ۷۔ انعام: ع ٦)

اور غیب کی کنجیاں (یا خزانے) اللہ ہی کے پاس ہیں، اس کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔
تو غیب کے خزانے اور کنجیاں سب اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں، اور کسی کو ان تک رسائی نہیں۔ غیب صرف اللہ جانتا ہے، اس کے سوا اور کسی کو غیب کا علم نہیں۔

نبی کریم ﷺ بھی عالم الغیب نہیں

منصبِ رسالت کے فرائض و وظائف انذار و تبشیر ...... کی ادائیگی و سرانجامی کے لئے نہ تو مِلک و اختیار کی ضرورت ہے اور نہ ہی علمِ غیب کی۔ یہ دونوں صفات ذاتِ پاک رب العزت کے لئے خاص ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے لئے ان دونوں صفتوں کی نفی فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

۳۔ قل لا املک لنفسی نفعًا و لا ضرا الا ما شاء اللہ ط ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر ج وما مسنی السوء ج ان انا الا نذیر و بشیر لقوم یومنون. (پ ۹، اعراف، ع ۲۳)

آپ کہہ دیجئے میں اپنی ذات کے لئے (بھی) نفع و ضرر کا اختیار نہیں رکھتا، مگر جو اللہ چاہے، اور اگر میں غیب جانتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی مضرت مجھے مس نہ کرتی۔ میں تو محض اہلِ ایمان کو ڈرانے والا اور بشارت دینے

Marfat.com

والا ہوں۔

علمِ قیامت کے ساتھ چند اور علوم کی تمام نفوس و ذوات سے نفی ہو رہی ہے۔

ارشاد فرمایا:

۴۔ ان الله عندهٗ علم الساعة ج وینزّل الغیث ج ویعلم ما فی الارحام ط وما تدری نفس ما ذا تکسب غدًا وما تدری نفس بای ارضٍ تموت ط ان الله علیم خبیر. (آخر لقمان)

بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ ماں کے پیٹوں میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس جگہ مرے گا۔ بیشک اللہ سب باتوں کا جاننے والا، سب خبر رکھنے والا ہے۔

الف۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے: ان پانچ باتوں کو نہ تو کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے اور نہ کوئی برگزیدہ نبی، اگر کسی نے دعویٰ کیا کہ ان میں سے کوئی بات جانتا ہے تو اس نے قرآن کا انکار کیا کیونکہ قرآن کی مخالفت کی۔ هذه خمسة لا یعلمها ملک مقرب ولا نبی مصطفی فمن ادعی انه یعلم شیء من هذه فانه کفر بالقرآن لانه خالفه.

ب۔ حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"جس نے تجھے خبر دی کہ (حضرت) محمد (ﷺ) نے اپنے رب کو دیکھا یا کلام اللہ میں سے کوئی بات چھپالی۔

او یعلم الخمس التی قال الله تعالی ان الله عنده علم الساعة وینزل الغیث ...... فقد اعظم الفریة۔

یا پانچ باتیں جانتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان الله عندهٗ علم الساعة میں فرمائی ہیں تو اس نے بہت ہی بڑا افتراء کیا۔ (ترمذی۔ مشکوۃ المصابیح باب رؤیۃ اللہ تعالیٰ)

ج۔ اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

Marfat.com

من حدثک ان محمّدًا صلی اللہ علیہ وسلم رأی ربّہٗ فقد کذب وھو یقول لا تدرکہ الابصار ومن حدثک انہ یعلم الغیب فقد کذب وھو یقول لا یعلم الغیب الا اللّٰہ.

(صحیح بخاری کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ عالم الغیب)

جو تجھ سے بیان کرے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تو اس نے جھوٹ بولا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لا تدرکہ الابصار ،اور جس نے تجھ سے بیان کیا کہ آپ غیب جانتے ہیں تو بے شک اس نے جھوٹ بولا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لا یعلم الغیب الا اللہ......

د۔ اور بروایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مفاتیح الغیب خمس لا یعلمھا الا اللہ، لا یعلم ما فی غد الا اللّٰہ وما یعلم ما تغیض الارحام الا اللّٰہ ولا یعلم متی یاتی المطر احد الا اللّٰہ ولا تدری نفسٌ بایّ ارضٍ تموت ولا یعلم متیٰ تقوم الساعۃ الا اللّٰہ. (صحیح بخاری ، کتاب التفسیر ، سورہ رعد)

غیب کی کنجیاں پانچ ہیں، انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ (۱) کل کیا ہوگا اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا جو (۲) رحم میں نامکمل بچے ساقط ہوتے ہیں، اور نہ ہی اللہ کے سوا کوئی یہ جانتا ہے کہ (۳) بارش کب ہوگی، اور نہ کوئی شخص یہ جانتا ہے کہ (۴) وہ کہاں مرے گا اور نہ ہی اللہ کے سوا کوئی جانتا ہے کہ (۵) قیامت کب ہوگی۔

اللہ نہ بتائے تو کسی غیب کی بات کا کسی کو بھی علم نہیں ہوتا!

یہاں یہ مراد نہیں کہ صرف ان پانچ باتوں کا علم اللہ کے سوا دوسرے کسی کو نہیں اور ان کے علاوہ دوسری غیب کی باتوں کا علم لوگوں کو ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ غیب کی کسی بات کا

Marfat.com

بھی کسی کو کوئی علم نہیں۔

جب قیامت کے وقت کی خبر کسی کو نہیں جس کا آنا بہت مشہور اور نہایت یقینی ہے تو اور کسی چیز کے ہونے کی خبر کسی کو کیا ہو گی، جیسے کسی کی فتح، شکست، بیماری، تندرستی وغیرہ، کہ یہ باتیں نہ تو قیامت کے برابر مشہور ہیں نہ ویسی یقینی!

اسی طرح مینہ برسنے کے وقت کی خبر کسی کو نہیں حالانکہ اس کا موسم معلوم ہے، اور نبی، ولی، بادشاہ، حکیم سارے اس کی خواہش بھی رکھتے ہیں۔ پھر ایسی چیزوں کا علم کسی کو کیا ہو گا جن کا نہ تو موسم معلوم ہے اور نہ سب لوگ مل کر ان کی خواہش رکھتے ہیں، مثلاً مرنا، جینا، اولاد کا ہونا، یا غنی یا فقیر ہونا۔

اسی طرح جب کسی کو یہ علم نہیں کہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، نر ہے یا مادہ؟ ایک ہے یا دو، کامل ہے یا ناقص، خوبصورت ہے یا بدصورت، حالانکہ حکیم لوگ ان سب چیزوں کے اسباب لکھتے ہیں، تو آدمی کے دل و دماغ میں اور مخفی چیزوں کا کسی کو کیا علم ہو گا، مثلاً خیالات، ارادے، اور نیتیں اور ایمان اور نفاق۔

اسی طرح جب کسی کو اپنا حال معلوم نہیں کہ کل کیا کرے گا تو وہ دوسرے کے حالات کا علم کیسے رکھ سکتا ہے۔

اسی طرح جب کسی کو اپنی موت کا علم نہیں کہ کس جگہ آئے گی تو دوسروں کی موت و حیات، وغیرہ کا کسی کو کیا علم ہو گا۔

غرض کہ اللہ کے سوا کوئی کچھ آئندہ کی بات اپنے اختیار سے نہیں جان سکتا۔

۵۔ **یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء.**

(پ ۳، آیۃ الکرسی)

(اللہ تعالیٰ) جانتا ہے جو کچھ خلقت کے رُوبرو ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ سب اس کے معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے، مگر جتنا وہی چاہے۔

اللہ تعالیٰ کا علم محیط اور کامل ہے۔ مخلوقات میں سے کسی کا بھی علم کامل اور محیط

Marfat.com

نہیں۔اللہ تعالیٰ جس کو جس قدر علم دینا چاہتے ہیں دے دیتے ہیں۔

۶۔ **یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بہٖ علمًا.** (پ۱۶،طٰہٰ:ع۶)

اللہ تعالیٰ ان سب کے اگلے پچھلے احوال کو جانتا ہے اور اس کو ان کا علم احاطہ نہیں کرسکتا۔

خدا کا علم ساری مخلوق کو محیط ہے۔اور کسی کا علم اللہ رب العزت کی ذات کا یا اس کی معلومات کا احاطہ نہیں کرسکتا۔سب کا علم محدود ہے اور اتنا ہے جتنا اللہ رب العزت نے کسی کو دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو غیب کی جس بات پر چاہیں خبر دے دیتے ہیں

علمِ غیب تو کسی کو حاصل نہیں،غیب کی کنجیاں صرف اللہ کے ہاتھ میں ہیں،کسی مخلوق کو ان تک رسائی اور دسترس نہیں،البتہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو بعض غیوب پر مطلع فرما دیتے ہیں،ارشاد فرمایا:

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رُسلہٖ من یشاء. (پ۴ آل عمران ع۱۸)

اور اللہ تعالیٰ تم کو غیب پر مطلع نہیں کرتے،لیکن اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہیں منتخب فرما لیتے ہیں۔

عام لوگوں کو بلاواسطہ کسی غیب پر اطلاع نہیں دی جاتی۔ہاں اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء علیہم السلام کو غیب کی جس بات پر چاہیں اطلاع دے دیتے ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا:

عالم الغیب فلا یظھر علٰی غیبہٖ احدًا الا من ارتضٰی من رّسولٍ فانّہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہٖ رصدًا. (آخر جن)

(اللہ) عالم الغیب ہے،سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا،مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو،تو اس کے آگے اور پیچھے محافظ (فرشتے) چلاتا ہے۔

Marfat.com

تو غیب حق اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اللہ اپنے برگزیدہ و پسندیدہ رسولوں کو اپنے غیب کی جس بات پر چاہے اطلاع دے دیتا ہے۔ اور یہ اطلاع بذریعہ وحی ہوتی ہے اور وحی کے ساتھ فرشتوں کا چوکی پہرہ ہوتا ہے۔

رسول کریم ﷺ کے چند واقعات

امام ابن اسحاق رحمہ اللہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں:

غزوۂ تبوک میں سفر کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہوگئی، آپ کے اصحاب اس کی تلاش میں نکلے، زید بن اللُّصیت (منافق) کہنے لگا: "محمد تو نبی ہونے کے مدعی ہیں اور تمہیں آسمانوں کی خبر دیتے ہیں مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے؟"

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وانی واللہ ما اعلم الا ما علمنی اللّٰہ وقد دلنی اللہ علیھا وھی فی ھذہ الوادی فی شعبٍ کذا وکذا وقد حبستھا شجرۃ بزمامھا.

"واللہ! میں نہیں جانتا مگر وہ جس کا اللہ مجھے علم دیتا ہے۔ اور ابھی اللہ نے مجھے دکھلایا ہے کہ وہ اس وادی میں اس درہ میں موجود ہے، درخت کی شاخ میں اس کی مہار اٹکی ہوئی ہے"

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گئے اور اونٹنی کو لے آئے۔[1]

اگر اللہ رب العزت اپنے محبوب رسول کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی ایک بندے کو بھی بطور معجزہ و کرامت کسی غیب پر اطلاع دے دیں، تو اس کا انکار نہیں۔ یہ خود کتاب و سنت سے بصراحت ثابت ہے، اور یہ وحی والہام کے واسطہ وذریعہ سے جو علم و خبر کسی نبی یا ولی کو حاصل ہو گی، یہ غیب نہیں، اور جو غیب ہے یعنی بغیر واسطہ و ذریعہ، بغیر علامت و دلیل غیر مشہود و غیر موجود حقائق و اشیاء کا علم، یہ خاصۂ خدا ہے۔ یہ نہ کسی آسمان والے کو حاصل ہے نہ زمین والے کو، نہ نبی کو نہ ولی کو، نہ کسی فرشتے کو اور نہ ہی کسی اور کو۔

---

[1] سیرت ابن ہشام مطبوعہ مصر جلد ۴ ص ۱۶۶، ذکر غزوۂ تبوک۔ "اصابہ" جلد اول نمبر ۲۳، ۲۹

Marfat.com

۲۔ بروایت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہ ان کی شادی کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں انصار کی بچیاں دف بجا کر ان کے آباء کے مناقب پڑھ رہی تھیں جو بدر میں شہید ہو گئے تھے، ان بچیوں میں سے ایک نے کہہ دیا "وفینا نبی یعلم ما فی غدٍ" کہ ہم میں نبی موجود ہیں جو (آنے والے) کل کی باتیں جانتے ہیں"۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دعی هذه وقولی بالذی کنت تقولین. (رواہ البخاری)[1]

"اس بات کو چھوڑو، وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھی"

اللہ اکبر! مجلسِ تعلیم و تعلم نہیں بلکہ محفلِ فرح و سُرور ہے، پھر کہنے والی ایک معصوم لڑکی ہے، کوئی "شیخ الحدیث" یا علامہ نہیں، پھر بات گیت کے ایک مصرعہ کی ہے، کسی عقیدہ و ایمان سے متعلق کوئی عبارت نہیں، مگر اللہ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس ایک کلمہ کو بھی برداشت نہ فرما سکے، اپنے متعلق علمِ غیب کی ذرا سی نسبت کی بھی اجازت نہ دی اور فوراً منع فرما دیا کہ یہ نہ کہو، اسے چھوڑ دو۔ اللہ اللہ!!

۳۔ بروایت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ ایک انصاری بی بی حضرت اُم العلاء صحابیہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات پر جب انہیں غسل دے کر کفن پہنا دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میں نے کہا: ابو سائب (یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) تم پر خدا کی رحمت! میں تمہارے متعلق گواہی دیتی ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ضرور تمہیں اپنی رحمت سے سرفراز فرمایا ہوگا۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں یہ کیسے علم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ضرور ان کو سرفراز فرمایا ہوگا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، (اگر ان کو نہیں) تو پھر اللہ تعالیٰ اور کس کو نوازے گا؟ ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! ان کی وفات ہو گئی اور خدا کی قسم مجھے بھی ان کے متعلق خیر کی اُمید ہے، مگر

[1] مشکوٰۃ المصابیح باب اعلان النکاح

Marfat.com

واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما ذا یفعل بی. (البخاری)[1]

''خدا کی قسم! گو میں اللہ کا رسول ہوں مگر میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا''۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو سوتے میں کروٹ بدلی تو اپنے پہلو کے نیچے ایک کھجور کا دانہ پایا۔ اسے اٹھایا اور تناول فرمالیا۔ پھر باقی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف سے پیچ وتاب کھاتے رہے، آپ کو نیند نہ آئی۔ آپ نے اپنی کسی زوجہ رضی اللہ عنہا کو یہ کیفیت بیان کی اور فرمایا:

انی وجدت تمرة تحت جنبی فاکلتها ثم تخوفت ان تکون من الصدقة.[2]

''میں نے اپنے پہلو تلے ایک کھجور کا دانہ پڑا پایا اور اسے کھالیا۔ اب مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ صدقہ کے مال میں سے نہ ہو''۔

اللہ اللہ! کھجور کھا تو لی مگر اس خوف سے کہ..... مبادا یہ عشر کے مال میں سے ہو جو عموماً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدہ میں جمع ہوتا اور پھر مستحقین میں تقسیم کردیا جاتا تھا..... اس فکر سے آپ کی نیند اُچاٹ ہوگئی، شب بھر آپ پیچ وتاب کھاتے رہے۔ یہ ساری کیفیت اس بات کا علم نہ ہونے کی وجہ سے پیش آئی کہ وہ کھجور صدقہ کی ہے یا نہیں۔ اگر معلوم ہوتا کہ صدقہ کی ہے تو حضرت تناول ہی نہ فرماتے اور اگر علم ہوتا کہ صدقہ کے مال میں سے نہیں تو رات بھر پریشان اور فکرمند اور بے چین نہ رہتے۔ صلی اللہ علیہ وسلم!

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستے سے گزرے تو آپ کو ایک کھجور پڑی ہوئی ملی۔ ارشاد فرمایا:

لولا انی اخاف ان تکون من الصدقة لاکلتها. (متفق علیه)

---

[1] ترجمان السنۃ جلد دوم حدیث نمبر ۱۰۸

[2] طبقات ابن سعد، جلد اول ص ۳۹۰

Marfat.com

''اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کی کھجور ہوگی تو میں اسے کھالیتا''۔
(صحیح بخاری، صحیح مسلم)[1]

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عدمِ علم و یقین کی وجہ سے کہ وہ کھجور صدقہ کی نہیں، کھجور کو تناول نہ فرمایا۔ اگر مالِ صدقہ میں سے نہ ہونے کا یقین ہو جاتا تو تناول فرما لیتے۔

۶۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے تا کہ ہمیں لیلۃ القدر کی خبر دیں۔ مسلمانوں میں سے دو شخص باہم جھگڑنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آیا تھا تا کہ تمہیں لیلۃ القدر کی خبر دوں، لیکن فلاں فلاں باہم جھگڑنے لگے:

فرفعت وعسی ان یکون خیرا لکم فالتمسوھا فی التاسعة والسابعة والخامسة. (رواہ البخاری)[2]

لہٰذا (اس کی تعیین) اٹھا لی گئی، اور شاید یہ تمہارے لئے بہتر ہو۔ پس تم اسے پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں (شب) میں تلاش کرو۔''

۷۔ حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، ارشاد فرمایا:

اریت ھذہ اللیلة ثم انسیتُھا فالتمسوھا فی العشر الاواخر والتمسوھا فی کل وترٍ. (متفق علیہ)[3]

''مجھے یہ رات بتلائی گئی تھی پھر میں اسے بھول گیا۔ پس تم اسے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو''۔

صحیح بخاری، صحیح مسلم، مؤطا امام مالکؒ اور ابوداؤد وغیرہ میں بھی یہ حدیث مروی ہے۔

۸۔ ایک روایت میں ہے، ارشاد فرمایا:

انی اریت لیلة القدر وانی نسیتُھا فالتمسوھا فی العشر الاواخر فی وِترٍ.

[1] ''مشکوٰۃ المصابیح'' باب من لاتحل لہ الصدقۃ

[2] ''مشکوٰۃ المصابیح'' باب لیلۃ القدر، مؤطا مالکؒ میں یہ روایت حضرت انسؓ سے مروی ہے۔

[3] ''مشکوٰۃ المصابیح'' باب لیلۃ القدر

Marfat.com

"بے شک مجھے لیلۃ القدر بتلائی گئی تھی، مگر وہ بھلا دی گئی، پس اب تم اسے (رمضان کے) آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ڈھونڈو۔"

یہ عظیم رات جو ہزار مہینوں سے بھی قدر و عظمت میں خیر و افضل اور برتر ہے، اُمت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم متعین کر کے نہ بتلا سکے کہ کون سی رات ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا قطعی علم عطا نہیں فرمایا۔ عطا فرمایا بھی تھا مگر دو مسلمانوں کے باہمی نزاع کی وجہ سے وہ علم واپس لے لیا گیا۔ اب آپ نے انداز سے فرمایا کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اسے تلاش کرو۔ کیونکہ رمضان المبارک میں اس کا ہونا تو قرآنِ کریم سے ثابت ہے۔ باقی قطعی تاریخ کا تعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمایا۔

۹۔ اسی سلسلہ میں ایک اور حدیث ملاحظہ ہو:

بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (۱۰ھ) عاشوراء (۱۰ محرم) کا روزہ رکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! اس دن کی تو یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لئن بقيت الى قابل لاصومن التاسع. (رواه مسلم)[۱]

"اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو ۹ محرم کا روزہ (بھی) رکھوں گا (تا کہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت ہو جائے)"

مگر آپ اگلے سال تک زندہ نہ رہے، ربیع الاوّل ۱۱ھ ہی میں وفات پا گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفاتِ شریفہ اور رحلتِ مبارکہ کا بھی علم نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو ۹ محرم کا روزہ بھی رکھوں گا، مگر خالق و مالک جل جلالہٗ کی طرف سے پیغامِ وصال آ پہنچا اور آپ (۱۰ محرم سے ۱۰، ۱۱

---

۱ "مشکوٰۃ المصابیح" باب صیام التطوع۔

Marfat.com

ربیع الاول تک) صرف دو ماہ بعد ہی اپنے رب اعلیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

خلاصہ:

کتاب اللہ کی متعدد نصوصِ قطعیہ کے بعد سنتِ رسولؐ سے نور بار خود نبی الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے لئے علمِ غیب و علمِ کل کی نفی ثابت ہے۔ اس کے بعد اور کون ماں کا لال ہے جس کے لئے علمِ غیب کا دعویٰ کیا جائے۔

فقہاء اسلام کا علمِ غیب کے مدعی کے بارے میں فیصلہ

کتاب و سنت کے بعد اس مسئلہ سے متعلق فقہاء امت کے چند اقوال درج ذیل ہیں:

۱۔ امام الفقہاء حسن بن منصور المعروف بہ قاضی خاں (المتوفی ۵۹۲ھ) لکھتے ہیں:

ایک شخص نے ایک عورت سے (گواہوں کے بغیر) اللہ اور رسول ﷺ کو گواہ بنا کر نکاح کیا، یہ باطل ہے......

وبعضهم جعلوا ذالک کفرًا لِاَنَّهٗ یعتقد ان الرّسول صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب وهو کفر.

(فتاویٰ قاضی خاں جلد اول کتاب النکاح)

اور بعض نے اسے کفر قرار دیا ہے، کیونکہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں، اور یہ کفر ہے۔

۲۔ علامہ زین الدین ابن نجیم المصری (المتوفی ۹۷۰ھ) تحریر فرماتے ہیں:

لو تزوج بشهادة الله ورسوله لا ینعقد النکاح ویکفر لاعتقاده انه صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب.

(بحر الرائق جلد ۵ ص ۱۶)[1]

---

[1] فقہ حنفی کے مشہور فتاویٰ "تاتارخانیہ" میں بھی قریبا یہی الفاظ ہیں، اور خزانۃ المفتین، بزازیہ، مجمع الا... شامی وغیرہ میں بھی!

Marfat.com

۳۔ السلطان العادل اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ (المتوفی ۱۱۱۸ھ) کے مرتب کرائے ہوئے فتویٰ میں ہے:

تزوج رجل امرأة ولم یحضر الشهود وقال:

''خدائے راورسول راہ گواہ کردیم...... یکفر۔ (''فتاویٰ عالمگیری'' جلد۲ص ۲۱۴)

۴۔ نیز امام فقیہ علی بن ابی بکر صاحبِ ہدایہ (المتوفی ۵۹۳ھ) اپنی کتاب تجنیس ص ۲۹۷ پر، علامہ طاہر بن احمد (۵۴۲ھ) خلاصۃ الفتاویٰ جلد۴ ص ۳۵۴ پر، امام عبدالرحیم (۵۶۱ھ) فصول عمادیہ ص ۶۴ پر، امام محمد بن محمد الخوارزمی المعروف بالبزازی (۸۲۷ھ) فتویٰ بزازیہ ص ۳۲۵ پر اور محدث کبیر علامہ بدرالدین عینی (۸۵۵ھ) عمدۃ القاری جلد ۱۱ ص ۵۲۰ پر، امام ابن ہمام محمد بن عبدالواحد (۸۶۱ھ) مسائرہ جلد۲ص ۸۸ مع المسامرہ پر، اور علامہ ابن عابدین الحنفی (۱۲۵۲ھ) شامی جلد ص ۳۰۶ اور دوسرے جلیل القدر و شہرہ آفاق فقہاءِ اسلام نے یہ تصریح کی ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب حاصل تھا وہ کافر ہے۔ حتیٰ کہ ''مالابدّ منہ'' ص ۱۷۶ پر خاتم الفقہاء حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی (المتوفی ۱۲۲۵ھ) رحمہ اللہ بھی یہی لکھتے ہیں[1]

عقیدۂ توحید پر ایمان انسانی فطرت ہے

اللہ رب العزت کی توحید انسانی فطرت کا تقاضا ہے، ہر انسان پیدائشی طور پر خدائے واحد کی وحدت و وحدانیت اور توحید کا قائل ہے، اور یقین رکھتا ہے کہ اللہ کی ذاتِ واحد کے سوا کوئی مالک و متصرف نہیں، چنانچہ رئیس المفسرین، حبرِ اُمت، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دَعَوُ اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ کی تفسیر میں مروی ہے کہ مشرکینِ مکہ سمندر میں سفر کے دوران شرک نہ کرتے ہوئے خالص اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں۔

یعنی اسی تقاضائے فطرت سے مجبور ہو کر مشرکینِ مکہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم و عرفان اور احساس و ادراک رکھتے تھے، عالمِ اضطرار میں وہ خدا کی توحید کے بھی قائل و معترف

[1] یہ تمام تفصیلات حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی تالیف ''بترید النواظر'' طبع ششم ص ۶۸، ۷۰، ۷۱ سے ماخوذ ہیں۔

Marfat.com

تھے، ناساعد حالات اور مصائب ومشکلات میں وہ خالص اللہ رب العزت ہی کو پکارتے تھے۔ لیکن حوادث وآفات سے نجات پا کر وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنے لگ جاتے تھے۔

توحید کا عوامی تصور

آج عامۃ المسلمین یہ سمجھتے ہیں یا انہیں یہ سمجھا دیا گیا ہے کہ خدا کی ہستی کا اقرار اور ذاتِ پاک باری تعالیٰ کا اعتراف ہی توحید ہے۔ ہم خدا کو مانتے ہیں لہٰذا ہم سچے مسلمان اور پکے موحد ہیں۔ مشرک تو مکے کے قریش تھے، جو اللہ رب العزت کی ہستی کے منکر تھے اور وجودِ باری تعالیٰ کو تسلیم ہی نہیں کرتے تھے۔

یہ ایک بہت بڑا مغالطہ ہے، یہ ایک بے حد خطرناک فریب خوردگی ہے، اس مغالطہ وفریب خوردگی کے سوا آنے خلافِ حقیقت یہ ہے کہ قریشِ مکہ نہ صرف ذاتِ باری تعالیٰ کے قائل ومعترف تھے، صفاتِ ربانی پر بھی ایمان رکھتے تھے، بلکہ اللہ واحد کی عبادت بھی کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں قرآن کریم، احادیث رسول ﷺ کی تصریحات اور سیرت و تاریخ کی مستند وصحیح روایات ملاحظہ ہوں:

کتاب اللہ قرآن کریم سے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے متعلق مشرکینِ مکہ کے درج ذیل عقائد ونظریات معلوم ہوتے ہیں۔

ا۔ انسانوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے

اللہ رب العزت اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں:

ولئن سألتهم من خلقهم ليقولن الله. (پ ۲۵، زخرف رکوع آخر)

''اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یہی کہیں گے کہ اللہ نے!''

۲۔ ارض وسماء کا خالق اللہ ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں:

Marfat.com

ولئن سألتهم من خلق السّمٰوٰتِ والارضَ ليقولنّ اللّٰہ.

(پ۲۱،سورہ لقمان، رکوع ۳و پارہ۲۴،زمرع۴)

اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو ضرور یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے!

تو معلوم ہوا کہ مشرکینِ عرب، کفارِ قریش زمین و آسمان اور اِنس و جن کا خالق ذاتِ باری تعالیٰ کو مانتے تھے، اسی طرح مالک و رازق، محیی و ممیت اور مدبرِ امور بھی اللہ تعالیٰ کو جانتے تھے۔

۳ تا ۶، رازق، مالک، موت وحیات کا مالک اور مدبر امور اللہ ہے

ارشاد فرمایا:

قل من یرزقکم من السماء والارضِ امن یملک السمع والابصارِ ومن یخرج الحیّ من المیّت ویخرج المیّت من الحی ومن یدبّر الامر فسیقولون اللّٰہ فقل افلا تتّقون.

(پ ۱۱، یونس: ع۴)

"آپ (ان مشرکین سے) پوچھئے کہ تم کو آسمان اور زمین سے کون رزق دیتا ہے؟ یا (تمہارے) کانوں اور (تمہاری) آنکھوں کا مالک کون ہے؟ اور مُردہ سے زندہ کو اور زندہ سے مُردہ کو کون نکالتا ہے؟ اور تمام کاموں کی تدبیر کون کرتا ہے؟ سو وہ ضرور جواب دیں گے کہ اللہ!......"

۷۔ زمین وآسمان، عرش وفرش سب کا مالک اور رب اللہ ہے

قل لمن الارض ومن فیھا ان کنتم تعلمون. سیقولون لِلّٰہ قل افلا تذکّرون. قل من رب السّمٰوٰت السبع ورب العرش العظیم سیقولون لِلّٰہ قل افلا تتّقون.

(پ۱۸، مومنون: ع۵)

Marfat.com

''آپ ان سے پوچھئے کہ اگر تم جانتے ہو (تو بتلاؤ) یہ زمین اور جو کچھ اس پر (موجود) ہیں سب کس کے ہیں؟ وہ ضرور یہی کہیں گے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے، آپ کہئے پھر تم سوچتے (کیوں) نہیں؟ آپ کہئے کہ (اچھا یہ بتلاؤ) ان سات آسمانوں کا اور عرشِ عظیم کا مالک کون ہے؟ وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ یہ بھی (سب) اللہ کا ہے، آپ کہئے کہ پھر تم (اس سے کیوں) نہیں ڈرتے؟''

۹،۸۔ شہنشاہِ کُل، صاحبِ اختیار و اقتدار اعلیٰ اللہ ہے

قل من بیدہٖ ملکوت کل شیءٍ وھو یجیر و لا یجار علیه ان کنتم تعلمون. سیقولون لِلّٰہ قل فانّٰی تسحرون.

(پ ۱۸، مومنون: ع ۵)

''آپ (ان سے) پوچھئے کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا؟ اگر تم جانتے ہو، وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ (یہ سب صفتیں) اللہ ہی کی ہیں، آپ کہئے کہ پھر تم کہاں سے جادو کیے جاتے ہو؟...... یعنی مسحور و مدہوش ہو کر (ان تمام مقدمات کو ماننے کے بعد) حقیقتِ توحید کو نہیں سمجھتے۔

۱۰۔ قادرِ مطلق اللہ ہے

ان کا ایمان تھا کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ کے حکم اور اس کی رضا و مشیت سے ہوتا ہے، چنانچہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا یہ شرک اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہے، اگر وہ نہ چاہتا تو ہم غیر اللہ کی عبادت نہ کرتے۔

۱۔ وقال الذین اشرکوا لو شآء اللّٰہ ما عبدنا من دونہٖ من شیءٍ نّحن ولا اباؤنا ولا حرّمنا من دونہٖ من شیءٍ

Marfat.com

كذالك فعل الذين من قبلهم. (پ ۱۴، نحل: ع۵)

''اور مشرک لوگ کہتے ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو اس کے سوا کسی چیز کی نہ ہم عبادت کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا، اور نہ ہم سوائے اس کے (حکم کے) کسی چیز کو حرام کر ڈالتے، اسی طرح ان سے پہلے (کافر) لوگوں نے کیا۔ (یعنی ایسا ہی کہا تھا)

۲. سیقول الذین اشرکوا لو شآء الله ما اشرکنا ولا اٰباؤنا ولا حرّمنا من شیءٍ. (پ ۸، انعام: ع۱۸)

''یہ مشرک لوگ یوں کہیں گے اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا، اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کرتے''۔

۱۱۔ مُتصرف علی الاطلاق اللہ ہے۔

ولئن سألتهم من خلق السّمٰوٰت والارض وسخّر الشمس والقمر ليقولن الله فانّٰی یؤفکون.

(پ۲۱، عنکبوت: ع۶)

''اور اگر آپ ان (مشرکینِ مکہ) سے پوچھیں کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کام میں لگایا؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے! پھر کدھر اُلٹے چلے جا رہے ہیں؟''

۱۲، ۱۳۔ بارش برسانے والا، زمین سے نباتات اُگانے والا اللہ ہے

ولئن سألتهم من نزّل من السّمآء مآءً فاحيا به الارض من بعد موتها ليقولن الله. (پ ۲۱، عنکبوت، ع۶)

''اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کر دیا تو بہرحال کہیں گے کہ وہ اللہ ہے''۔

Marfat.com

۱۴۔ العزیز اور العلیم اللہ ہی ہے

کفارِ قریش اللہ تعالیٰ کو العزیز اور العلیم بھی مانتے تھے، اور اس کے غلبہ وز و ر اور علمِ کُل کے قائل و معترف تھے، ارشاد ہوتا ہے:

ولئن سألتهم من خلق السّمٰوات والارض ليقولن خلقهن العزيز العليم. (پ ۲۵، زخرف، ع ۱)

"اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ ان کو غالب، علم والے (خدا) نے پیدا کیا ہے"۔

تو مشرکینِ مکہ نہ صرف اللہ رب العزت کی ذات کو مانتے تھے بلکہ اس ذاتِ پاک کی صفاتِ قُدسیہ کو بھی جانتے تھے۔ چنانچہ اللہ کی صفتِ رحمت کو بھی مانتے تھے۔

۱۵۔ الرحمٰن اللہ ہے

رحمٰن بھی اللہ کو جانتے اور مانتے تھے۔

وقالوا لو شاء الرحمٰن ما عبدناهم. (پ ۲۵، زخرف ع ۲)

"اور انہوں نے کہا کہ اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان (ملائکہ) کی عبادت نہ کرتے۔"

۱۶۔ مصائب سے نجات دینے والا، مشکل کشا و دافع البلاء اللہ ہے

کفارِ قریش و مشرکینِ مکہ شدائد و مصائب سے نجات دینے والا، کاشفِ عذاب، مشکل کشا اور دافعِ بلا اللہ تعالیٰ کو جانتے تھے۔ چنانچہ دُکھ، درد، تکلیف اور مصیبت کے وقت وہ اللہ ہی کو پکارتے تھے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اس حقیقت کو صراحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے:

۱۔ **واذا مسّ الانسان الضُّرّ دعانا لجنبه او قاعدًا او قائمًا.** (پ ۱۱۔ یونس: ع ۱۲)

Marfat.com

''اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے، لیٹے ہوئے یا بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہوئے!''

۲. واذا مسّ الانسان ضُرٌّ دعَوا ربّهم منیبین الیه. (۲۱،روم:ع۴)

''اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارنے لگتے ہیں۔اسی کی طرف رجوع ہوکر''۔

۳. واذا مسّ الانسان ضُرٌّ دعا ربّهٗ مُنِیبًا اِلَیه. (۲۳.زمر ع ۱)

''اور جب پہنچتی ہے انسان کو تکلیف پکارنے لگ جاتا ہے اپنے رب کو اسی کی طرف رجوع ہوکر''۔

مشرکین طوفان وتلاطم میں صرف خدائے واحد کو پکارتے تھے

جب وہ دریاؤں میں سفر کرتے، باد و باراں کے ہلاکت خیز طوفان اُٹھتے، کشتیوں کے غرق ہونے کا خطرہ لاحق ہوتا تو اُس وقت غیر اللہ کو بھول کر خالص ایک اللہ واحد کو پکارتے۔ارشاد ہوتا ہے:

۱. فاذا رکبوا فی الفلک دعَوُ اللّٰہ مخلصین له الدین فلمّا نجّٰهم الٰی البرّ اذا هم یشرکون. (۲۱،عنکبوت ع۷)

''پس جب (مشرکین مکہ) کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ پر خالص اعتقاد کر کے اسے پکارتے ہیں، پھر جب ان کو (طوفان وغیرہ سے) نجات دے کر اللہ خشکی پر لے آتا ہے تو وہ فوراً شرک کرنے لگتے ہیں''۔

۲. واذا غشیهم موج کالظلل دعوُ اللّٰہ مخلصین له الدین. (۲۱. لقمان)

''اور جب ان کو موجیں سائبانوں کی طرح گھیر لیتی ہیں تو وہ اللہ کے لئے عبادت کو خالص کر کے اسے پکارتے ہیں''۔

۳. وجرین بهم بریحٍ طیّبة وفرحوا بها جاء تها ریحٌ

Marfat.com

عاصف وجاء هم الموج من كلّ مكانٍ وظنّوا انهم احيط بهم دعوُ اللّٰہ مخلصین له الدّین. (۱۱، یونس: ع۳)

''اور کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لے کر چلتی ہیں، اور لوگ ان (کی رفتار) سے خوش ہوتے ہیں کہ (دفعۃً مخالف اور تیز وتند) ہوا کشتیوں کو آلیتی ہے اور ہر طرف سے ان کو موجیں گھیر لیتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ (بُری طرح) گِھر گئے (اس وقت) سب اللہ ہی کے لئے عبادت خالص کر کے اسے پکارتے ہیں''۔

اس موقع پر شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اس آیت میں ان مدعیانِ اسلام کے لئے بڑی عبرت ہے جو جہاز (یا کشتی) کے طوفان میں گِھر جانے کے وقت بھی خدائے واحد کو چھوڑ کر غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارتے ہیں۔ فتح مکہ کے بعد ابوجہل کا بیٹا عکرمہ مسلمان نہ ہوا تھا، مکہ سے بھاگ کر بحری سفر اختیار کیا، تھوڑی دُور جا کر کشتی کو طوفانی ہواؤں نے گھیر لیا۔ ناخدا نے مسافروں سے کہا کہ ایک خدا کو پکارو، یہاں تمہارے معبود کچھ کام نہ دیں گے۔ عکرمہ نے کہا کہ یہ ہی تو وہ خدا ہے جس کی طرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کو بلاتے ہیں۔ اگر دریا میں ربِ محمدؐ کے بغیر نجات نہیں مل سکتی تو خشکی میں بھی اس کی دستگیری اور اعانت کے بغیر نجات پانا محال ہے۔ اے خدا! اگر تُو نے اس مصیبت سے نکال دیا تو میں واپس ہو کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں گا، مجھے اُمید ہے کہ وہ اپنے اخلاقِ کریمہ سے میری تقصیرات کو معاف فرمائیں گے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ رضی اللہ عنہ (حاشیہ قرآن کریم از شیخ الاسلام رحمہ اللہ)

خاتم المفسرین حضرت علامہ سید محمود آلوسی بغدادی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) تفسیر روح المعانی میں مندرجہ بالا حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے متعلق روایت بروایت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ابوداؤد اور نسائی وغیرہما کے حوالہ سے نقل کرنے کے بعد رقمطراز ہیں کہ ''اور ابن سعد میں حضرت ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عکرمہ رضی اللہ

Marfat.com

عنہ کشتی میں سوار ہوا اور اسے طوفانِ باد نے آلیا:

فجعلوا یدعون اللّٰہ تعالٰی ویوحدونہ قال ما ھٰذا؟ فقالوا: ھٰذا مکان لا ینفع فیہ الا اللّٰہ تعالٰی، قال: فھٰذا لہٗ محمّد صلی اللّٰہ علیہ وسلم الذی یدعونا الیہ فارجعو بنا. فرجع واسلم.

''تو اہلِ کشتی صرف ایک اللہ واحد کو پکارنے لگے، عکرمہ نے کہا: یہ کیا؟ انہوں نے کہا: اس موقع پر سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ (اس پر) عکرمہ نے کہا کہ محمد ﷺ بھی تو ہم کو اسی طرف بلاتے تھے، ہمیں واپس لے لو۔ چنانچہ وہ واپس لوٹ آئے اور اسلام لے آئے''۔

اس کے بعد علامہ موصوف نہایت دلسوزی کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں:

''چنانچہ آیت دلالت کرتی ہے کہ مشرکین (مکہ) مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں پکارتے تھے اور اس حقیقت سے تو باخبر ہے کہ آج لوگوں کو زمین پر یا سمندر میں جب کوئی بہت بڑا مہلک واقعہ اور سخت خطرناک حالت پیش آجاتی ہے تو وہ ان کو پکارنے لگتے ہیں جو نہ نفع و نقصان پر قادر ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ سنتے ہیں، بعض تو خضر اور الیاس کو پکارتے ہیں اور بعض ابوالخمیس اور عباس کو ندا دیتے ہیں اور بعض کسی امام سے مدد طلب کرتے ہیں اور بعض اُمت کے کسی بزرگ سے عاجزی کے ساتھ دعا کرتے ہیں اور ان میں سے آپ کسی کو خاص اپنے خدا کے سامنے گڑگڑا کر دعا کرتے نہ دیکھیں گے اور ان کے دل میں یہ خیال بھی نہیں گزرتا کہ اگر اس نے صرف اللہ تعالیٰ کو پکارا تو وہ ان خوفناک مصائب سے نجات پا جائے گا۔ پس تجھے خدا کی قسم! مجھے بتلایئے کہ ان دونوں (مشرکینِ مکہ اور مسلمینِ عہد حاضر) میں سے کون راہِ ہدایت پر ہے اور ان پکارنے والوں میں سے کون سیدھی صحیح بات کرتا ہے؟ اور عہدِ

Marfat.com

حاضر کی شکایت اللہ ہی کی بارگاہ میں ہے جس میں جہالت کی آندھی چل رہی ہے، اور گمراہی کی موجوں میں طوفان و تلاطم ہے، شریعت کی کشتی میں شگاف پڑ گیا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو مدد کے لئے پکارنا نجات کا ذریعہ بنا لیا گیا ہے اور اہلِ علم وعرفان کے لیے امر بالمعروف انتہائی دشوار ہو گیا ہے اور نہی عن المنکر کی راہ میں انواع واقسام کی ہلاکتیں حائل ہو گئی ہیں۔"

عذاب کو ہٹانے والا اللہ ہے

ایک خاص نوعیت کے عذاب یعنی قحط شدید کا ذکر فرماتے ہیں، کفارِ قریش نے اس موقع پر اور تمام معبودوں کو چھوڑ کر خدائے واحد کی بارگاہ میں گڑ گڑا کر خود بھی دعا کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی دعا کرائی، قولہ تعالیٰ:

ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون. انّٰی لهم الذکرٰی وقد جاء هم رسول مبین. ثم تولوا عنه وقالوا معلمٌ مجنون. انا کاشفوا العذاب قلیلًا انکم عائدون.

(پ ۲۵، دخان)

"اے ہمارے رب! ہم سے اس مصیبت کو دور کر دیجئے، ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔ ان کو (اس سے) کب نصیحت ہوتی ہے، حالانکہ ان کے پاس رسول مبین آ چکا، پھر بھی یہ اس سے پھر گئے اور کہنے لگے (یہ تو کسی دوسرے کا) سکھلایا ہوا ہے، دیوانہ ہے۔ (اچھا) ہم تھوڑی دیر کے لئے یہ عذاب ہٹا دیتے ہیں (مگر) تم پھر وہی کرو گے"۔

صحیح بخاری میں ان آیات کی تفسیر میں مختلف سندوں کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر جب قریش نے آپ کی تکذیب اور مخالفت کی تو آپ نے ان کے خلاف قحط کی دعا کی، چنانچہ (ایسا)

Marfat.com

قحط پڑا کہ قریش نے ہڈیاں، چمڑے اور مردار کھائے۔ (آخر قریش کا سردار) ابوسفیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی قوم (بھوکوں) مرگئی، آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ ان سے قحط دور کرے، فادع اللہ ان یکشف عنھم، چنانچہ آپ نے دعا کی، قریش نے خود بھی دعا کی، ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون، کہا: اے ہمارے پروردگار! ہم سے اس مصیبت کو دور فرما دیجئے، ہم ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ان سے قحط کا عذاب ٹال دیا۔ جب وہ خوشحال ہو گئے تو اپنے پہلے حال پر لوٹ گئے[1] یعنی پھر پہلے کی طرح کفر و شرک کرنے لگے۔

اس مضمون کی روایت مسند احمد، ترمذی اور نسائی وغیرہ میں متعدد سندوں سے مروی ہے، جس سے یہ حقیقت واشگاف طور پر سامنے آ گئی کہ مشرکینِ مکہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا رب، مشکل کشا اور دافع البلاء جانتے مانتے تھے، اور ابتلاء و مصیبت کے وقت اللہ رب العزت ہی کو پکارتے تھے۔

کتاب اللہ کے بعد اب حدیث، سیرت اور تاریخ کی مشہور و معتبر کتب سے مشرکینِ عرب، قریشِ مکہ کے عقائد و نظریات ملاحظہ ہوں:

۱۹۔ مشرکینِ عرب اپنا رب اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس سال تھی کہ قریش نے کعبۃ اللہ کو پھر سے بنانے کا ارادہ کیا تو:

قالوا لو بنينا بيت ربّنا.[2]

۱۔ صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، تفسیر سورۃ الدخان

۲۔ طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۴۵، ''الطبقات الکبریٰ'' امام ابن سعدؒ کی مشہور و معروف کتاب ہے، حضرات صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم کے حالات و سوانح پر اس سے بہتر کوئی کتاب دنیا میں نہیں ہے، آٹھ جلدوں پر مشتمل بڑی مفصل کتاب ہے، امام محمد بن سعد رحمہ اللہ بڑے بلند پایہ امام ہیں، سنہ وفات ۲۳۰ھ ہے۔

Marfat.com

"کہنے لگے کاش! ہم اپنے رب کا گھر بناتے"۔

۲۰۔ان کے دل ہیبت وجلالِ الٰہی سے لبریز و معمور تھے

قریش کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ہیبت وجلال کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ کعبۃ اللہ کی پرانی عمارت کو گراتے ہوئے ڈرتے تھے۔

ثم ان النّاس هابوا هدمها وفزعوا منه. [1]

"لوگ کعبۃ اللہ کو منہدم کرنے سے ہیبت زدہ ہو گئے اور اس کے تصور سے گھبرا اُٹھے"۔

ولید بن مغیرہ کے ابتدا کرنے پر بھی اس دن لوگ رُکے رہے، کہنے لگے، دیکھتے ہیں اگر ولید کو کوئی تکلیف پہنچ گئی تو ہم قطعاً نہیں گرائیں گے اور اسے اسی حال پر رہنے دیں گے۔

وان لم يصبه شيء فقد رضى الله صنعنا فهدمنا......

"اور اگر اسے کوئی گزند نہ پہنچا تو ہم سمجھیں گے کہ اللہ ہماری کاروائی سے خوش ہے، پھر ہم بھی گرائیں گے"۔

چنانچہ جب صبح کو ولید بھلا چنگا پھر اپنے کام میں لگا نظر آیا تو لوگوں نے اس کے ساتھ گرانا شروع کر دیا۔[2]

۲۱۔خدا سے دعا کرتے تھے

جب لوگ کعبۃ اللہ کو منہدم کرتے تھے تو ولید بن مغیرہ نے کہا: انا ابدؤ کم میں اس کی ابتداء کرتا ہوں، چنانچہ اس نے پہل کرتے ہوئے رب العزت سے دعا کی:

اللهم لا ترع انما نريد الخير. [3]

---

[1] "سیرت ابن ہشام" جلد اول ص ۲۰۷

[2] "سیرت ابن ہشام" جلد اول ص ۲۰۷، سیرت ابن ہشام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر سب سے قدیم اور بڑی ضخیم کتاب ہے، چار جلدوں پر مشتمل ہے، مصنف کتاب ابو محمد عبد الملک بن ہشامؒ بڑے جلیل القدر امام ہیں، سنہ وفات ۲۱۸ھ ہے۔

[3] "طبقات ابن سعد" جلد اول ص ۱۴۵ و "سیرت ابن ہشام" جلد اول ص ۲۰۷

Marfat.com

"اے اللہ! ہم خوف زدہ نہ ہوں، تُو ہماری ہمت بندھا، کیونکہ ہمارا ارادہ نیکی ہی کا ہے"۔

۲۲۔ان کے دل میں اللہ کی عظمت وکبریائی کا حد درجہ لحاظ اور پاس تھا

مشرکینِ مکہ وعمائد قریش کو اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی کا اس درجہ پاس اور احساس تھا کہ اللہ کے گھر کی تعمیر کے وقت کہنے لگے:

ا۔ لا تدخلوا فی بنائها من کسبکم اِلّا طیّبًا لم تقطعوا فیه رِحمًا ولم تظلموا فیه احدًا. [1]

"لوگو! بیت اللہ کی تعمیر میں صرف پاک کمائی خرچ کرو۔ قطع رحم کر کے یا کسی پر ظلم کر کے جو روپیہ کمایا ہو وہ یہاں نہ لگاؤ"۔

۲۔ سیرت ابن ہشام رحمہ اللہ میں ہے کہ ابو وہب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم کا ماموں تھا اور قریش کا سردار تھا اس نے کہا اور لوگوں کا خیال ہے کہ ولید بن مغیرہ نے کہا:

یا معشر قریش لا تدخلوا فی بنائها من کسبکم اِلّا طیّبًا، لا یدخل فیها مهز بغیّ ولا بیع ربًا، ولا مظلمة احد من الناس. [2]

"اے قریش! بیتُ اللہ کی تعمیر میں پاک کمائی ہی لگاؤ، کوئی اس میں زنا کی کمائی، سود کی رقم یا کسی کا ظلم سے مارا ہوا مال نہ لگانے پائے"۔

۲۳۔اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے

عام قریش اللہ تعالیٰ سے کس درجہ خوف کھاتے ہوں گے جبکہ اُمیہ بن خلف جیسا شقی القلب بھی خدا سے ڈرتا تھا۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا

---

[1] "طبقات" جلد اول ص ۱۴۵۔

[2] سیرت ابن ہشام جلد اول ص ۲۰۶ حدیث بنیان کعبہ

Marfat.com

بلال رضی اللہ عنہ کو مظالم وشدائد کے شکنجے میں بے طرح گسے ہوئے دیکھا تو ظالم اُمیہ بن خلف وغیرہ سے فرمایا:

اَلا تتّقی اللّٰہ فی ھٰذا المسکین؟......

''تو اس غریب کو ہدفِ تعذیب بنا کر خدا سے نہیں ڈرتا؟''

اُمیہ نے جواب دیا: آپ ہی نے اسے خراب کیا ہے لہٰذا آپ ہی اسے اس عذاب سے چھڑائیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا۔[1]

''آپ ہی نے اسے خراب کیا ہے'' کے الفاظ سے یہ حقیقت بھی آشکارا ہو رہی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کی سعی و تبلیغ سے حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے تھے۔

۲۴۔عزت ذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے

قریشِ مکہ کا یہ بھی عقیدہ ویقین تھا کہ عزت ذلت دینے والا بھی اللہ ہے۔ چنانچہ امام ابن ہشام رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے، (حضرت) بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے، آپ نے انہیں اذان کا حکم دیا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی تو عتاب بن اُسید کہنے لگے:

لقد اکرم اللّٰہ اسیدًا ان لا یکون سمع ھٰذا فیسمع منہ ما یغیظہٗ.[2]

''اللہ تعالیٰ نے (میرے باپ) اُسید کی عزت رکھ لی، (وہ پہلے مر گیا اور) اس نے یہ آواز نہ سنی جو وہ بلالؓ سے سنتا تو سخت غضبناک ہوتا۔''

بعد میں حضرت عتاب رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لے آئے۔

---

[1] ''سیرت ابن ہشام'' جلد اول ص ۳۴۰

[2] ''سیرت ابن ہشام'' مطبوعہ مصر جلد ۴ صفحہ ۵۶

Marfat.com

۲۵۔ جزا سزا دینے والا اللہ ہے

مشرکینِ مکہ جزا سزا دینے والا بھی اللہ ہی کو سمجھتے تھے۔ چنانچہ جب قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی ہاشم کے خلاف معاہدہ کیا تو بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کے وہ افراد بھی جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے محض قرابت داری کی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شعبِ ابی طالب میں جمع ہو گئے۔ بنی ہاشم میں سے صرف ابولہب نے اپنے خاندان کو چھوڑ دیا، اس نے قریش کا ساتھ دیا۔ وہ ہند بنت عتبہ سے ملا تو کہا، اے عتبہ کی بیٹی! کیا میں نے لات وعزیٰ کی مدد کی؟ جنہوں نے انہیں چھوڑا میں نے انہیں چھوڑ دیا، تو ہند نے کہا:

نعم فجزاک اللہ خیرًا یا ابا عتبة. [۱]

"ہاں! ابولہب! اللہ تجھے جزائے خیر دے"۔

۲۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو صبح سویرے ابو جہل کے گھر پہنچے۔ ابو جہل نے کہا، مرحبا واہلاً کیسے آنا ہوا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں تمہیں خبر دینے آیا ہوں کہ میں خدا اور رسول پر ایمان لے آیا ہوں۔ اس پر ابو جہل نے دروازہ میرے منہ پر مارا اور کہا:

قبحک اللہ وقبّح ما جِئتَ بہ. [۲]

"اللہ تیرا بُرا کرے اور جو خبر آپ لائے ہیں اس کا بھی!"

۲۶۔ شفا دینے والا اللہ ہے

مشرکینِ مکہ مرض وشفا بھی اللہ کے ہاتھ میں جانتے تھے۔ چنانچہ جھاڑ پھونک کرنے والے ضماد نے، جبکہ وہ کافر تھا، سنا کہ مکہ کے بے وقوف کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجنون ہو گئے ہیں تو کہنے لگا: کاش اگر میں اس شخص (محمدؐ) کو دیکھ لیتا۔

---

[۲] سیرت ابن ہشام جلد اول ص ۳۷۶

[۳] سیرت ابن ہشام جلد اول ص ۳۷۵

Marfat.com

لعلّ اللّٰہ یشفیَہٗ علٰی یدیَّ. (رواہ مسلم) [1]

''تو شاید اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے آپ کو شفا دے دیتا''۔

۲۷۔ اللہ واحد ہے اور سب سے اعلیٰ

حد ہوگئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کو واحد مانتے تھے۔ مشرکینِ مکہ گو غیر اللہ کی پرستش کرتے تھے مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ رب العزت کو وہ اِلٰہ مانتے تھے، اور اپنے تمام معبودانِ باطل کو اسفل (فی الارض) اور اللہ واحد کو ان سب سے افضل و اعلیٰ (فی السماء) جانتے تھے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ابا سے فرمایا: اے حصین! تم کتنے معبودوں کی عبادت کرتے ہو؟ میرے والد نے جواب دیا: سات کی!

ستًّا فی الارض وواحدًا فی السمآء قال فایھم تعدّ، لرغبتک ورھبتک؟ قال الذی فی السمآء. (رواہ الترمذی) [2]

''چھ زمین میں ہیں اور ایک آسمان میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو اپنی محبت اور خوف کے لئے تم نے کس کو بنا رکھا ہے؟ (میرے والد نے) جواب دیا: آسمان والے کو!''

تو مشرکینِ مکہ تو متعدد خداؤں کی پوجا کرتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ کو وہ ایک مانتے اور سب سے بلند جانتے تھے، اور محبت اور خوف کا علاقہ صرف خدائے واحد اِلٰہ آسمانی سے رکھتے تھے۔

ذات وصفاتِ باری تعالیٰ سے متعلق مشرکینِ عرب کے عقائد کا خلاصہ

ذات پاک واجب الوجود اللہ جل جلالہٗ سے متعلق مشرکینِ مکہ، کفارِ قریش کے عقائد وتصورات تفصیل وتطویل سے بیان کر دیے گئے ہیں، لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ

---

[1] ''مشکوٰۃ المصابیح'' باب علامات النبوت

[2] مشکوٰۃ المصابیح، باب الاستعاذہ

Marfat.com

اس باب کا خلاصہ پیش کر دیا جائے۔

ان کا ایمان وعقیدہ تھا کہ:

۱۔ ساری کائنات کا خالق اللہ ہے۔

۲۔ ساری مخلوق کا رازق اللہ ہے۔

۳۔ سب کا مالک اللہ ہے۔

۴۔ موت وحیات اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

۵۔ مدبر امور اللہ ہے۔

۶۔ زمین وآسمان، عرش وفرش سب کا مالک اور رب اللہ ہے۔

۷۔ شہنشاہِ کُل اللہ تعالیٰ ہے۔

۸۔ صاحبِ اختیار واقتدارِ اعلیٰ اللہ ہے۔

۹۔ قادرِ مطلق اللہ ہے۔

۱۰۔ مُتصرّف علی الاطلاق اللہ ہے۔

۱۱۔ بارش برسانے والا اللہ ہے۔

۱۲۔ زمین سے نباتات اُگانے والا اللہ ہے۔

۱۳۔ العزیز، العلیم اور الرحمٰن اللہ ہے۔

۱۴۔ مشکل کشا و دافع البلاء اللہ ہے۔

۱۵۔ مصائب وشدائد سے نجات دینے والا صرف اللہ ہے۔

۱۶۔ کاشف العذاب صرف اللہ ہے۔

۱۷۔ عزت، ذلت، جزاء، سزا، مرض، شفا دینے والا اللہ ہے۔

۱۸۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے۔

۱۹۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے۔

۲۰۔ وہ دُکھ، درد اور مصیبت کے وقت اللہ کو پکارتے تھے۔

۲۱۔ ان کے دل جلال وہیبتِ الٰہی سے لبریز و معمور تھے۔

Marfat.com

۲۲۔ان کے دل میں اللہ کی عظمت وکبریائی کا بے حد پاس تھا۔

۲۳۔وہ اللہ تعالیٰ کو واحد اور سب سے اعلیٰ و بالا مانتے تھے۔

کفارِ عرب مشرکینِ مکہ کے اعمال وکردار کی ایک جھلک بھی ملاحظہ ہو:

ا۔اللہ کا گھر بیت اللہ انہوں نے تعمیر کیا تھا۔

۲۔وہ حج کرتے تھے۔ ۳۔شعائر اللہ کی تعظیم کرتے تھے۔

۴۔بیت اللہ کی خدمت کرتے تھے۔ ۵۔حاجیوں کو پانی پلاتے تھے۔

۶۔عمرہ اور طوافِ کعبہ کرتے اور تلبیہ پڑھتے تھے۔

۷۔نماز ادا کرتے تھے۔ ۱۰۔غلام آزاد کرتے تھے۔

۱۱۔اللہ کی نذر منت مانتے تھے۔ ۱۲۔اعتکاف کرتے تھے۔

۱۳۔عبداللہ نام رکھتے تھے۔

۱۴۔اپنی اہم دستاویزات کا آغاز اسمِ الٰہی سے کرتے تھے۔

۱۵۔قسمیں بھی خدا کی کھاتے تھے۔ ۱۶۔نکاح کرتے تھے۔

۱۷۔ختنہ وغیرہ جمیع خصائلِ فطرت پر کاربند تھے۔

۱۸۔ذبح ونحر کرتے تھے۔ ۱۹۔استغفار کرتے تھے۔

لمحہ فکریہ

ذرا کفارِ عرب ومشرکینِ قریش کے عقائد وایمان، اعمال وکردار اور اخلاق و صفات کی ان تفصیلات پر ایک اجمالی نگاہ ڈال لیجئے، اخلاق ہیں تو عظیمہ، صفات ہیں تو کریمہ، اعمال ہیں تو حسنہ، کردار ہے تو عالیہ، مکارمِ اخلاق ومحاسنِ اعمال سے قطع نظر، عقائد وتصورات پر نظر کرو، تو اللہ رب العزت کو خالقِ کُل، رزاقِ مطلق، مالک الملک، مدبّر امور، مُحیی ومُمیت وہ مانیں، متصرف علی الاطلاق، علیٰ کل شیءٍ قدیر، مشکل کشا، حاجت روا اور واحد خدا وہ جانیں، ان کا ایمان ویقین یہ تھا کہ مصائب وشدائد سے نجات دینے والا اور کاشف العذاب اللہ واحد کے سوا اور کوئی نہیں، چنانچہ وہ طوفان وتلاطم اور قحط کے عذاب

Marfat.com

میں مبتلا ہوتے تو صرف اللہ کو، خالص ایک اللہ کو پکارتے (مخلصین لہ الدین)، پھر ان کے قلوب واذہان میں اللہ تعالیٰ کی ہیبت وعظمت اور جلال وکبریائی کا وہ عمیق وفقید المثال اثر و احساس تھا کہ انسان اس کا تصور کرتا ہے تو بحرِ حیرت میں ڈوب ڈوب جاتا ہے۔ اگر قرآن کریم، احادیثِ پاک اور سیرت وتاریخ کی مستند ومشہور روایات سے یہ حقائق معلوم و منکشف نہ ہوتے تو ان پر اعتبار ویقین مشکل ہو جاتا، اب ہم یہ سارے احوال وکوائف دل سے مانتے ہیں، مگر تحیر وتعجب اور حیرت واستعجاب کی انتہا ہے کہ ہوں تو کافر ومشرک مگر معرفتِ ربانی، توحید باری تعالیٰ اور قدرت وتصرفِ الٰہی پر یہ ایمان ویقین! عظمت وجلالِ خداوندی کا یہ احساس وادراک! شخصی کردار ووظائفِ حیات کی یہ بلندی ورفعت اور قومی اخلاق وعادات وملی اطوار وروایات کی یہ پاکیزگی وطہارت!

دو اہم نتیجے

اس مفصل ومطوّل بحث سے دو مجمل ومختصر نتیجے برآمد ہوتے ہیں جو ہر مسلمان کے ہمیشہ پیشِ نظر وذہن نشین رہنے چاہئیں۔

اوّل: یہ کہ ان اخلاق واعمال کا بایں مکارم ومحاسن کچھ بھی وزن نہیں، اور قیامت کے دن یہ سب غبارِ راہ کی طرح اُڑ جائیں گے۔

دوم: یہ کہ ذات وصفاتِ باری تعالیٰ سے متعلق یہ ایمان وعقائد رکھنے کے باوجود وہ حقیقی توحید کو نہ پا سکے، مشرک جیے مشرک مرے اور اللہ تعالیٰ کو واحد اور مصائب و مشکلات میں نجات دہندہ ومشکل کشا، قادر وقدیر اور مالکِ کُل وغالب علیٰ کُل مان کر اور جان کر بھی وہ مشرک کے مشرک ہی رہے، جادۂ توحید پر گامزن نہ ہو سکے۔

ایک سبق

ان دو نتائج سے ہر صاحبِ عقل وایمان کو ایک سبق یاد کر لینا چاہئے، وہ یہ کہ صرف اعمال وکردار کے حسن وکمال پر فریب نہیں کھا جانا چاہئے، اگر عقیدہ وایمان صحیح نہیں تو اعمال کی کوئی قیمت نہیں۔

Marfat.com

ایک قابلِ غور امر

دوسرے اس امر پر غور کرنا چاہئے کہ ذات و صفاتِ ربانی سے متعلق کفار و مشرکینِ عرب کے عقائد و تصورات سے ماوراء وہ کون سا عقیدہ ہے، جس کے بغیر انسان شرک کی لعنت سے نہیں نکل سکتا اور موحد نہیں ہو سکتا، یعنی انتہائی احتیاط کے ساتھ اس حقیقت کا پتہ لگانا چاہئے کہ توحید کی حقیقت کیا ہے، جس سے قریشِ مکہ محروم رہ کر واصلِ جہنم ہوئے۔

شرک باللہ

اللہ کے ساتھ شرک کرنا، یعنی اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا ظلمِ عظیم ہے۔

ان الشرک لظلم عظیم. (لقمان: ع٢)

مشرک پر جنت حرام ہے، اس کا ابدی مقام جہنم ہے

شرک ایسی بڑی لعنت ہے، اتنا بڑا ظلم ہے کہ مشرک جنت میں کبھی داخل نہیں ہو گا، یہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ ارشاد فرمایا:

انـه مـن يشـرك بـالـلّٰه فقد حرّم اللّٰه عليه الجنة وماواه النار. (مائدہ: ع١٠)

"بے شک جس نے اللہ کے ساتھ شریک بنایا بالتحقیق اس پر اللہ نے بہشت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے"۔

مشرک کے اعمالِ صالحہ برباد!

مشرک کے اعمالِ صالحہ غارت و برباد ہو جائیں گے، قیامت میں اس کی نیکیوں کا کوئی وزن نہیں ہوگا۔ اللہ رب العزت نے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اٹھارہ حضرات انبیاء ورُسل علیہم السلام کے نام ذکر فرما کر ارشاد فرمایا:

Marfat.com

ومن اٰباء ھم و ذرّیّاتھم واخوانھم واجتبینٰھم وھدینٰھم اِلٰی صراطٍ مستقیم. ذالک ھدی اللّٰہ یھدی بہٖ من یشاء من عبادہٖ.

''اوران کے کچھ باپ دادوں اور کچھ اولاد کواور کچھ بھائیوں کو (ہدایت دی) اور ہم نے ان کو پسند کیا، اورسیدھے راستے کی طرف ہدایت کی، یہ ہے اللہ کی ہدایت، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کی ہدایت کرتا ہے۔''

ولو اَشرَکوا لحبط عنھم ما کانوا یعملون. (انعام: ع ۱۰)

''اوراگر یہ شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کیا کرتے تھے سب اکارتؒ ہو جاتے''۔

یہ حضرات انبیاء ورسل علیہم السلام، اللہ کے منتخب ومقبول بندے، ہدایت یافتہ بلکہ دنیا کے ہادی ورہنما...... بفرضِ محال......اگر یہ حضرات بھی شرک کرتے تو ان کے اعمالِ صالحہ، خدماتِ دینی، فریضۂ نبوت کی ادائیگی کے سلسلہ میں جانگسل وروح فرسا مشکلات و مصائب، یہ تمام کارِ خیر، اعمالِ حسنہ برباد ہوجاتے۔ معاذ اللہ

کتنی بڑی لعنت ہے شرک! کہ فرض کرو، اگر اس کا ارتکاب کرتے تو اس کی شامت ونحوست سے معاذ اللہ حضراتِ انبیاء ورسل تک کے اعمال کا بھی کوئی وزن نہ رہتا۔ اللہ اس ظلمِ عظیم ولعنت سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔ آمین

دوسری جگہ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرماتے ہیں:

۲. **ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکوننّ من الخاسرین.** (زمر: ع۷)

''بلاشبہ آپ کی طرف اور آپ سے پہلے (انبیاء علیہم السلام) کی طرف وحی بھیجی جاچکی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو تیرے عمل برباد ہوجائیں گے اور تو خسارہ میں رہے گا۔

Marfat.com

تو جس طرح توحید کا حکم اجماعی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر نبی کو اپنی ہی عبادت کا حکم دیا ہے، اسی طرح شرک کی نہی بھی اجماعی ہے۔تمام حضرات انبیاء علیہم السلام شرک کی نہی وممانعت پر متفق ہیں۔اللہ رب العزت نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ اور تمام انبیاء علیہم السلام کو بذریعہ وحی اس حقیقت سے باخبر کر دیا ہے کہ آخرت میں مشرک کے اعمال ضائع جائیں گے۔بفرضِ محال اگر کسی نبی سے بھی شرک کا ارتکاب ہو جائے تو اس کے عمل بھی برباد ہوئے اور اسے قیامت کے دن حرمان وخسران کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔معاذ اللہ

بہر حال شرک بہت بڑی لعنت ہے اور اس کا وبال عظیم ہے۔اتنی بڑی لعنت کہ گو حضراتِ انبیاء ورُسل معصوم ہیں، ان سے شرک ایسے ظلمِ عظیم تو کیا عام گناہ کا بھی ارتکاب و صدور ممکن نہیں، لیکن بالفرض ان حضرات میں سے بھی کوئی شرک کا مرتکب ہو جائے تو اس سے بھی کوئی رعایت نہیں ہوگی، اور بارگاہِ الٰہ میں ان کی کوئی قدر ومنزلت باقی نہیں رہے گی، العیاذ باللہ

اب ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ شرک کو انسانی زندگی میں کیسے راہ ملی۔

شرک کے عوامل ومحرکات

شرک کی بنیاد واساس بھی توحید ومعرفتِ ربانی پر قائم ہے

اللہ رب العزت کی معرفت، انسانی فطرت ہے۔انسان نے اپنے جبلی تقاضوں سے مجبور ہو کر اللہ کو جانا اور مانا ہے، اور اپنے قلب کی گہرائیوں میں اپنے خالق ورازق اور مالک کی محبت کے جذبات کو ہمیشہ مضطرب پایا ہے۔

جب ناخلف انسان نے فطرت سے بغاوت کی اور اللہ رب العزت کی بجائے اپنے دل کی بستی میں غیر اللہ کو بسا لیا تو بھی فطرت کے تقاضے برابر اس کے دل میں موجود رہے۔گو ان میں وہ گرمی، حرارت وہ جوش وخروش اور وہ اشتعال واضطراب نہ رہا۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے منکر ومشرک بندوں کو ان کے کفر وشرک کے باوجود نہیں

Marfat.com

بھلایا اسی طرح کافر و مشرک بندے بھی اپنے کفر و عصیان اور شرک و طغیان کے باوصف اپنے اللہ کو نہ بھلا سکے، اور اللہ کی معرفت و محبت کی چنگاری ان کے دل کی دنیا میں غیر اللہ کی طلب و عبادت کی خاکستر کے اندر دبی رہی۔ گو وہ باغی و سرکش اور طاغی و مشرک بندگانِ خدا تعبدِ غیر اللہ میں مشغول ہو گئے تاہم اللہ کے تصور سے اپنے قلوب و اذہان کو بیگانہ نہ کر سکے۔ نہ صرف اللہ کا تصور ان کے دل میں برابر موجود و متمکن رہا بلکہ اصنام و طواغیت کی عبادت کا محرک بھی یہی تصور رہا اور توحیدِ باری تعالیٰ کے جذبات ہی سے غیر اللہ کی پرستش کی بنیاد پڑی۔

ذیل کی قرآنی تصریحات سے یہ حقیقت واشگاف طور پر سامنے آ جائے گی کہ مشرک کے شرک میں بھی برابر معرفت و محبتِ ربانی کا جذبہ کارفرما رہا اور الٰہ واحد کی توحید و تعلق ہی سے تعدد و تعبدِ آلہہ کو راہ ملی۔

١. ويعبدون من دون اللّٰه ما لا يضرهم ولا ينفعهم ويقولون هٰؤلاء شفعاؤنا عند الله. (پ ١١، یونس، ع ٢)

”اور یہ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہنچا سکیں نہ نفع اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔“

تو غیر اللہ کی عبادت کا منشاء اور سبب، شفاعت عند اللہ کا زعم و خیال ہے کہ وہ معبود ہستی چونکہ اللہ تعالیٰ کی محبوب و مقبول شخصیت ہے، ہم اس کی پرستش محض اس لئے کرتے ہیں کہ وہ بارگاہِ الٰہی میں ہماری سفارش کر کے ہماری نجات کا موجب ہو گی، یا دنیا میں ہماری حاجتیں پوری اور مشکلات حل کرا دے گی۔

٢. واتخذوا من دون اللّٰه الهة ليكونوا لهم عِزًّا كلّا سيكفرون بعبادتهم ويكونون عليهم ضدًّا. (پ١٦، مریم، ع٥)

”اور انہوں نے اللہ کے سوا معبود بنا رکھے ہیں تاکہ ان کے لئے وہ (عند اللہ) باعثِ عزت ہوں، ہرگز نہیں۔ (بلکہ) وہ تو ان کی عبادت ہی کا انکار کریں گے اور (اُلٹا) ان کے مخالف ہو جائیں گے“۔

Marfat.com

تو غیر اللہ کو الٰہ و معبود بنانے کا باعث محض یہ زعمِ باطل ہے کہ وہ معبود چونکہ مقرب بارگاہِ الٰہی ہیں، ہم ان کی پوجا کریں گے تو وہ ہم سے خوش ہو کر عند اللہ ہماری عزت و نجات کا سبب بن جائیں گے۔

حالانکہ وہ معبودان عابدین کی عبادت ہی سے برأت وانکار کریں گے اور قیامت کے دن اُلٹا ان کے مقابل و مخالف ہو جائیں گے۔

تیسرا ارشادِ باری تعالیٰ ملاحظہ ہو:

۳. **والذین اتخذوا من دونہٖ اولیآء ما نعبدھم لیقرّبونآ الی اللّٰہ زُلفٰی.** (پ۲۳، زمر: ع۱)

"اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور شرکاء تجویز کر رکھے ہیں (کہتے ہیں) تو ان کی پرستش صرف اس لیے کرتے ہیں کہ ہم کو خدا کے قریب کر دیں"۔

۴۔ اُمم سابقہ کی بستیوں کی تباہی و ہلاکت کا ذکر کر کے فرماتے ہیں:

فلو لا نصرھم الذین اتخذوا من دون اللّٰہ قربانًا اٰلھۃ.

(پ۲۶، احقاف، رکوع آخر)

سو خدا کے سوا جن لوگوں کو انہوں نے خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے اپنا معبود بنا رکھا تھا، انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟

خلاصہ

قرآن کریم کی ان تصریحات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ نہ صرف مشرکینِ مکہ بلکہ سابقہ مشرک اقوام و اُمم نے بھی من دونِ اللّٰہ اوثان و اصنام، اولیاء و صلحاء جن جن کی بھی عبادت کی محض اللہ تعالیٰ سے قلبی تعلق اور فطری تقاضا کے تحت کی۔ ان غیر اللہ کی پرستش اور بندگی سے ان کا مقصد و مطلب صرف یہ تھا کہ یہ اللہ کے محبوب و مقبول بندے ہیں، ہم ان کی پوجا پاٹ کریں گے تو یہ خوش ہو کر بارگاہِ الٰہی میں ہماری سفارش کریں گے، ہمیں درجہ و مرتبہ میں خدا کے قریب و نزدیک کر دیں گے، اور آخرت میں بھی بارگاہِ رب

Marfat.com

العزت میں ہماری عزت وسرخروئی اور نجات کا موجب ہوں گے۔

محض حصولِ قرب وتقربِ الٰہی کا جذبہ وادعیہ اور عنداللہ عزت وقبولیت اور بلندیٔ مرتبت کی طلب، تڑپ سے مغلوب ومتاثر ہو کر مشرکین نے شرک کا ارتکاب کیا، اور غیر اللہ کی بندگی میں مبتلا ہوئے۔

معبودانِ باطل کا خدائے واحد سے تعلق

بندے نے اللہ سے اپنی فطری تعلق اور جذبۂ توحید ومعرفتِ ربانی کے تقاضوں ہی کی بناء پر اس باطل معبود کی پرستش شروع کر دی، جس کا اسے ذات پاک رب العزت سے کوئی ربط وتعلق یا رشتہ وعلاقہ نظر آیا۔

ا۔ نسبی تعلق

چنانچہ مشرکین نے بعض معبودوں کی پرستش اس لیے کی کہ وہ اپنے زعمِ باطل میں خداتعالیٰ سے ان کا صلبی تعلق سمجھتے تھے اور اپنی دانست میں انہیں خدا کے بیٹے یا بیٹیاں قرار دیتے تھے۔

مثلاً مشرکینِ مکہ بتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھتے تھے، اور وہ انہیں خدا سے ان کے صلبی تعلق کی بناء پر پوجتے تھے۔

بتوں کو اللہ کا شریک ٹھہرانا!

لغات القرآن میں ہے:

''مشرکین اپنے دیوتاؤں کے نام زیادہ تر مؤنث رکھتے تھے، چنانچہ لات، عزیٰ اور منات تینوں مؤنث ہیں۔ وہ ان کو العیاذ باللہ خدائے قدوس کی بیٹیاں سمجھ کر پوجتے تھے''۔ (جلد چہارم ص ۲۹۴)

خود کتاب اللہ قرآن کریم میں ہے:

افرأیتم اللّٰت والعزّٰی. ومنٰوۃ الثالثۃ الاُخریٰ. اَلکم

Marfat.com

الذّکر وله الأنثٰی. (پ۲۷، نجم، ع۱)

''بھلا تم نے لات اور عزیٰ اور تیسرے منات کے حال میں کچھ غور کیا؟

کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہوں اور خدا کے لئے بیٹیاں؟''

تو مشرکینِ مکہ لات ومنات اور عزیٰ کو ''خدا کی بیٹیاں'' ہونے کی بناء پر خدا کے ہاں مقرب ومقبول اور ان کی شفاعت کو عند اللہ منظور سمجھتے تھے۔

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ حرمِ کعبہ میں کفارِ قریش کے ساتھ تشریف فرما تھے، آپ نے ان کے سامنے پڑھا: والنجم اذا ھویٰ، جب آپ افرأیتم اللات والعزّٰی ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ پر پہنچے تو مشرکینِ مکہ

وقالوا قد عرفنا ان اللہ یحیی ویمیت ویخلق ولکن الھتنا ھٰذہ تشفع لنا عندہٗ.

''کہنے لگے بالیقین ہم جانتے ہیں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ زندگی اور موت اللہ کے اختیار میں ہے اور وہی پیدا کرتا ہے اور وہی رزق دیتا ہے، لیکن ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے یہ معبود بارگاہِ الٰہی میں ہماری سفارش کرتے ہیں۔''

ان بتوں کے نام ہی اسماءِ الٰہی سے مشتق ہیں

۱۔ الامام الکبیر والعلامۃ الشہیر امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری (متوفی ۳۱۰ھ) اپنی شہرہ آفاق تفسیر المسمی ''جامع البیان فی تفسیر القرآن'' المعروف بہ ''تفسیر ابن جریر'' میں لکھتے ہیں:

اللّات وھی من اللّٰہ الحقت فیہ التافانثت کما قیل عمرو للذّکر وللأنثٰی عمرۃ او کما قیل للذکر عباس ثم قیل للأنثٰی عباسۃ فکذالک سمی المشرکون اوثانھم باسماءِ اللّٰہ تعالی ذکرہ وتقدست اسماء ۃ فقالوا من

Marfat.com

اللّٰہ اللّات من العزیز العُزّی وزعموا انھنّ بنات اللّٰہ.[1]

[1] تفسیر ابن جریر، تفسیر آیت افرأیتم اللّات......

"اللات" "اللّٰہ" سے مشتق ہے۔ "اللّٰہ" کے ساتھ "تا" ملا دی گئی تو اللّٰہ کی مؤنث "اللات" بن گیا، جیسے "عمرو" کی مؤنث "عمرۃ" اور عباس کی عباسۃ، اسی طرح مشرکین نے اپنے بتوں کے نام اسماءِ الٰہی پر رکھے تھے، چنانچہ "اللّٰہ" سے "اللّات" اور "العزیز" سے "العزّیٰ" اور ان کا زعم (باطل) یہ تھا کہ یہ اللّٰہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں"۔

امام ابن کثیر رحمہ اللّٰہ نے ابن جریرؒ کا یہی قول اپنی تفسیر میں نقل کر دیا ہے اور علامہ علاء الدین بغدادیؒ نے اپنی تفسیر "خازن" میں اور علامہ بغویؒ نے اپنی تفسیر "معالم التنزیل" میں یہی مضمون رقم فرمایا ہے۔

شرک بالملائکہ

اسی طرح بعض مشرکینِ مکہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھتے اور ان کی پوجا کرتے تھے۔

۱. ویجعلون لِلّٰہ البنٰتِ سبحانہٗ ولھم مّا یشتھون.

(پ۱۴۔نحل،ع۷)

"اور اللّٰہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں (حالانکہ) وہ پاک ہے اور اپنے لیے جو چاہتے ہیں (یعنی بیٹے)۔

۲. افاصفاکم ربُّکم بالبَنِین واتّخذ من الملآئکۃ اِناثًا.

(پ۱۵، بنی اسرائیل ع۴)

"کیا تمہارے رب نے تم کو بیٹوں کے ساتھ خاص کیا ہے اور خود (اپنے لیے) فرشتوں کو بیٹیاں بنایا ہے"۔

شرک بالجنات

مشرکین اللّٰہ تعالیٰ سے جنوں کا بھی نسبی رشتہ قائم کرتے تھے، ارشاد باری تعالیٰ

Marfat.com

ہے: وجعلوا بینهٗ وبین الجنّة نسبًا. (۲۳،الصافات) اورانہوں نے خدااور جنوں میں (بھی) رشتہ داری قائم کررکھی ہے، اللہ تعالیٰ سے اسی نسبی تعلق کی بناء پر مشرکینِ مکہ جنوں کی پرستش بھی کرتے تھے۔

وجعلوا لِلّٰه شرکاء الجن وخلقهم. (پ۷، انعام ع ۱۲)

''اورلوگوں نے جنوں کواللہ کا شریک بنا رکھا ہے حالانکہ ان کو خدا نے پیدا کیا ہے''۔

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض آدمی جنوں کی پناہ پکڑتے تھے۔ کان رجال من الانس یعوذون برجالٍ من الجن (سورہ جن) غالباً عہدِ جاہلیت میں مشرکین جنوں کوغیب دان سمجھ کران سے غیب کی خبریں پوچھتے تھے اورانہیں نفع نقصان پر قادر سمجھ کران سے ڈرتے تھے، ان سے پناہ مانگتے، مدد طلب کرتے تھے اوران کی رضا اور خوشی کے لئے نذر نیاز پیش کرتے اور چڑھاوے چڑھاتے تھے اوران کی پرستش کرتے تھے۔ حالانکہ جن بھی انسانوں کی طرح اللہ کی ایک مخلوق ہے اور مخلوق کی پرستش وعبادت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ عبادت تو صرف خالق کا حق ہے۔

قرآن نے آکر مشرکین کے ان تصورات وعقائد کو مٹایا، مگر آہ! آج اہلِ اسلام، نام نہاد مسلمان، جنات سے ڈرتے ہیں۔ اپنی جہالت سے انہیں اپنے بیماروں خصوصاً بیمار عورتوں کے ''سر پر چڑھاتے'' ہیں۔ پیشہ ور بدمعاش و بدقماش قسم کے لوگوں کو بلا کر اپنی معصوم ومظلوم بہو بیٹیوں کوان کے آگے پیش کردیتے ہیں۔ وہ ان کوسر کے بالوں سے پکڑ کر ان کے ''جن نکالتے'' ہیں۔ ان جنات کو عالم الغیب سمجھ کران سے غیب کی خبریں پوچھی جاتی ہیں، پھران کو ''نکلنے'' اور چھوڑنے پر راضی کرنے کے لئے نذریں نیازیں پیش کی جاتی ہیں۔ مرغے بکرے وغیرہ کے چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں۔ جہالت کی اس ساری مہم میں عورتوں کو بے عزت کیا جاتا ہے اور بسا اوقات اس کھیل میں ان بیچاریوں کی عصمتیں لوٹ لی جاتی ہیں۔

پھر تعجب اور تحیر کا مقام ہے کہ ''جن'' نہ کبھی کسی ہندو عورت کو پکڑتے ہیں نہ سکھ

Marfat.com

عورت کو۔ نہ کسی یہودی کی بہو بیٹی کے سر پر یہ سوار ہوتے ہیں نہ نصرانی کی بہن اور بیوی پر۔ ان ''شریف جنوں'' کو جب سوار ہوتے دیکھا گیا ہے غریب مسلم بہو بیٹیوں کے سر پر دیکھا گیا ہے۔ ''یہ جن'' مشرک، کافر اور بے دینوں سے تو ڈرتے ہیں، مگر کلمہ گو مسلمانوں پر چڑھ دوڑتے ہیں۔ دین کی مظلومی اور جہالت وحماقت کی حد ہوگئی۔

شرک بالانبیاء

یہود و نصاریٰ کی ضلالت کی بنیاد بھی یہی تھی اور وہ حضرت عزیر و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو اللہ کا بیٹا سمجھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے صلبی تعلق کی بنا پر انہیں پوجتے تھے۔ قولہ تعالیٰ:

وقالت الیہود عزیرُ ن ابن اللہ وقالت النصاریٰ المسیحُ ابن اللہ. (پ ۱۰، توبہ: ع۵)

''اور (بعض) یہود نے کہا کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں''۔

سکنی تعلق

بعض مشرکین نے بعض معبودانِ باطل کی پرستش اس زعم پر کی ہے کہ ان میں خدا رہتا ہے، خدا ان کے اندر بستا ہے۔ مثلاً مشرکینِ ہند اپنے معبود بتوں کو خدا کا مسکن یا مظہر خیال کرتے تھے، انہیں خدا کا اوتار کہتے تھے، ان کا زعمِ باطل یہ تھا کہ اللہ ان دیوی دیوتاؤں میں حلول کر گیا ہے۔

عیسائیوں کے ایک گروہ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں حلول کیا ہے یعنی ان میں داخل ہو گیا ہے۔ جس سے دونوں میں وحدت واتحاد پیدا ہو گیا ہے۔ لہٰذا حضرت عیسیٰؑ اب عینِ خدا ہیں۔ اللہ رب العزت نے اس فرقے کو کافر فرمایا۔ فرمایا: لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم۔ (پ۶، مائدہ: ع۱۰)

Marfat.com

فتنۂ حلول واتحاد

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمتِ دعوت میں بھی بعض ضال ومضل بلکہ ملحد و بے دین فرقے ایسے پیدا ہوئے جنہوں نے نہ صرف بعض مشرکینِ عرب و ہند کی طرح اپنے معبودانِ باطل کو ذاتِ باری تعالیٰ کا مسکن ومظہر جانا، بلکہ بعض عیسائیوں کی طرح عقیدۂ حلول واتحاد کے بھی قائل ہوئے۔

بعض متصوفہ یعنی مدعیانِ تصوف کا مذہب[1] یہ ہے کہ انسان جب کثرتِ عبادت سے اللہ تعالیٰ کا حبیب ومحبوب بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں حلول کر لیتے ہیں (معاذ اللہ)۔اب اس شخص کا وجود جدا نہیں رہتا۔اب خالق ومخلوق اور عابد ومعبود میں کوئی تغایر اور فرق نہیں رہتا۔اور بندہ اس مقام پر شریعت کی پابندی سے آزاد ہو جاتا ہے، حلال وحرام اور جمیع شرعی احکام کا مکلف نہیں رہتا۔اس سے اوامر ونواہی ساقط ہو جاتے ہیں۔عابد و معبود، رب اور مربوب میں دوئی وغیریت مٹ جاتی ہے۔اب دونوں ایک ہیں۔جب مکمل وحدت ہے تو عبادت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

فتنۂ وحدت الوجود

عوام کو گمراہ ومرعوب کرنے کے لئے اس الحاد وضلالت کو ایک مسئلہ کی شکل دے دی گئی ہے اور اسے مسئلہ ''وحدت الوجود'' سے تعبیر کرتے ہیں۔

یہ عجمی خرافات ''تصوف'' کے نام سے ساتویں صدی ہجری میں اسلام کے اندر داخل ہوئیں اور شریعت کی حد تک تو بلا شک وشبہ اس قسم کی خرافات زندقہ والحاد ہیں، چنانچہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ وحدتِ وجود پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بطل قول اهل الالحاد القائلين بوحدة الوجود.

(تفسیر سورۂ فاتحہ)[2]

---

[1] نام نہاد ''تصوف'' کے اس مردود سلسلۂ حلولیہ کا بانی ابو حلمان دمشقی ہے۔(''تصوفِ اسلام'' ص ۵۳)

[2] التفسیر القیم لابن القیم، امام ابن قیم ''شیخ الاسلام ابن تیمیہ'' کے تلمیذ اور ان کے جانشین ہیں، بڑے نامور امام ہیں۔۷۵۱ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

ان ملحدین کا قول باطل ہوا جو وحدت الوجود کے قائل ہیں۔

مگر صرف شریعت میں یہ حلول و وحدت کا فلسفہ الحاد نہیں، صحیح تصوف میں بھی اس کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔

شریعت سے کھلی بغاوت

یہ اکابر اہلِ تصوف کے نزدیک بھی مردود ہے۔ ''وحدت الوجود'' کی تان جا کر ''اباحیت'' پر ٹوٹتی ہے۔ غایت محبت اور کثرتِ عبادت سے بندہ خدا کا محل وظرف ہی نہیں بلکہ ''محلول'' بن جاتا ہے۔ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ اس میں حلول کر لیتے ہیں۔ پھر اتحاد و وحدت کے بعد عبادت کا کیا سوال؟ عبادت تو عبد، معبود کی کرتا ہے۔ جب بندہ عین خدا بن گیا، عبد خود معبود بن گیا، تو اب بندہ مکلف بالشریعۃ نہیں رہتا۔ اب اوامر و نواہی اس سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ العیاذ باللہ!

درحقیقت یہ وحدت الوجود، حلول و حلول اور اباحیت و بغاوت کے فلسفے انسان اسی وقت گھڑ سکتا ہے جب شریعت سے آزاد ہو جائے۔ شریعت کی حدود کے اندر رہ کر انسان اس قسم کی ملحدانہ خرافات کہاں بک سکتا ہے؟

اکابر و عمائدِ تصوف کی طرف سے ان فتنوں کا سدّ باب

اہلِ شریعت حضرات علماء کرام نے جہاں الحاد کے قلع قمع اور اس خرافات کی بیخ کنی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی وہاں شکر ہے کہ اس فتنہ کے سر اٹھاتے ہی اکابر و اعظم اصحابِ تصوف نے بھی اس کی سرکوبی کی۔

۱۔ امام غزالی[1] رحمہ اللہ اپنی کتاب ''التفرقۃ بین الاسلام والزندقۃ'' میں رقمطراز ہیں:

ومن جنس ذالک ما یدعیه بعض من یدعی التصوف انهٗ بلغ حالة بینه وبین اللّٰه تعالٰی اسقطت عنه الصلوٰة وحلّ لهٗ شرب المسکر والمعاصی فهٰذا مِمَّا لا اشکُّ

---

[1] مشہور و معروف امام ہیں، صاحبِ تصانیف کثیرہ، متوفی ۵۰۵ھ

Marfat.com

فی وجوب قتلہٖ اذ ضررہ فی الدین اعظمٌ.

ازیں قسم بعض مدعیانِ تصوف کا ادّعا (باطل) ہے کہ وہ عنداللہ ایسی حالت کو پہنچ گیا ہے کہ اس سے نماز ساقط ہوگئی اور اسے شراب نوشی وغیرہ گناہ حلال ہوگئے، یہ ایسی صورت ہے کہ میں اس کے قائل کے قتل کے وجوب میں کوئی شک نہیں کرتا جبکہ اس کا دینی نقصان عظیم ہے۔

۲۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ طریقت وتصوف کے مسلمہ امام ہی نہیں بلکہ ایک مستقل سلسلہ سہروردیہ کے بانی بھی ہیں۔ آپ قدیم اکابر صوفیہ میں سے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے مرید خاص اور حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ، حضرت شیخ حمیدالدین ناگوری رحمہ اللہ وغیرہم کے مرشد ہیں۔ آپ کا زمانہ ۵۳۹ھ تا ۶۳۲ھ ہے۔ آپ ابن العربی کے ہم عصر ہیں۔ ان کے وقت میں یہ حلول و اتحاد، وحدت الوجود اور اباحیت وغیرہ کا فتنہ شروع ہوگیا تھا۔ چنانچہ بانیٔ سلسلہ سہروردیہ رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''عوارف المعارف'' میں اس فتنہ کو الحاد و زندقہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اہلِ فتنہ کا ایک گروہ ملامتیہ کہلاتا ہی۔ یہ اہلِ اباحت کی راہ چلتے ہیں اور ان کا زعم یہ ہوتا ہے کہ ان کے ضمائر خدا کی جانب خالص اور راجع ہو گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی مقصود میں کامیابی ہے۔

والارتسام بمراسم الشریعة رتبة العوام...... وھٰذا ھو عین الالحاد والزندقہ.

اور شریعت کی پابندیاں عوام کے لئے ہیں...... اور یہ عین الحاد اور زندقہ ہے۔

اگلے صفحہ پر رقمطراز ہیں:

''اہلِ فتنہ میں سے بعض لوگ وہ ہیں جو حلول کے قائل ہیں، اور یہ گمانِ باطل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حلول کرتا ہے...... اللہ تعالیٰ اس سے پاک

Marfat.com

ہے کہ اس میں کوئی چیز حلول کرے یا وہ کسی شے میں حلول کرے۔

(عوارف المعارف جلد اول، باب ۹)

۳۔ حضرت سہروردی رحمہ اللہ سے اسبق واقدم سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۸ھ)...... جو پیر پیران، مرشدِ مرشدان و شیخ المشائخ ہیں...... سے ایک شخص نے پوچھا کہ اہلِ معرفت ترکِ بِر و تقویٰ کے مقام تک بھی پہنچ جاتے ہیں؟...... فرمایا:

اِنَّ ھٰذا قول قومٍ تکلموا باسقاط الاعمال وھٰذا عندی عظیمة والذی یسرق ویزنی احسن حالًا من الذی یقول ھٰذا.

''یہ قول ان لوگوں کا ہے جو ترکِ اعمال کے قائل ہیں۔ یہ میرے نزدیک بہت بڑی (بے باکی کی) بات ہے، اور جو چوری کرتا اور زنا کرتا ہے اس کا حال بھی ایسی بات کرنے والے سے بہتر ہے۔

(عوارف المعارف جلد اول باب ۹)

یہ اس لئے کہ چور اور زانی تو گنہگار ہے، وہ چوری اور زنا کو گناہ سمجھتا ہے اور یہ تو شریعتِ محمدیہ کا منہ چڑاتا ہے، یہ ملحد و بے ایمان ہے۔

۴۔ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (المتوفی ۴۵۶ھ) رقمطراز ہیں:

واما من قال ان اللہ عزّوجل ھو فلانٌ للانسان بعینہٖ او اِنَّ اللہ یحلّ فی جسم من اجسام خلقہٖ او ان بعد محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم نبیًّا غیر عیسٰی بن مریم لا یختلف اثنان فی تکفیرہٖ.[1]

''جو شخص کسی معین انسان کے متعلق یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ہے، یا یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی جسم میں حلول کرتا ہے، یا یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سوائے حضرت عیسیٰ بن مریم کے کوئی اور نبی ہے تو اس کی تکفیر میں (آج تک) دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہیں کیا۔''

[1] ''کتاب الفصل''، باب الکلام فی من یکفر و من لا یکفر۔

Marfat.com

عقیدۂ توحید کے مقاصد

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی کتاب مبین میں فرمایا: ﴿وما النصر الا من عند الله العزيز الحكيم﴾ (آل عمران:۱۲۶) ''اور مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے جو غالب اور حکمتوں والا ہے''۔

اور اللہ عزوجل نے فرمایا:

ان ينصركم الله فلا غالب لكم وان يخذلكم فمن ذا الذى ينصركم من بعده. (آل عمران: ۱۶۰)

''اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟''

کتاب وسنت کے دلائل اور اجماعِ امت سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مخلوق کو اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمایا اور اسی عبادت کی توضیح وتشریح اور اس کی جانب دعوت دینے کے لئے رسولوں کو مبعوث فرمایا اور کتابیں نازل کیں۔

جیسا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا:

وما خلقتُ الجنّ والانس اِلّا ليعبدونِ. (الذاريات: ۵۶)

''میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولقد بعثنا فى كلّ امةٍ رسولًا ان اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت. (النحل: ۳۶)

''ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا (لوگو) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں کی عبادت سے بچو''۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Marfat.com

وما ارسلنا من قبلک من رّسولٍ اِلّا نوحی الیہ انہٗ لا الٰہ الا انا فاعبُدون. (الانبیاء: ۲۵)

"تجھ سے پہلے جو بھی رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پس تم سب میری ہی عبادت کرو"۔

نیز اللہ عزوجل نے فرمایا:

الٓر. کتاب احکمت ایٰتہٗ ثم فصلت من لدن حکیمٍ خبیرٍ. اَلّا تعبدوا الا اللّٰہ انّنی لکم منہ نذیر وبشیر. (ہود:۱،۲)

"الٓر، یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی، پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں، ایک حکیم باخبر کی طرف سے، یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو، میں تم کو اللہ کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں"۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مذکورہ بالا واضح آیات میں بیان فرما دیا کہ اس نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے، اور اس اللہ کا کوئی شریک و ساجھی نہیں ہے، اس نے رسولوں کو اس عبادت کا ہی حکم دینے اور اس کے منافی امور سے منع کرنے کے لئے مبعوث فرمایا اور اللہ عزوجل نے یہ بھی بتلا دیا کہ اس نے قرآن کریم کی آیات کو واضح کھلا ہوا نازل فرمایا تا کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کی جائے۔

عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو ایک گردانا جائے اور اس کے حکموں کو بجالا کر اور منع کردہ چیزوں کو چھوڑ کر اس کی فرمانبرداری کی جائے، اللہ نے بہت سی آیات میں اس کا حکم دیا ہے، چنانچہ ایک آیت کریمہ میں فرمایا:

وماۤ اُمِرُوۤا اِلّا لیعبدوا اللّٰہ مخلصین لہُ الدین حنفاء. (البیّنہ:۵)

"انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اس کیلئے دین کو خالص کرتے ہوئے تمام تر باطل دینوں سے اجتناب کر کے"۔

نیز فرمانِ الٰہی ہے:

Marfat.com

وقضٰی ربُّک اَلّا تعبدو آ اِلّا اِیّاہُ. (الاسراء: ۲۳)

''اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم سب اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا''

نیز فرمانِ الٰہی ہے:

فاعبدوا اللّٰہ مخلصاً لہُ الدین. اَلا لہ الدّین الخالص.

(الزمر:۲،۳)

''پس اللہ ہی کی عبادت کریں اس کیلئے دین کو خالص کرتے ہوئے، خبردار اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے''۔

اس مفہوم کی آیات بہت زیادہ ہیں جو سب کی سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ صرف ایک اللہ کے لئے عبادت کو خالص کرنا اور اس کے سوا انبیاء وغیرہ کی عبادت سے گریز کرنا ضروری ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دعا عبادت کی ایک اہم اور ہمہ گیر قسم ہے لہٰذا اس کا صرف ایک اللہ کے لئے خالص کرنا ضروری ہے۔

جیسا کہ اللہ عز وجل نے فرمایا:

فادعوا اللّٰہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون.

(غافر:۱۴)

''تم اللہ کو پکارتے رہو اس کیلئے دین کو خالص کر کے کافر بُرا مانیں''۔

اور اللہ عز وجل نے فرمایا:

واَنّ المساجد لِلّٰہ فلا تدعوا مع اللّٰہ احدًا. (الجن: ۱۸)

''اور یہ مسجدیں صرف اللہ کے لئے خاص ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو''۔

یہ آیت کریمہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام مخلوقات انبیاء وغیرہ کو پکارنے کی ممانعت کو شامل ہے، کیونکہ لفظ (احد) نکرہ نہی کے سیاق میں وارد ہوا ہے، لہٰذا یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے علاوہ ہر چیز کو عام ہے۔

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولا تدع من دون اللّٰہ ما لا ینفعک ولا یضرک. (یونس:۱۰۶)

''اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تمہیں نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی نقصان''۔

یہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور یہ بات واضح ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو شرک سے محفوظ رکھا ہے، تو اس آیت کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرنے کا مقصد دوسروں کو شرک سے ڈرانا ہے، پھر اللہ عزوجل نے اس آیت کے آخر میں فرمایا:

فان فعلت فانک اذا من الظالمین.

''اگر تو نے (شرک) کیا تو تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے''۔

اگر بنی نوع انسان کے سردار نبی ﷺ کا یہ حال ہو کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پکارنے پر ظالموں مین ہو جائیں تو پھر اگر کوئی دوسرا غیر اللہ کو پکارے تو اس کا کیا حال ہوگا، اور لفظ ظلم جب مطلقاً استعمال کیا جائے تو اس سے مراد شرک اکبر ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا:

والکافرون ھم الظالمون. (البقرہ: ۲۵۴)

''کافر لوگ ہی ظالم ہیں''۔

اور اللہ عزوجل نے فرمایا:

ان الشرک لظلمٌ عظیمٌ. (لقمان: ۱۳)

''بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے''۔

مذکورہ بالا اور دیگر آیات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اللہ کے سوا مردوں، درختوں، بتوں وغیرہ کو پکارنا اللہ عزوجل کے ساتھ شرک اور عبادت کے اس عظیم مقصد کے منافی ہے جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو پیدا فرمایا اور کتابیں نازل کیں، کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کا مطلب بھی یہی ہے، لا الٰہ الا اللہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی معبود برحق نہیں ہے، یہ کلمہ غیر اللہ سے عبادت کی نفی کرتا، اور اس کو ایک اللہ کے لئے ثابت کرتا ہے، جیسا کہ

Marfat.com

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا:

ذالک بأنّ اللہ ھو الحق واَنَّ ما یدعون من دونہ الباطل. (لقمان: ۳۰)

''یہ سب (انتظامات) اس وجہ سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے، اور اس کے سوا جن جن کو لوگ پکارتے ہیں سب باطل ہیں''۔

یہی دین اسلام کی جڑ اور ملتِ اسلامیہ کی بنیاد ہے، اور کوئی بھی عبادت اس وقت تک صحیح نہ ہوگی جب تک کہ یہ بنیاد درست نہ ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین. (الزمر: ۶۵)

''یقیناً آپ کی طرف بھی اور آپ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو نقصان اٹھانے والوں میں ہو جائے گا''۔

نیز اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا:

ولو اشرکوا لحبط عنھم ما کانوا یعملون. (الانعام: ۸۸)

''اور اگر بالفرض یہ حضرات (انبیاء کرام) بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے''۔

دو عظیم اصول

دین اسلام دو عظیم اصول پر مبنی ہے:

اول:۔ تمام تر عبادتیں صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کیلئے انجام دی جائیں۔

دوم:۔ عبادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق انجام دی جائے، کلمۂ شہادت لا الٰہ الا اللہ محمد رّسول اللہ کا یہی معنی ہے۔

لہٰذا جو شخص مردوں مثلاً انبیاء وغیرہ کو یا بتوں یا درختوں یا پتھروں یا ان کے علاوہ

Marfat.com

دیگر مخلوقات کو پکارے، یا ان سے مدد طلب کرے، یا ان کے لئے ذبح یا نذر و نیاز پیش کر کے ان کا تقرّب چاہے، یا ان کیلئے نماز پڑھے یا سجدے کرے، تو بلاشبہ اس نے اللہ کے سوا انہیں رب بنالیا، اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ساجھی ٹھہرالیا، یہ ساری چیزیں اس اصل سے ٹکراتیں اور کلمہ کے پہلے جز لا الٰہ الا اللہ کے معنی کے منافی ہیں۔

اسی طرح اگر کوئی شخص دینِ اسلام میں کوئی نیا کام گھڑ کر انجام دے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی تو اس نے کلمہ کے دوسرے جز محمد رّسول اللہ کی گواہی کے معنی کو ثابت نہیں کیا۔

اللہ عزوجل نے فرمایا:

وقدِمنا الٰی ما عمِلوا من عمَلٍ فجعلنٰہ ھباءً منثورًا. (الفرقان: ۲۳)

''اور انہوں نے جو جو اعمال کئے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا''۔

اکارت کئے جانے والے اعمال ان لوگوں کے ہوں گے جن کا شرک ہی پر انتقال ہو گیا، اسی طرح وہ خود ساختہ اعمال بھی جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے، موافقتِ شریعت کی شرط سے عاری ہونے کی وجہ سے بروزِ قیامت پراگندہ ذروں کی طرح ہوں گے۔

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام نکالا جو (دراصل) اس میں سے نہیں ہے وہ ناقابل قبول ہے''۔ (اس حدیث کی صحت پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہے)۔

بلاشبہ اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنا بہت بڑا ظلم، شرک اور بزدلی ہے۔

اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے کہ صرف اس کی ذات کو پکارا جائے اور وعدہ کیا ہے کہ جو اسے پکارے گا وہ اسکی پکار کو قبول فرمائے گا، اور دھمکی دی کہ جو اس کو پکارنے سے تکبر اپنائے گا اسے جہنم میں داخل فرمائے گا، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون

Marfat.com

عن عبادتی سیدخلون جهنم داخرین. (غافر: ٦٠)

''اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہوکر جہنم میں پہنچ جائیں گے''۔

اس آیت میں (دَاخِرِیْنَ) کا معنی ہے ذلیل ورُسوا۔

یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دعا عبادت ہے، اور اس سے تکبر اختیار کرنے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے، جب اللہ تعالیٰ کو پکارنے سے تکبر اختیار کرنے والے کا انجام یہ ہے تو اس شخص کا انجام کیا ہوگا جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے اعراض کرے اور اس کے سوا دوسروں کو پکارے؟

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا:

واذا سألک عبادی عنّی فانّی قریبٌ أُجیب دعوة الداع اِذا دعانِ فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلهم یرشدون.

(البقرہ: ١٨٦)

''جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں، اس لئے لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحیح حدیث میں خبر دی کہ دعا عبادت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن عباسؓ سے فرماتے ہیں: ''تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اسے اپنی جانب پاؤ گے، جب تم سوال کرو تو اللہ سے کرو اور جب تم مدد طلب کرو تو اللہ تعالیٰ سے طلب کرو'' (ترمذی)

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اس حال میں مرا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک پکارتا تھا تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا''۔

Marfat.com

صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''تو کسی کو اللہ کا مد مقابل سمجھے جبکہ اسی نے تجھے پیدا کیا ہے''، (ند) کا معنی نظیر اور مثیل کا ہے۔

لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو پکارے یا اس سے فریاد کرے، یا اس کے لئے نذر و نیاز پیش کرے یا اس کیلئے قربانی کرے یا عبادت کی کوئی بھی قسم اس کے لئے انجام دے تو اس نے اس کو اللہ کا مدّ مقابل بنایا، خواہ وہ کوئی نبی، ولی، فرشتہ، جن یا بت یا مخلوق میں سے کوئی اور چیز ہو۔

البتہ زندہ حاضر شخص سے کسی چیز کا سوال کرنا اور ظاہری امور میں اس سے فریاد طلب کرنا جس کی وہ قدرت رکھتا ہو، شرک نہیں ہے، بلکہ یہ تو ایک عام سی چیز ہے جو مسلمانوں کے درمیان جائز ہے۔

جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فاستغاثه الذی من شیعته علی الذی من عدوه﴾ (القصص:١٥)

''موسیٰ کی قوم والے نے موسیٰ (علیہ السلام) سے اس کے خلاف فریاد کی جو ان کے دشمنوں میں سے تھا''۔

اور جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں فرمایا:

فخرج منها خائفا یترقب. (القصص: ٢١)

''پس موسیٰ خوفزدہ ہو کر وہاں سے دیکھتے بھالتے نکل کھڑے ہوئے''۔

اس کی ایک مثال یوں سمجھیں کہ جس طرح لوگ جنگ وغیرہ کے دوران باہم ایک دوسرے کی مدد کے محتاج ہوتے اور بعض درپیش امور میں اپنے ساتھیوں سے فریاد کرتے ہیں شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں کو یہ بات پہنچا دیں کہ وہ کسی کے نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الجن میں فرمایا:

قل انما ادعوا ربی ولا اشرک به احدا. قل انی لا

Marfat.com

املک لکم ضرًّا ولا رشدًا. (الجن: ۳۰، ۳۱)

''آپ کہہ دیجئے میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ کہہ دیجئے کہ مجھے تمہارے کسی نقصان و نفع کا اختیار نہیں''۔

نیز اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف میں فرمایا:

قل لا املک لنفسی نفعًا ولا ضرًّا اِلّا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسّنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقومٍ یؤمنون. (الاعراف: ۱۸۸)

''آپ فرما دیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کیلئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا ہو اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھے نہ پہنچتا، میں تو محض ڈرانے اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں''۔

اس مفہوم کی آیات بہت زیادہ ہیں۔

اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال یہ تھا کہ آپ اپنے رب کے سوا نہ کسی کو پکارتے اور نہ ہی مدد کا سوال کرتے تھے، غزوۂ بدر کے دن آپ اپنے رب سے پوری الحاح و گریہ زاری کے ساتھ دشمنوں کے خلاف مدد طلب کر رہے تھے اور فرما رہے تھے:

یا رب انجز لی ما وعدتَنی......

''اے میرے رب تو نے جو مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اس کو پورا فرما دیجئے''۔

یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے اللہ کے رسول بس کافی ہے، اللہ نے آپ سے جو فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اسے پورا کرے گا''۔

اس موضوع کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد آیات نازل فرما

Marfat.com

دیں۔ چنانچہ فرمایا:

اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انّی ممدّکم بالفٍ مّن الملآئکۃ مردفین. وما جعلہ اللّٰہ الا بشریٰ لکم ولتطمئنّ بہٖ قلوبکم وما النصر اِلّا من عند اللّٰہ انّ اللّٰہ عزیزٌ حکیمٌ. (الانفال: ۹، ۱۰)

"اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ نے تمہاری فریاد سن لی کہ میں ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگاتار چلے آئیں گے، اور اللہ نے یہ امداد محض اس لئے کی کہ بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو قرار ہو جائے اور مدد صرف اللہ کی طرف سے ہے، جو کہ زبردست حکمت والا ہے"۔

ان آیات میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مومنوں کو اپنی فریاد رسی یاد دلاتے ہوئے فرمایا کہ اس نے ان کی پکار کو قبول کر لیا اور فرشتوں کے ذریعہ مدد فرمادی، پھر اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ مدد فرشتوں کی جانب سے نہ تھی بلکہ اللہ کی جانب سے تھی، یہ فرشتوں کا نزول تو خوشخبری دینے اور تمہارے دلوں کے اطمینان کے لئے تھا (ورنہ وہ اللہ فرشتوں کے بغیر بھی تمہاری مدد کر سکتا تھا) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وما النصر اِلّا من عند اللّٰہِ......!

"اور مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے"۔

اور اللہ عزوجل نے سورۂ آل عمران میں فرمایا:

ولقد نصرکم اللّٰہ ببدرٍ وانتم اذلۃ فاتقوا اللّٰہ لعلکم تشکرون. (آل عمران: ۱۲۳)

"جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے عین اس وقت تمہاری مدد فرمائی تھی جبکہ تم نہایت گری ہوئی حالت میں تھے، اس لئے اللہ ہی سے ڈرو (کسی اور سے نہیں) تاکہ تمہیں شکر گزاری کی توفیق ہو"۔

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ غزوۂ بدر کے دن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی مُعین و مددگار تھا، اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی ہتھیار، قوت، اور فرشتوں سے جو مدد کی تھی یہ سب کچھ مدد خوشخبری اور اطمینانِ قلب کے اسباب تھے، بذاتِ خود مدد نہ تھے، بلکہ مدد تو صرف اللہ کی طرف سے تھی۔

پھر اس شاعرہ یا کسی اور کیلئے کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی فریاد اور مدد کے مطالبہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرے، اور سارے جہاں کے پروردگار سے روگردانی کرے جو ہر چیز کا مالک اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

توحید سے انحراف کرنے والے اللہ سے توبہ کریں

توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے گناہوں پر نادم وشرمندہ ہو، فوراً اس گناہ سے رک جائے، اور اللہ کی تعظیم کرتے ہوئے اس کیلئے اخلاص اپناتے ہوئے اس کے حکموں کو بجا لاتے ہوئے اور منع کردہ چیزوں سے اجتناب کرتے ہوئے آئندہ ایسا کام کبھی نہ کرنے کا پختہ عہد کرے، یہی سچی توبہ ہے اور اگر معاملہ مخلوق کے حق کا ہو تو اس میں ایک چوتھی شرط کا بھی پایا جانا ضروری ہے، کہ صاحبِ حق کو اس کا حق لوٹا دیا جائے یا یہ کہ اس سے یہ حق معاف کرالیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو توبہ کرنے کا حکم دیا اور ان سے اس کی قبولیت کا وعدہ فرمایا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وتُوبُوآ اِلَى اللّٰه جميعًا اَيُّها المومنون لعلكم تفلحون. (النور: ۳۱)

"اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کروتا کہ تم نجات پاؤ"۔

اور اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر نصاریٰ کے بارے میں فرمایا:

افلا يتوبون الى اللّٰه ويستغفرونهٗ واللّٰه غفورٌ رّحيم.

(المائدہ: ۷۴)

Marfat.com

''یہ لوگ (نصاریٰ) کیوں اللہ کی طرف نہیں جھکتے اور کیوں استغفار نہیں کرتے؟ اللہ تعالیٰ تو بہت زیادہ بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہے۔''

نیز اللہ عزوجل نے فرمایا:

والّذین لا یدعون مع اللّٰہ اِلٰھًا اٰخر ولا یقتلون النفس الّتی حرّم اللّٰہ اِلّا بالحقّ ولا یزنون ومن یفعل ذالک یلق اثامًا. یضاعف له العذاب یوم القیامة ویخلد فیهٖ مھانًا. اِلّا من تاب واٰمن وعمِل عمَلًا صالِحًا فاُولٰئک یبدّل اللّٰہ سیّئاتھم حسناتٍ وکان اللّٰہ غفورًا رّحیمًا.

(الفرقان:۶۸تا۷۰)

''اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو وہ بغیر حق کے قتل نہیں کرتے، نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا، اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب دیا جائے گا اور وہ ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ اس میں رہے گا، سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔''

نیز فرمانِ الٰہی ہے:

ھو الّذی یقبل التّوبة عن عبادهٖ ویعفوا عن السّیّئٰتِ ویعلم ما تفعلون. (شوریٰ:۲۵)

''وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے، اور جو کچھ تم کر رہے ہو (سب) جانتا ہے''۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے فرمایا: ''اسلام پچھلے تمام گناہوں کو منہدم کر دیتا ہے اور توبہ سابقہ گناہوں کو ختم کر دیتی ہے''۔

چونکہ شرک غایت درجہ کا سنگین جرم اور بہت بڑا گناہ ہے، اور اس شاعرہ کی تحریروں سے لوگوں کے دھوکہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اور اللہ اور اس کے بندوں کے ساتھ خیر خواہی ایک اسلامی فریضہ بھی ہے، اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس بارہ میں کچھ مختصر کلمات تحریر کر دوں۔

میں اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہوں کہ ان باتوں سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے ہمارے اور تمام مسلمانوں کے احوال کی صلاح فرمادے اور دین کی سمجھ اور اس پر ثابت قدمی عطا فرما کر ہم سب پر احسان فرمائے، نیز ہمیں اور تمام مسلمانوں کو نفس کی برائیوں اور بداعمالیوں سے اپنی پناہ میں رکھے، وہ اس بات کا کارساز اور اس پر قادر ہے۔

اور اللہ اپنے بندے اور رسول ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے اہل و عیال اور ساتھیوں پر رحمت وسلامتی اور برکت نازل فرمائے۔

Marfat.com

گناہِ کبیرہ

جن سے بچ کر جہنم سے بچنا آسان ہو جاتا ہے

''گناہ کبیرہ'' کا معنی ہے بڑا گناہ! چنانچہ شریعت کی اصطلاح میں ''گناہ کبیرہ'' اس بڑے فعل اور برائی کو کہتے ہیں جس کا ارتکاب کرنے والا حد (یعنی شریعت کی متعین کردہ سزا) کا مستحق ہوتا ہے، یا جس کے ارتکاب پر قرآن و حدیث میں سخت وعید و تنبیہ آئی ہو، یا جس کے ارتکاب کو شریعت نے بطور مبالغہ ارتکاب کفر سے تعبیر کیا ہو (جیسے قصداً نماز ترک کرنے پر حدیث میں یہ وعید آئی ہے۔ ''من ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر'' یعنی جس شخص نے نماز قصداً ترک کر دی وہ کافر ہو گیا) یا اس جس کی فساد و نقصان گناہ کبیرہ کے فساد و نقصان کے برابر یا اس سے زیادہ ہو، جس کی ممانعت دلیل قطعی کے ساتھ ثابت ہو اور جس کا اختیار کرنا حرمت دین کی ہتک کا موجب ہو۔ تو جس فعل اور بات میں ان میں سے کوئی بھی چیز پائی جائے گی اس کو گناہ کبیرہ یعنی بڑا گناہ کہیں گے اور جس فعل یا بات میں سے کوئی چیز نہیں پائی جائے گی اور وہ اسلامی تعلیمات اور دینی تقاضے کے خلاف ہو گی اس کو گناہ صغیرہ یعنی چھوٹا گناہ کہا جائے گا۔ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ بعض اعتبار سے اگرچہ گناہ کبیرہ کے مختلف درجات ہیں کہ بعض گناہ کبیرہ تو بہت بُرے اور نہایت ہی قابل نفرت ہیں اور بعض گناہ نسبتہً کچھ ہلکے درجہ کے ہیں لیکن شریعت کی نظر میں قابل مواخذہ (گرفت) اور موجب عذاب ہونے کے اعتبار سے سب یکساں نوعیت رکھتے ہیں۔

احادیث میں ایک جگہ تمام کبیرہ گناہوں کا تعین اور تفصیل کے ساتھ ذکر موجود

Marfat.com

نہیں ہے بلکہ موقع محل کی مناسبت یا کسی سائل کے جواب میں آنحضور ﷺ کی طرف سے بیان کردہ کبیرہ گناہ کچھ تو جابجا احادیث وروایات میں منقول ہیں اور کچھ دوسرے مواقع پر مذکور ہیں۔ بعض علماء مثلاً مولانا جلال الدین دوانی نے کبیرہ گناہوں کی جو فہرست مرتب کی ہے وہ مختصراً یوں ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا۔ یعنی کسی کی عبادت یا اس کی صفات میں شریک کرنا مثلاً استعانت (مدد چاہنے) میں، علم میں، قدرت میں، تصرف میں، تخلیق میں، پکارنے میں، نام رکھنے میں، ذبح کرنے میں، نذر ماننے میں اور لوگوں کے امور سونپنے میں کسی کو بھی وہ درجہ اور حیثیت دینا جو صرف اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے۔ (۲) گناہ پر اصرار و دوام کی نیت رکھنا (۳) ناحق کسی کو قتل کرنا (۴) زنا کرنا (۵) لواطت کرنا (۶) چوری کرنا (۷) جادو سیکھنا اور جادو کرنا (۸) شراب پینا اور نشہ آور اشیاء کا استعمال کرنا (۹) محارم یعنی ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، نانی اور خالہ وغیرہ سے نکاح کرنا (۱۰) جوا سیکھنا اور جوا کھیلنا (۱۱) دارالحرب سے ہجرت نہ کرنا (۱۲) دشمنان دین سے ناروا دوستی اور تعلق رکھنا (۱۳) طاقت وقوت اور غالب حیثیت رکھنے کے باوجود دشمنان دین سے جہاد کرنا (۱۴) سود کھانا (۱۵) خنزیر اور مردار کے گوشت کا استعمال کرنا (۱۶) نجومی اور کاہن کی تصدیق کرنا (۱۷) ناحق کسی کا مال ہڑپ کر لینا (۱۸) پاکباز مرد یا پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا (۱۹) جھوٹی گواہی دینا (۲۰) کسی عذر شرعی کے بغیر قصداً رمضان کا روزہ نہ رکھنا یا روزہ توڑنا (۲۱) جھوٹی قسم کھانا (۲۲) قطع تعلق کرنا (۲۳) ماں باپ کو ستانا اور ان کی نافرمانی کرنا (۲۴) جنگ کے موقع پر دشمنان دین کے مقابلہ سے راہ فرار اختیار کرنا (۲۵) یتیموں کا مال ناحق کھانا (۲۶) ناپ تول میں خیانت کرنا (۲۷) نماز وقت پر نہ پڑھنا (۲۸) مسلمانوں سے ناحق لڑنا جھگڑنا (۲۹) ذات رسالت مآب ﷺ پر جھوٹا الزام لگانا (۳۰) رسول ﷺ، کتاب اللہ اور فرشتوں کا انکار کرنا یا ان کا مذاق اڑانا (۳۱) احکام دین اور شرعی مسائل کا انکار کرنا (۳۲) فرائض پر عمل نہ کرنا یعنی نماز نہ پڑھنا، زکوٰۃ ادا نہ کرنا، رمضان کے روزے نہ رکھنا اور استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا (۳۳) صحابہ ؓ یا کسی صحابیؓ کو برا کہنا (۳۴) بلا عذر

Marfat.com

کتمانِ شہادت کرنا (۳۵) رشوت لینا (۳۶) میاں بیوی کے درمیان نفاق پیدا کرنا (۳۷) حاکم کے سامنے کسی چغل خوری کرنا (۳۸) غیبت کرنا (۳۹) اسراف میں مبتلا ہونا (۴۰) رہزنی کا ارتکاب کرنا (۴۱) دین کے نام پر یا کسی دینوی غرض کے تحت روئے زمین پر فتنہ و فساد پھیلانا (۴۲) گناہ صغیرہ پر اصرار و دوام اختیار کرنا (۴۳) کسی کو گناہ کی طرف راغب کرنا یا گناہ کے ارتکاب میں مدد دینا (۴۴) ہارمونیم، طبلہ، اور دوسرے ممنوع باجوں کے ساتھ گانا (۴۵) نہاتے وقت دوسروں کے سامنے ستر کھولنا (۴۶) مالی مطالبات و واجبات کی ادائیگی میں بخل کرنا (۴۷) خودکشی کرنا (۴۸) اپنے اعضاء بدن میں سے کسی عضو کو ضائع کرنا (۴۹) منی اور پیشاب کی گندگی سے صفائی اور پاکی حاصل نہ کرنا (۵۰) تقدیر کو جھٹلانا (۵۱) اپنے سردار اور حاکم سے عہد شکنی کرنا (۵۲) کسی کی ذات اور نسب میں طعنہ زنی کرنا (۵۳) غرور اور تکبر کے تحت پائینچے لٹکانا (۵۴) لوگوں کو گمراہی کی طرف بلانا (۵۵) میت پر نوحہ کرنا (۵۶) بُرے طریقے اور بیہودہ رسمیں رائج کرنا (۵۷) دھار دار آلہ سے کسی مسلمان کی طرف اشارہ کرنا (۵۷) کسی کو خصی کر دینا (۵۹) اپنے بدن کے کسی حصہ کو کاٹنا۔ مثلاً داڑھی منڈانا یا ناک وغیرہ تھوڑی سی کاٹ ڈالنا (۶۰) اپنے محسن سے احسان فراموشی کرنا (۶۱) حدود حرم میں ان کاموں کا کرنا جن کی ممانعت ہے (۶۲) حدود حرم میں جاسوسی کرنا (۶۳) نرد کھیلنا یا ایسا کوئی کھیل کھیلنا جو بالاتفاق حرام ہو (۶۴) کسی مسلمان کو کافر کہنا یا اس کو کسی ایسے لفظ سے مخاطب کرنا جو صرف کافر کے لئے استعمال ہوتا ہے (۶۵) اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے درمیان باری میں عدل نہ کرنا (۶۶) جلق کرنا (مشت زنی یا حائضہ سے ہم بستری کرنا) (۶۸) غلہ وغیرہ کی گرانی سے خوش ہونا (۶۹) جانوروں کے ساتھ بدفعلی کرنا (۷۰) عالم کا اپنے علم پر عمل نہ کرنا (۷۱) دنیا کی محبت میں مبتلا ہونا (۷۲) امرد پر بُری نظر رکھنا (۷۳) دوسروں کے گھر میں جھانکنا (۷۴) صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر اس کے گھر کے اندر داخل ہونا (۷۵) دیوثی اور قرم ساقی کرنا (۷۶) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی اچھے کاموں کی تبلیغ و تلقین اور بُرے کاموں سے روکنے کا فریضہ باوجود قدرت کے انجام نہ دینا (۷۷) پڑھنے کے بعد قرآن مجید کو بھلا دینا

Marfat.com

(۷۸) جانوروں کو آگ میں جلانا (۷۹) عورت کا شرعی عذر کے بغیر اپنے شوہر کی نافرمانی کرنا (۸۰) مرد کا عورت پر ظلم کرنا (۸۱) اللہ کی رحمت و مغفرت سے ناامید ہونا (۸۲) اللہ کے عذاب سے بے خوف ہونا (۸۳) علماء اور حفاظ کی توہین و تحقیر کرنا (۸۴) بیوی سے ظہار کرنا (بیوی کو ماں کی پشت سے تشبیہ دینا)۔ بعض علماء نے کبائر کی فہرست میں کچھ اور گناہوں کا بھی ذکر کیا ہے لیکن یہاں اختصار کے پیش نظر اسی فہرست پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

سب سے بڑے گناہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے سوال کیا، یارسول اللہ (ﷺ)! ''اللہ تعالیٰ کے بزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ کہ جس اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے، تم کسی کو اس کا شریک ٹھہراؤ'' پھر اس شخص نے پوچھا ''اس کے بعد سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس خیال سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔''

پھر اس نے پوچھا ''اس کے بعد سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''یہ کہ تم اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرو (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ) سرکار ﷺ کے اسی ارشاد کی تصدیق میں یہ آیت نازل ہوئی (جس کا ترجمہ ہے) وہی بندگان خاص ہیں جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو معبود نہیں ٹھہراتے اور جس جاندار کو قتل کرنا اللہ نے حرام قرار دیا اس کو ناحق قتل نہیں کرتے ہیں (اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ گناہ کے وبال میں پڑے گا)۔ (بخاریؒ و مسلمؒ)

اس حدیث میں چند ایسی باتوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو اخلاق و انسانیت کے اعتبار سے بھی نہایت پستی اور گراوٹ کی علامت ہیں اور شریعت نے بھی ان کو سب سے بڑے گناہوں میں شمار کیا ہے اور جن کا ارتکاب کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب کا مستحق قرار پاتا ہے۔ سب سے بڑا گناہ جس بات کو بتایا گیا ہے وہ کسی کو اپنے خالق اور پروردگار کا

Marfat.com

شریک ٹھہرانا ہے اور ''ان تدعوا لِلّٰہ نِداً'' کی تشریح میں علماء نے لکھا ہے کہ ''شریک ٹھہرانے'' کا مطلب ذات وصفات اور عبادت میں کسی کو اللہ کا ہمسر بنانا ہے مثلاً عبادت و بندگی اور اظہار عبدیت کے جو طریقے اور افعال صرف ذات باری تعالیٰ کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں وہ طریقے اور افعال اللہ کے سوا کسی اور کے لئے بھی اختیار کرنا، یا جس طرح اللہ کو ''یا اللہ'' کہہ کر پکارا جاتا ہے، اسی طرح کسی غیر اللہ کو پکارنا اور یاد کرنا، یا جس طرح اللہ تعالیٰ حاجتوں کو پورا کرنے والا ہے اسی طرح کسی اور کو بھی حاجت رواماں کریوں فریاد کرنا کہ اے فلاں! میری یہ حاجت پوری کر، میری مدد کرو غیرہ وغیرہ۔

دوسرا بڑا گناہ یہ بتایا گیا ہے کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو اس خوف سے موت کے گھاٹ اتار دے کہ وہ میرے سر کا بوجھ بنے گی، اس کو کھلانا پلانا پڑے گا، اور اس کی پرورش اور تربیت کی معاشی ذمہ داریاں برداشت کرنا پڑیں گی، جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں ظالمانہ طریقہ رائج تھا کہ لوگ افلاس کے خوف سے اپنی اولاد کو موت کے گھاٹ اتار دیتے تھے۔

تیسرا بڑا گناہ یہ بتایا گیا ہے کہ کوئی شخص اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرے۔ یوں تو مطلقاً زنا ایک بڑا گناہ ہے اور اس پر سخت سزا مقرر ہے۔ لیکن پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا تو بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ جس طرح کہ مطلقاً ناحق قتل کرنا ایک بڑا گناہ ہے، لیکن اپنی اولاد کو قتل کرنا انتہائی بڑا گناہ ہے۔

والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی قسم کھانا

عن عبداللّٰہِ ابن عمرو قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہُ علیہ وسلم : الکبائر الاشراک باللّٰہِ وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس. ''رواہ البخاری وفی روایۃ انس :وشہادۃُ الزور بدل الیمین الغموسِ. ''متفق علیہ

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی

Marfat.com

کرنا، ناحق کسی کو مار ڈالنا اور جھوٹی قسم کھانا بڑے گناہ ہیں (بخاریؒ) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ''جھوٹی قسم کھانا'' بجائے ''جھوٹی گواہی دینا'' کے الفاظ ہیں۔'' (بخاریؒ و مسلمؒ)

''عقوق'' کے ایک معنی تکلیف دینے کے بھی آتے ہیں۔لہٰذا شریعت نے نہ صرف والدین کی نافرمانی کو بڑا گناہ قرار دیا ہے بلکہ یہ بھی حکم ہے کہ مسلمان ماں باپ کو نہ کوئی اذیت پہنچائی جائے اور نہ ان کو ناحق ستایا جائے۔اسی طرح کافر ماں باپ کو بھی اذیت پہنچانے سے روکا گیا ہے،لیکن ان کو کفر کی لعنت سے نکالنے اور اسلام پر آمادہ کرنے کے لئے ان کے ساتھ تھوڑے بہت سخت برتاؤ کی اجازت ہے۔بشرطیکہ وہ سخت برتاؤ قطعی طور پر ناگزیر ہو اور اخلاق وانسانیت سے گراہوا نہ ہو۔

تفسیر عزیزی میں ارشاد ربانی ''وبالوالدین احسانا'' کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ماں کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کا حکم بطور خاص تین باتوں کو شامل ہے۔اول یہ کہ ان کو کسی قسم کی اذیت نہ پہنچائے،خواہ ہاتھ سے ہو یا زبان وغیرہ سے۔یعنی نہ تو ان کو مار پیٹ کر تکلیف پہنچائے اور نہ ان کے ساتھ بدزبانی و بدکلامی کرے،دوسرے یہ کہ جہاں تک ممکن ہو سکے جان و مال دونوں طرح سے ان کی خدمت کرے۔تیسرے یہ کہ ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اور وہ جس وقت جس ضرورت سے بلائیں فوراً ان کے پاس حاظر ہو جائے۔تاہم علماء نے یہ وضاحت کی ہے کہ والدین کی خدمت کا حکم اس شرط کے ساتھ ہے کہ اگر ماں باپ اولاد کے محتاج ہوں اور اولاد اتنی قوت واستطاعت رکھتی ہو کہ ان کی ہر طرح سے خدمت کر سکے تو ان کی خدمت کرنا اس پر واجب ہے اور اگر یہ صورت ہو کہ والدین اس کے محتاج ہوں اور نہ اولاد اس پر قادر ہے تو اس پر ان کی خدمت واجب نہیں ہے۔اسی طرح والدین کے حکم کی فرمانبرداری کا مسئلہ ہے۔جس کی وضاحت اس طرح ہے کہ اگر وہ اچھے کام کا حکم دیں یا خلاف شرع چیزوں سے روکیں تو ان کی اطاعت کرنا ضروری ہے لیکن اگر وہ خلاف شرع چیزوں کا حکم دیں مثلاً واجبات کو ترک کرنے کے لئے کہیں یا فرض حج کرنے سے روک دیں تو ان چیزوں میں ان کی اطاعت نہ کونی چاہیۓ اگر

Marfat.com

سنت موکدہ کو چھوڑنے کے لئے کہیں مثلاً نماز کی جماعت میں شریک ہونے سے روکیں یا عرفہ کے روزہ کو منع کریں تو اس میں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ اس طرح کا حکم دو ایک مرتبہ مان لینے اور ان کی اطاعت میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن ان چیزوں کی وہ عادت ہی ڈلوا دیں یا ہمیشہ منع کرتے رہیں تو ان کا حکم نہ مانے۔ ہاں اگر وہ کسی نفلی عبادت سے روکیں اور کہیں کہ اس کی بجائے ہماری خدمت میں رہو تو ان کے حکم کی اطاعت کرنی چاہیے۔

''یمین غموس'' اس جھوٹی قسم کو کہتے ہیں جس کا تعلق گذشتہ چیز سے ہو، مثلاً کوئی شخص کسی فعل کے بارے میں اس طرح قسم کھائے کہ ''اللہ کی قسم میں نے فلاں کام نہیں کیا ہے'' حالانکہ حقیقت میں اس نے وہ کام کیا ہے تو یہ ''یمین غموس'' کہلائے گی اس کی سخت ممانعت ہے کیونکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اسی طرح جھوٹی گواہی دینا بھی ایک بہت بڑا گناہ ہے جو اللہ کے سخت عذاب کا مستحق بناتا ہے۔

ہلاک کر دینے والی باتوں سے بچنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لوگو! سات ہلاک کر دینے والی باتوں سے بچو۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! وہ سات ہلاک کرنے والی باتیں کونسی ہیں؟ فرمایا (۱) کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) کسی جان کو مار ڈالنا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے اس کو ناحق قتل کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جہاد کے دن دشمن کو پیٹھ دکھانا (۷) پاکدامن، ایمان والی اور بے خبر عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔''

(بخاریؒ و مسلمؒ)

اسلامی عقائد و نظریات اور بدیہی مسلمات کو دل سے ماننا، زبان سے اقرار کرنا اور عائد شدہ فرائض پر عمل کرنا ایمان ہے اور ان بدیہی مسلمات میں سے کسی بات کا انکار کرنا کفر ہے۔ اب اگر اس کلیہ کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایمان کی صرف ایک ہی صورت

Marfat.com

ہے کہ دین کے بدیہی مسلمات زبان ودل سے مان لئے جائیں اوران پرعمل پیرا ہوا جائے۔ برخلاف اس کے کہ کفر کی صورتیں کئی ہیں اوردین کی بدیہیات میں سے اگرکسی ایک بات کا بھی انکارکردیا جائے خواہ بقیہ سب کااقرار موجود رہے تو بھی کفرعائد ہوجاتا ہے۔ پھرعلماء کی تشریح ہے کہ کفرصرف قول ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ بعض افعال بھی موجب کفر ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ فقہاء ایسے افعال پر بھی کفر کا حکم لگادیتے ہیں جوقلبی و اعتقادی کفر کے صحیح ترجمان سمجھے جاتے ہیں۔

یوں تو کفر کی ہرقسم انسانیت کے دامن پرسب سے بدنما داغ ہے۔لیکن اس کی جو قسم سب سے بدتر ہے وہ شرک ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات،اس کی صفات،اس کی عبادت اوراس کی حدودِعظمت میں کسی کوشریک بنالینا نہ صرف اعتقادی حیثیت سے ایمان واسلام سے صریح بیزاری کا اظہار ہے بلکہ فطرت کے ساتھ ایک بہت بڑاظلم اورعقل ودانش سے سب سے بڑی بغاوت بھی ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ انسان کی تخلیق کرکے اس کی فطرت کوکفر وشرک کی ہرقسم کی آلودگی سے پاک صاف رکھا ہے،اب اگرانسان اپنی فطرت کوشرک کی نجاست سے ملوث کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ اپنی فطرت اوراپنے ضمیر کی صداقت آمیز آواز کا گلاگھونٹ کرمذہب وانسانیت دونوں حیثیت سے تباہی وبربادی کے غارمیں گرتا ہے۔

اس لئے پروردگارعالم کااٹل فیصلہ ہے کہ اس کی بارگاہ میں ہرکوتاہی ولغزش قابل معافی ہوسکتی ہے۔مگرشرک کا جرم ہرگز قابل معافی نہیں ہوگا۔جس کی سخت سے سخت سزا مشرک کوبھگتنی ہوگی اوراللہ تعالیٰ کی پاک جنت میں اس کے لئے کوئی جگہ نہ ہوگی۔ارشاد ربانی ہے:

ان اللّٰہ لایغفران یشرک بہ ویغفرمادون ذالک لمن یشاءُ.

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس جرم کونہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کوشریک ٹھہرایا جائے ہاں اس کے سوااورجس گناہ کوچاہے گا بخش دے گا۔''

شرک انسانی فطرت سے سعادت ونیک بختی کا تخم جڑسے اکھاڑ پھینکتا ہے اور

Marfat.com

انسان کی روحانی ترقی کی تمام استعداد کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے نیز خود قرآن کی نظر میں شرک اللہ تعالیٰ پر سب سے بڑا بہتان اور سب سے بڑھ کر بے دلیل اور خلاف ضمیر بات اور نفس انسان کے لئے ابدی موت ہے۔اس لئے حدیث میں جن ہلاکت خیز باتوں کی نشاندہی کی گئی ہے ان میں شرک کا جرم سرفہرست ہے۔

سب سے پہلا شیطانی عمل شرک ہے

اللہ تعالیٰ نے اہتمام کے ساتھ خطاب کر کے محرمات وممنوعات کی فہرست میں سب سے پہلے یہ ارشاد فرمایا، اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، یعنی سب سے پہلا کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک اور ساجھی نہ سمجھو۔ نہ مشرکین عرب کی طرح بتوں کو خدا بناؤ، نہ یہود ونصاریٰ کی طرح انبیاء کو خدا یا خدا کا بیٹا کہو، نہ دوسروں کی طرح فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دو، نہ جاہل عوام کی طرح انبیاء واولیاء کو صفت علم وقدرت میں اللہ تعالیٰ کے برابر ٹھہراؤ۔

شرک کی تعریف اوراس کی قسمیں

اور تفسیر مظہری میں ہے کہ لفظ شَيْئًا کے معنی یہاں یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ شرک کی کسی قسم جلی یا خفی میں مبتلا نہ ہو، شرک جلی کو تو سب جانتے ہیں کہ کسی غیر اللہ کو عبادت اور اطاعت میں یا اس کی مخصوص صفات میں اللہ تعالیٰ کے برابر یا اس کا ساجھی قرار دینا ہے، اور شرک خفی یہ ہے کہ اپنے کاروبار اور...... دینی دنیوی مقاصد میں اور نفع نقصان میں اگرچہ عقیدہ تو یہی ہو کہ کارساز اللہ تعالیٰ ہے، مگر عملاً دوسروں کو کارساز سمجھے اور ساری کوششیں دوسروں ہی سے وابستہ رکھے، یا عبادات میں ریاکاری کرے کہ دوسروں کو دکھانے کے لئے نماز وغیرہ کو درست کر کے پڑھے، یا صدقہ خیرات نام آوری کے خیال سے کرے، یا عملاً نفع نقصان کا مالک کسی غیر اللہ کو قرار دے، شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مضمون کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

دریں نوعے از شرک پوشیدہ است

Marfat.com

کہ زیدم بہ بخشید و عمرم بخست

یعنی ”اس میں بھی ایک قسم کا شرک چھپا ہوا ہے کہ آدمی یوں سمجھے کہ مجھے زید نے کچھ بخش دیا اور عمر نے نقصان پہنچا دیا۔“

بلکہ حقیقت اس کے سوا نہیں کہ بخشش یا نقصان جو کچھ ہے وہ قادر مطلق حق تعالیٰ کی طرف سے ہے، زید اور عمر پردے ہیں جن کے اندر سے بخشش یا نقصان کا ظہور ہوتا ہے ورنہ جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے کہ اگر ساری دنیا کے جن وانس مل کر تم کو کوئی ایسا نفع پہنچانا چاہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لئے مقدر نہیں فرمایا تو مجال نہیں کہ پہنچا سکیں، اسی طرح اگر سری دنیا کے جن وانس مل کر تم کو کوئی ایسا نقصان پہنچانا چاہیں جو اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا تو یہ بھی کسی سے ممکن نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ شرک جلی اور خفی دونوں سے انتہائی پرہیز کرنا چاہئے، اور شرک میں جس طرح بتوں وغیرہ کی پوجا پاٹ داخل ہے، اسی طرح انبیاء واولیاء کو علم وقدرت وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کے برابر سمجھنا بھی شرک میں داخل ہے۔

اگر خدانخواستہ کسی کا عقیدہ ہی ایسا ہو تو شرک جلی ہے اور عقیدہ نہ ہو مگر عمل اس طرح کا ہے تو شرک خفی کہلائے گا، اس مقام میں سب سے پہلے شرک سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے، وجہ یہ ہے کہ شرک ایسا جرم ہے جس کے متعلق قرآن کا فیصلہ ہے کہ اس کی معافی نہیں، اس کے سوا دوسرے گناہوں کی معافی مختلف اسباب سے ہوسکتی ہے۔

اسی لئے حدیث میں بروایت حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ وحضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ قرار دو، اگرچہ تمھارے ٹکڑے کردیئے جائیں، یا تمھیں سولی پر چڑھا دیا جائے، یا تمھیں زندہ جلا دیا جائے۔

دوسرا شیطانی عمل، والدین سے بدسلوکی

اس کے بعد دوسری چیز یہ ارشاد فرمائی: وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا، یعنی والدین

Marfat.com

کے ساتھ احسان کا معاملہ اور اچھا برتاؤ کرو، مقصد تو اس جگہ یہ ہے کہ والدین کی نافرمانی نہ کرو، ان کو ایذاء نہ پہنچاؤ، مگر حکیمانہ انداز سے بیان اس طرح کیا گیا کہ والدین کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو، اس میں اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ والدین کے حق میں صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ ان کی نافرمانی نہ کرو اور ایذاء نہ پہنچاؤ، بلکہ حُسنِ سُلوک اور نیازمندانہ برتاؤ کے ذریعہ ان کو راضی رکھنا اور خوش کرنا فرض ہے، جس کا بیان دوسری جگہ قرآن کریم میں اس طرح آیا ہے: وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ "یعنی ان کے سامنے اپنے بازو نیازمندانہ طور پر پست کرو۔"

اس آیت میں والدین کو ایذاء پہنچانے اور تکلیف دینے کو شرک کے بعد دوسرے نمبر کا جرم قرار دیا ہے، جیسا کہ دوسری آیت میں ان کی اطاعت اور راحت رسانی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ ملا کر ارشاد فرمایا ہے:

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا.

"یعنی آپ کے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو۔"

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا:

اَنِ اشۡکُرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیۡکَ اِلَیَّ الۡمَصِیۡرُ . (لقمان)

"یعنی میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا اور پھر میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ یعنی اگر خلاف کرو گے تو سزا پاؤ گے۔"

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ انھوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ سب سے افضل اور بہتر عمل کونسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا "نماز کو اس کے وقت (مستحب) میں پڑھنا" فرماتے ہیں کہ میں نے پھر سوال کیا کہ اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ تو فرمایا "والدین کے ساتھ اچھا سلوک۔" پھر پوچھا کہ اس کے بعد کونسا علم ہے؟ فرمایا: "اللہ کے راستہ میں جہاد۔"

صحیح مسلم میں بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ ایک روز رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا رغم انفہٗ رغم انفہٗ رغم انفہٗ، یعنی ذلیل ہوگیا، ذلیل ہوگیا، ذلیل ہوگیا، صحابۂ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ کون ذلیل ہوگیا؟ فرمایا وہ شخص جس نے اپنے ماں باپ کو یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے کے زمانہ میں پایا اور پھر وہ جنت میں داخل نہ ہوا۔

مطلب یہ ہے کہ بڑھاپے کے زمانہ میں والدین کی خدمت سے جنت کا ملنا یقینی ہے بڑا محروم وذلیل ہے وہ شخص جس نے اتنی سستی جنت کو ہاتھ سے کھو دیا، سستی اس لئے کہ والدین جو اولاد پر طبعی طور سے خود ہی مہربان ہوتے ہیں وہ ذرا سی خدمت سے بہت خوش ہو جاتے ہیں، ان کا خوش رکھنا کسی بڑے عمل کا محتاج نہیں، اور بڑھاپے کی قید اس لئے کہ جس وقت والدین تندرست اور قوی ہیں، اور اپنی ضروریات خود پوری کرتے ہیں بلکہ اولاد کی بھی مالی اور جانی امداد کردیتے ہیں اُس وقت تو نہ خدمت کے وہ محتاج ہیں نہ اس خدمت کا کوئی خاص وزن ہے، قابلِ قدر خدمت اس وقت ہی ہوسکتی ہے جبکہ وہ بڑھاپے کی وجہ سے محتاج ہوں۔

تیسرا شیطانی عمل قتلِ اولاد!

تیسری چیز جس کا حرام ہونا ان آیات میں بیان ہوا ہے وہ قتلِ اولاد ہے، اور مناسبت یہ ہے کہ اس سے پہلے ماں باپ کے حق کا بیان تھا جو اولاد کے ذمہ ہے اور اس میں اولاد کے حق کا بیان ہے جو ماں باپ کے ذمہ ہے، اولاد کے ساتھ بدسلوکی کا بدترین معاملہ وہ تھا جو جاہلیت میں اس کو زندہ درگور کرنے یا قتل کرنے کا جاری تھا، اس آیت میں اس سے روکا گیا۔ ارشاد فرمایا: ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاھم، ''یعنی افلاس کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ہم تم کو بھی رزق دیں گے اور ان کو بھی''

جاہلیت کے زمانہ میں بے رحمی اور سنگدلی کی یہ بدترین رسم چل پڑی تھی کہ جس کے گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تو اس کو اس عار کے خوف سے کہ کسی کو داماد بنانا پڑے گا زندہ کو گڑھے میں دفن کردیتے تھے، اور بعض اوقات اس خوف سے کہ اولاد کے لئے ضروریاتِ

Marfat.com

زندگی اور کھانے پینے کا سامان جمع کرنے میں مشکلات پیش آئیں گی، یہ سنگدل لوگ اپنے بچوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیتے تھے، قرآن کریم نے اس رسم کو مٹایا، اور جو ارشاد اوپر مذکور ہوا، اس میں ان کے اس ذہنی مرض کا بھی علاج کر دیا، جس کے سبب وہ اس بدترین جرم کے مرتکب ہوتے تھے کہ بچوں کو کھانا کہاں سے کھلائیں گے، اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بتلا دیا کہ کھانا کھلانے اور رزق پہنچانے کے اصلی ذمہ دار تم نہیں، یہ کام براہِ راست حق تعالیٰ کا ہے، تم خود اپنے رزق اور کھانے میں بھی اسی کے محتاج ہو، وہ دیتا ہے تو تم بچوں کو بھی دیدیتے ہو، وہ اگر تمھیں نہ دے تو تمھاری کیا مجال ہے کہ ایک دانہ گیہوں یا چاول کا خود پیدا کرلو، زمین کے اندر سے بیج کو ایک کونپل کی صورت میں منوں مٹی کو چیر پھاڑ کر نکالنا پھر اس کو درخت کی صورت میں دینا، پھر اس پر پھول پھل لگانا کس کا کام ہے؟ کیا ماں باپ یہ کام کر سکتے ہیں؟ یہ تو سب قادرِ مطلق کی قدرت وحکمت کے کرشمے ہیں، انسان کے عمل کا اس میں کیا دخل ہے وہ تو صرف اتنا کر سکتا ہے کہ زمین کو نرم کر دے اور درخت نکلے تو پانی دیدے، اور اس کی حفاظت کر لے، مگر پھول پھل پیدا کرنے میں تو اس کا ادنیٰ دخل نہیں، معلوم ہوا کہ ماں باپ کا یہ تصور غلط ہے کہ ہم بچوں کو رزق دیتے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کے خزانۂ غیب سے ماں باپ کو بھی ملتا ہے، اولاد کو بھی، اسی لئے اس جگہ ماں باپ کے ذکر کو مقدم کر کے فرمایا کہ ہم تم کو بھی رزق دیں گے اور ان کو بھی، اس تقدیم میں اس کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ تم کو رزق اس لئے دیا جاتا ہے کہ تم بچوں کو پہنچاؤ، جیسا کہ ایک حدیث میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

انما تنصرون وترزقون بضعفاء کم، ......

"یعنی تمھارے کمزور لوگوں کے طفیل میں اللہ تعالیٰ تمھاری بھی مدد فرماتے ہیں اور تمھیں رزق دیتے ہیں۔"

قرآن کریم میں سورۂ اسراء میں بھی یہی مضمون ارشاد فرمایا گیا ہے، مگر وہاں رزق کے معاملہ میں اولاد کو مقدم ذکر فرمایا نحن نرزقھم وایاکم، "یعنی ہم ان کو بھی رزق دیں گے اور تم کو بھی۔" اس میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے کہ رزق دینے کے پہلے مستحق ہمارے

Marfat.com

نزدیک وہ ضعیف بچے جو خود کچھ نہیں کر سکتے، انہی کی خاطر تمھیں رزق دیا جاتا ہے۔

اولاد کی دینی واخلاقی تربیت نہ کرنا بھی ایک طرح سے قتل اولاد ہے

قتل اولاد کا جرم اور سخت گناہ ہونا جو اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے وہ ظاہری قتل کرنے اور مار ڈالنے کے لئے تو ظاہر ہی ہے، اور غور کیا جائے تو اولاد کو تعلیم و تربیت نہ دینا جس کے نتیجہ میں خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرت کی فکر سے غافل رہے، بداخلاقیوں اور بے حیائیوں میں گرفتار ہو یہ بھی قتل اولاد سے کم نہیں، قرآن کریم نے اس شخص کو مردہ قرار دیا ہے جو اللہ کو نہ پہچانے، اور اس کی اطاعت نہ کرے، آیت افمن کان میتا فاحییناہ میں اسی کا بیان ہے، جو لوگ اپنی اولاد کے اعمال واخلاق کے درست کرنے پر توجہ نہیں دیتے ان کو آزاد چھوڑتے ہیں یا ایسی غلط تعلیم دلاتے ہیں جس کے نتیجہ میں اسلامی اخلاق تباہ ہوں وہ بھی ایک حیثیت سے قتل اولاد کے مجرم ہیں، اور ظاہری قتل کا اثر تو صرف دنیا کی چندروزہ زندگی کو تباہ کرتا ہے، یہ قتل انسان کی اخروی اور دائمی زندگی کو تباہ کر دیتا ہے۔

چوتھا حرام بے حیائی کا کام ہے

چوتھی چیز جس کے حرام ہونے کا ان آیات میں بیان ہے وہ بے حیائی کے کام ہیں، اس کے متعلق ارشاد فرمایا ولا تقربوا الفواحش ماظھر منھا وما بطن، یعنی بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں اُن کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ۔

فَوَاحش، فاحشہ کی جمع ہے، اور لفظ فحش، فحشاء اور فاحشہ سب مصدر ہیں، جن کا اردو میں ترجمہ بے حیائی سے کیا جاتا ہے، اور قرآن وحدیث کی اصطلاح میں ہر ایسے بُرے کام کے لئے یہ الفاظ بولے جاتے ہیں جس کی برائی اور فساد کے اثرات برے ہوں اور دور تک پہنچیں، امام راغبؒ نے ...... مفردات القرآن میں اور ابن اثیرؒ نے نہایہ میں یہی معنی بیان فرمائے ہیں، قرآن کریم میں جا بجا فحش اور فحشاء کی ممانعت وارد ہوئی ہے ایک آیت میں ارشاد ہے ینھی عن الفحشاء والمنکر، ایک جگہ ارشاد ہے حرم ربی الفواحش وغیرہ۔

Marfat.com

فحش اور فحشاء کے اس مفہوم عام میں تمام بڑے گناہ داخل ہیں خواہ اقوال سے متعلق ہوں یا افعال سے اور ظاہر سے متعلق ہوں یا باطن اور قلب سے، بدکاری اور بے حیائی کے جتنے کام ہیں وہ بھی سب اس میں داخل ہیں، اسی لئے عام زبانوں پر یہ لفظ بدکاری کے معنی میں بولا جاتا ہے، قرآن کی اس آیت میں فواحش کے قریب جانے سے بھی روکا گیا ہے، اس کو اگر مفہوم عام میں لیا جائے تو تمام بری خصلتیں اور گناہ خواہ زبان کے ہوں خواہ ہاتھ پاؤں وغیرہ کے، اور خواہ دل سے متعلق ہوں، سبھی اس میں داخل ہو گئے، اور اگر مشہور عوام معنی بے حیائی کے لئے جاویں تو اس کے معنی بدکاری اور اس کے مقدمات اور اسباب مراد ہوں گے۔

ظاہری و باطنی شیطانی اعمال

پھر اسی آیت میں فواحش کی تفسیر میں یہ بھی فرمادیا ماظهر منها وما بطن، پہلی تفسیر کے مطابق ظاہری فواحش سے زبان اور ہاتھ پاؤں وغیرہ کے تمام گناہ مراد ہوں گے، اور باطنی فواحش سے مراد وہ گناہ ہوں گے جو دل سے متعلق ہیں، جیسے حسد، کینہ، حرص، ناشکری، بے صبری وغیرہ۔

اور دوسری تفسیر کے مطابق ظاہری فواحش سے مراد وہ بے حیائی کے کام ہوں گے جن کو علانیہ کیا جاتا ہے، اور باطنی وہ جو چھپا کر کئے جاویں، کھلی بدکاری میں اس کے مقدمات ولوازمات سب داخل ہیں، بدنیتی سے کسی عورت کی طرف دیکھنا، ہاتھ وغیرہ سے چھونا، اس سے اس طرح کی باتیں کرنا سب اس میں داخل ہیں، اور باطنی بے حیائی میں وہ خیالات اور ارادے اور ان کو پورا کرنے کی خفیہ تدبیریں داخل ہیں جو کسی بے حیائی اور بدکاری کے سلسلہ میں عمل میں لائی جائیں۔

اور بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ ظاہری فواحش سے وہ بے حیائی کے کام مراد ہیں جن کا برا ہونا عام طور پر مشہور و معلوم ہے اور سب جانتے ہیں، اور باطنی فواحش سے مراد وہ افعال ہیں جو اللہ کے نزدیک بے حیائی کے کام ہیں، اگرچہ عام طور پر اُن کو لوگ برا

Marfat.com

نہیں جانتے یا عام لوگوں کو ان کا حرام ہونا معلوم نہیں، مثلاً بیوی کو تین طلاق دینے کے بعد بیوی بنا کر رکھ چھوڑا یا کسی ایسی عورت سے نکاح کر لیا جو شرعاً اس کے لئے حلال نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت فواحش کے اصل مفہوم کے اعتبار سے تمام ظاہری اور باطنی گناہوں کو اور مشہور عام مفہوم کے اعتبار سے بدکاری و بے حیائی کے جتنے طریقے کھلے یا چھپے ہوئے ہیں ان سب کو شامل ہے، اور حکم اس میں یہ دیا گیا ہے کہ ان چیزوں کے پاس بھی نہ جاؤ، پاس نہ جانے سے مراد یہ ہے کہ ایسی مجلسوں اور ایسے مقامات سے بھی بچو جہاں جا کر اس کا خطرہ ہو کہ ہم گناہ میں مبتلا ہو جائیں گے، اور ایسے کاموں سے بھی بچو جن سے ان گناہوں کا راستہ نکلتا ہو، حدیث میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من حام حول حمی اوشک ان یقع فیه،

''یعنی جو شخص کسی ممنوع جگہ کے گرد گھومتا ہے تو کچھ بعید نہیں کہ وہ اس میں داخل بھی ہو جائے۔''

اس لئے احتیاط کا مقتضیٰ یہی ہے کہ جس جگہ کا داخلہ ممنوع ہے اس جگہ کے ارد گرد بھی نہ پھرے۔

پانچواں شیطانی عمل قتلِ ناحق ہے

محرمات میں سے پانچویں چیز قتل ناحق ہے، اس کے متعلق ارشاد فرمایا ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق، ''یعنی جس شخص کا خون اللہ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو ہاں مگر حق پر۔'' اور اس حق کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں بیان فرمائی ہے جو بروایت عبداللہ بن مسعودؓ بخاری و مسلم نے نقل کی ہے وہ یہ کہ آپ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں، مگر تین چیز دل سے، ایک یہ کہ وہ شادی شدہ ہونے کے باوجود بدکاری میں مبتلا ہو جائے، دوسرے یہ کہ اس نے کسی کو ناحق قتل کر دیا ہو، اس کے قصاص میں مارا جائے، تیسرے یہ کہ اپنا دین حق چھوڑ کر مرتد ہو گیا ہو۔

حضرت عثمان غنیؓ جس وقت باغیوں کے نرغہ میں محصور تھے، اور یہ لوگ ان کو

Marfat.com

قتل کرنا چاہتے تھے اس وقت بھی حضرت عثمان ﷛ نے لوگوں کو یہ حدیث سُنا کر کہا کہ بحمد اللہ میں ان تینوں چیزوں سے ...... بری ہوں، میں نے زمانہ اسلام میں تو کیا زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی بدکاری نہیں کی، اور نہ میں نے کسی کو قتل کیا، اور نہ کبھی میرے دل میں یہ وسوسہ آیا کہ میں اپنے دین اسلام کو چھوڑ دوں، پھر تم مجھے کس بناء پر قتل کرتے ہو؟

اور بے وجہ قتل کرنا جیسے مسلمان کا حرام ہے اسی طرح اس غیر مسلم کا قتل بھی ایسا ہی حرام ہے جو کسی اسلامی ملک میں ملک کے قانون کا پابند ہو کر رہتا ہے، یا جس سے مسلمانوں کا معاہدہ ہے۔

ترمذی اور ابن ماجہ میں بروایت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ جو کسی ذمی غیر مسلم کو قتل کر دے اس نے اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑ دیا، اور جو شخص اللہ کے عہد کو توڑ دے وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا، حالانکہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت تک پہنچتی ہے۔

اس ایک آیت میں دس میں سے پانچ حرام و ناجائز چیزوں کا بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا ذٰلکم وصّٰکم بہ لعلّکم تعقلون، ”یعنی ان چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔“

چھٹا شیطانی عمل یتیم کا مال ناجائز طور پر کھانا

دوسری آیت میں چھٹا حکم یتیم کا مال ناجائز طور پر کھانے کی حرمت کے متعلق ارشاد فرمایا:

ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن حتی یبلغ اشدہ

”یعنی یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سنِ بلوغ کو پہنچ جائے۔“

اس میں یتیم نابالغ بچوں کے ولی اور پالنے والے کو خطاب ہے، کہ وہ ان کے

Marfat.com

مال کو ایک آگ سمجھیں اور ناجائز طور پر اس کے کھانے اور لینے کے پاس بھی نہ جائیں، جیسا کہ دوسری ایک آیت میں انہی الفاظ کے ساتھ آیا ہے، کہ جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر ظلماً کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔

البتہ یتیم کے مال کی حفاظت کرنا اور کسی ایسی جائز تجارت یا کاروبار میں لگا کر بڑھانا جس میں نقصان کا خطرہ عادۃً نہ ہو، یہ طریقہ مستحسن اور ضروری ہے، یتیموں کے ولی کو ایسا کرنا چاہئے۔

اس کے بعد مالِ یتیم کی حفاظت کی ذمہ داری کی حد بتلادی حتی یبلغ اشدہ، یعنی یہاں تک کہ وہ اپنے سب بلوغ کو پہنچ جائے تو ولی کی ذمہ داری ختم ہوگئی، اس کا مال اس کے سپرد کر دیا جائے۔

لفظ اشد کے اصلی معنی قوت کے ہیں، راس کی ابتداء جمہور علماء کے نزدیک بالغ ہو جانے سے ہو جاتی ہے، جس وقت بچہ میں آثارِ بلوغ پائے جائیں یا اس کی عمر پندرہ سال کی پوری ہو جائے، اس وقت اس کو شرعاً بالغ قرار دیا جائے گا۔

البتہ بالغ ہو جانے کے بعد یہ دیکھا جائے گا کہ اس میں اپنے مال کی حفاظت اور صحیح مصرف میں خرچ کرنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی ہے یا نہیں، اگر صلاحیت دیکھی جائے تو بالغ ہوتے ہی اس کا مال اس کے سپرد کر دیا جائے، اور اگر یہ صلاحیت ابھی اس میں موجود نہیں تو پچیس سال کی عمر تک مال کی حفاظت ولی کے ذمہ ہے، اس درمیان میں جس وقت بھی اس کو مال کی حفاظت اور کاروبار کی لیاقت پیدا ہو جائے تو مال اس کو دیا جا سکتا ہے، اور اگر پچیس سال تک بھی اس میں یہ صلاحیت پیدا نہ ہو تو پھر امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کا مال بہر حال اس کو دے دیا جائے، بشرطیکہ اس کی یہ عدم صلاحیت دیوانگی اور جنون کی حد تک نہ پہنچی ہو، اور بعض ائمہ کے نزدیک اس وقت بھی مال اس کو سپرد نہ کیا جائے، بلکہ قاضی شرعی اس کے مال کی حفاظت کسی ذمہ دار آدمی کے سپرد کر دے۔

یہ مضمون قرآن مجید کی ایک دوسری آیت سے ماخوذ ہے، جس میں فرمایا ہے:

فان انستم منهم رشدا فادفعوا اليهم اموالهم،

Marfat.com

یعنی یتیم بچوں میں بالغ ہونے کے بعد اگر تم یہ صلاحیت دیکھو کہ وہ اپنے مال کی خود حفاظت کر سکتے ہیں اور کسی کاروبار میں لگا سکتے ہیں تو ان کا مال ان کے سپرد کردو۔

اس آیت نے بتلایا کہ صرف بالغ ہونا مال سپرد کرنے کے لئے کافی نہیں، بلکہ مال کی حفاظت اور کاروبار کی قابلیت شرط ہے۔

ساتواں شیطانی عمل ناپ تول میں کمی!

ساتواں حکم اس آیت میں ناپ تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرنے کا ہے انصاف کا مطلب یہ ہے کہ دینے والا دوسرے فریق کے حق میں کوئی کمی نہ کرے اور لینے والا اپنے حق سے زیادہ نہ لے۔ (روح المعانی)

چیزوں کے لین دین میں ناپ تول میں کمی زیادتی کو قرآن نے شدید حرام قرار دیا ہے، اور اس کے خلاف کرنے والوں کے لئے سورۂ مطففین میں سخت وعید آئی ہے۔

مفسر القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جو تجارت میں ناپ تول کا کام کرتے ہیں خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ ناپ اور تول یہ وہ کام ہیں جن میں بے انصافی کرنے کی وجہ سے تم سے پہلے کئی امتیں عذابِ الٰہی کے ذریعے تباہ ہو چکی ہیں (تم اس میں پوری احتیاط سے کام لو) (تفسیر ابن کثیر)

مقررہ ڈیوٹی میں کوتاہی کرنا

یاد رہے کہ ناپ تول کی کمی جس کو قرآن میں تطفیف کہا گیا ہے صرف ڈنڈی مارنے اور کم ناپنے کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ کسی کے ذمہ دوسرے کا جو حق ہے اس میں کمی کرنا بھی تطفیف میں داخل ہے جیسا کہ مؤطا امام مالکؒ میں حضرت عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کو نماز کے ارکان میں کمی کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ تو نے تطفیف کردی یعنی جو حق واجب تھا وہ ادا نہیں کیا، اس کو نقل کر کے امام مالکؒ فرماتے ہیں لکل شیٔ وفاءٌ وتطفیف، یعنی حق کا پورا دینا اور کمی کرنا ہر چیز میں ہوتا ہے، صرف ناپ تول میں ہی نہیں۔

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ جو ملازم اپنی ڈیوٹی پوری نہیں کرتا، وقت چراتا ہے، یا کام میں کوتاہی کرتا ہے، وہ کوئی وزیر وامیر ہو یا معمولی ملازم، اور وہ کوئی دفتری کام کرنے والا یا علمی اور دینی خدمت، جو حق اس کے ذمہ ہے اس میں کوتاہی کرے تو وہ بھی مطففین میں داخل ہے، اسی طرح مزدور جو اپنی مقررہ خدمت میں کوتاہی کرے وہ بھی اس میں داخل ہے۔

اس کے بعد فرمایا لاتکلف نفسا الا وسعھا، ''یعنی ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ کسی چیز کا حکم نہیں دیتے۔'' بعض روایاتِ حدیث میں اس کا یہ مطلب بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص اپنے حدِ اختیار تک ناپ تول کا پورا پورا حق ادا کرے تو اگر اس کے باوجود غیر اختیاری طور پر کوئی معمولی کمی بیشی ہو جائے تو وہ معاف ہے، کیونکہ وہ اس کی قدرت واختیار سے خارج ہے۔

اور تفسیر مظہری میں ہے کہ اس جملہ کا اضافہ کرنے سے اشارہ اس طرف ہے کہ ادائے حق کے وقت احتیاط اس میں ہے کہ کچھ زیادہ دے دیا جائے، تاکہ کمی کا شبہ نہ رہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے ہی موقع پر وزن کرنے والے کو حکم دیا کہ زِن وارجع. ''یعنی تولو اور جھکتا ہوا تولو'' (احمد ابوداؤد، ترمذی، بروایت سوید بن قیسؓ)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عام عادت یہی تھی کہ جس کسی کا کوئی حق آپؐ کے ذمہ ہوتا، تو اس کے ادا کرنے کے وقت .... اس کے حق سے زائد ادا فرمانے کو پسند فرماتے تھے، اور بخاری کی ایک حدیث میں بروایت جابر رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

> ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت کرے جو بیچنے کے وقت بھی نرم ہو کہ حق سے زیادہ دے اور خریدنے کے وقت بھی نرم ہو کہ حق سے زیادہ نہ لے، بلکہ کچھ معمولی کمی بھی ہو تو راضی ہو جائے۔''

مگر یہ حکم اخلاقی ہے کہ دینے میں زیادہ دے اور لینے میں کم بھی ہو تو جھگڑا نہ کرے، قانونی چیز نہیں کہ آدمی ایسا کرنے پر مجبور ہو، اسی بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے قرآن میں یہ ارشاد فرمایا کہ ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ چیز کا حکم نہیں دیتے، یعنی

Marfat.com

دوسرے کو اس کے حق سے زیادہ ادا کرنا اور اپنے حق میں کمی پر راضی ہو جانا کوئی جبری حکم نہیں، کیونکہ عام لوگوں کو ایسا کرنا آسان نہیں۔

آٹھواں شیطانی عمل ظلم ہے

ارشاد فرمایا و اذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذاقربیٰ، ''یعنی جب تم بات کہو تو حق کی کہو، اگرچہ وہ اپنا رشتہ دار ہی ہو۔'' اس جگہ کسی خاص بات کا ذکر نہیں، اسی لئے جمہور مفسرین کے نزدیک یہ ہر قسم کی بات کو شامل ہے، خواہ وہ بات کسی معاملہ کی گواہی ہو یا حاکم کی طرف سے فیصلہ یا آپس میں مختلف قسم کی گفتگوان سب میں ارشادِ قرآنی یہ ہے کہ ہر جگہ ہر حال بات کرتے ہوئے حق وانصاف کا خیال رہنا چاہئے، کسی مقدمہ کی گواہی یا فیصلہ میں حق وانصاف قائم رکھنے کے معنی ظاہر ہیں، کہ گواہ کو جو بات یقینی طور پر معلوم ہے وہ اپنی طرف سے کسی لفظ کی کمی بیشی کئے بغیر جتنا معلوم ہے صاف صاف کہہ دے، اپنی اٹکل اور گمان کو دخل نہ دے، اور اس کی فکر نہ کرے کہ اس سے کس کو فائدہ پہنچے گا، اور کس کو نقصان، اسی طرح کسی مقدمہ کا فیصلہ کرنا ہے تو گواہوں کو شرعی اصول پر جانچنے کے بعد جو کچھ ان کی شہادت سے نیز دوسری قسم کے قرائن سے ثابت ہو اس کے مطابق فیصلہ کرے، گواہی اور فیصلہ دونوں میں نہ کسی کی دوستی اور محبت حق بات کہنے سے مانع ہو، اور نہ کسی کی دشمنی اور مخالفت، اسی لئے اس جگہ یہ جملہ بڑھایا گیا ولو کان ذاقربیٰ، یعنی اگرچہ وہ آدمی جس کے مقدمہ کی شہادت دینا یا فیصلہ کرنا ہے وہ تمہارا رشتہ دار ہی ہو تب بھی حق وانصاف کو نہ گواہی میں ہاتھ سے جانے دو اور نہ فیصلہ میں۔

مقصود اس آیت میں جھوٹی گواہی اور حق کے خلاف فیصلہ سے روکنا ہے، جھوٹی گواہی کے متعلق ابوداؤد اور ابن ماجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ:

> ''جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے، تین مرتبہ فرمایا، اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور حنفاء للّٰہ غیر مشرکین بہ یعنی بت پرستی کے گندہ عقیدہ سے بچو اور جھوٹ

Marfat.com

بولنے سے، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتے ہوئے۔"

اسی طرح حق کے خلاف فیصلہ کرنے کے بارے میں ابو داؤد نے بروایت حضرت بریدہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ:

"قاضی (یعنی مقدمات کا فیصلہ کرنے والے) تین قسم کے ہیں، ان میں سے ایک جنت میں جائے گا، اور دو جہنم میں، جس نے معاملہ کی تحقیق شریعت کے موافق کر کے حق کو پہچانا پھر حق کے مطابق فیصلہ کیا وہ جنتی ہے اور جس نے تحقیق کر کے حق بات کو جان تو لیا، مگر جان بوجھ کر فیصلہ اس کے خلاف کیا وہ دوزخی ہے، اور اسی طرح وہ قاضی جس کو علم نہ ہو یا تحقیق اور غور فکر میں کمی کی اور جہالت سے کوئی فیصلہ دے دیا وہ بھی جہنم میں جائے گا"

قرآن مجید کی دوسری آیات میں اسی مضمون کو اور بھی زیادہ وضاحت اور تاکید سے بیان فرمایا گیا ہے کہ شہادت یا فیصلہ میں کسی کی دوستی، قرابت اور تعلق کا یا دشمنی اور مخالفت کا کوئی اثر نہ ہونا چاہئے، جیسے کہ ایک جگہ ارشاد ہے: ولو علی انفسکم اوِ الوالدین والاقربین، "یعنی حق بات اگرچہ خود تمھارے خلاف ہو یا والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے خلاف ہو اس کے کہنے میں رکاوٹ نہ ہونی چاہئے"

اسی طرح ایک دوسری آیت میں حکم ہے: ولا یجرمنکم شنئان قوم علیٰ ان لا تعدلوا، "یعنی کسی قوم کی دشمنی تمھیں انصاف کے خلاف گواہی دینے یا فیصلہ کرنے پر آمادہ نہ کر دے" اور گواہی اور فیصلہ کے علاوہ آپس کی گفتگوؤں میں حق و انصاف قائم رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں جھوٹ نہ بولے، کسی کی غیبت نہ کرے، ایسی بات نہ بولے جس سے دوسروں کو تکلیف پہنچے، یا کسی کو جانی یا مالی نقصان پہنچے۔

نواں شیطانی عمل عہد شکنی

نواں حکم اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرنے اور عہد شکنی سے بچنے کا ہے، ارشاد فرمایا: وبعهد الله اوفوا، "یعنی اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو۔" اللہ کے عہد سے

Marfat.com

مراد وہ عہد بھی ہوسکتا ہے جو ازل میں ہر انسان سے لیا گیا جس میں سب انسانوں سے کہا گیا تھا الست بربکم، ''کیا میں تمھارا پروردگار نہیں ہوں؟'' سب نے جواب دیا بلیٰ، ''یعنی بلاشبہ آپ ہمارے پروردگار ہیں۔'' اس عہد کا مقتضیٰ یہی ہے کہ پروردگار کے کسی حکم کی سرتابی نہ کریں، جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کو سارے کاموں سے مقدم اور اہم جانیں، اور جن کاموں سے منع فرمایا ہے اُن کے پاس بھی نہ جائیں، اور ان کے شبہات سے بھی بچتے رہیں، خلاصہ اس عہد کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت کریں۔

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ خاص خاص عہد جن کا ذکر قرآن کے مختلف مواقع میں فرمایا گیا ہے...... مراد ہوں، اور انہی میں سے یہ تین آیتیں بھی ہیں جن کی تفسیر آپ دیکھ رہے ہیں (جن میں دس احکام تاکید کے ساتھ بیان فرمائے گئے ہیں)۔

علماء نے فرمایا کہ اس عہد میں نذر اور منت کا پورا کرنا بھی داخل ہے جو ایک انسان اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرتا ہے کہ فلاں کام کروں گا یا نہیں کروں گا، (قرآن مجید کی ایک دوسری آیت میں اس کو صراحۃً بھی ذکر فرمایا ہے یوفون بالنذر، ''یعنی اللہ کے نیک بندے اپنی منتوں کو پورا کیا کرتے ہیں۔''

(خلاصہ یہ ہے کہ یہ نواں حکم شمار میں تو نواں حکم ہے، مگر حقیقت کے اعتبار سے تمام احکام شرعیہ واجبات اور ممنوعات سب پر حاوی ہے)۔

Marfat.com

بدعت اور اس کی خرابیاں

بدعت کی تعریف

اصل لغت میں بدعت ہر نئی چیز کو کہتے ہیں خواہ عبادات سے متعلق ہو یا عادات سے، اور اصطلاحِ شرع میں ہر ایسے نو ایجاد طریقۂ عبادت کو بدعت کہتے ہیں جو زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدینؓ کے بعد اختیار کیا گیا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے عہد مبارک میں اس کا داعیہ اور سبب موجود ہونے کے باوجود نہ قولاً ثابت ہو نہ فعلاً نہ صراحۃً نہ اشارۃً، بدعت کی یہ تعریف علامہ برکوئی کی کتاب ''الطریقۃ المحمدیہ'' اور علامہ شاطبی کی کتاب الاعتصام سے لی گئی ہے۔

اس تعریف سے معلوم ہوا کہ عادات اور دنیوی ضروریات کے لئے جو نئے نئے آلات اور طریقے روزمرہ ایجاد ہوتے رہتے ہیں ان کا شرعی بدعت سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ وہ بطور عبادت اور بہ نیت ثواب نہیں کیے جاتے، یہ سب جائز اور مباح ہیں بشرطیکہ وہ کسی شرعی حکم کے مخالف نہ ہوں۔ نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو عبادات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرامؓ سے قولاً ثابت ہو یا فعلاً، صراحۃً یا اشارۃً وہ بھی بدعت نہیں ہو سکتی۔

نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جس کام کی ضرورت عہدِ رسالت میں موجود نہ تھی بعد میں کسی دینی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پیدا ہو گئی، وہ بھی بدعت میں داخل نہیں، جیسے مروّجہ مدارسِ اسلامیہ اور تعلیمی تبلیغی انجمنیں اور دینی نشر و اشاعت کے ادارے اور قرآن و

Marfat.com

حدیث کے لئے صرف ونحو اور ادب عربی اور فصاحت و بلاغت کے فنون یا مخالفِ اسلام فرقوں کا رَد کرنے کیلئے منطق اور فلسفہ کی کتابیں یا جہاد کے لئے جدید اسلحہ اور جدید طریقِ جنگ کی تعلیم وغیرہ کہ یہ سب چیزیں ایک حیثیت سے عبادت بھی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے عہد میں موجود بھی نہ تھیں مگر پھر بھی ان کو بدعت اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ ان کا سبب داعی اور ضرورت اس عہد مبارک میں موجود نہ تھی۔ بعد میں جیسی جیسی ضرورت پیدا ہوتی گئی علماء امت نے اس کو پورا کرنے کے لئے مناسب تدبیریں اور صورتیں اختیار کرلیں۔

اس کو یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ سب چیزیں نہ اپنی ذات میں عبادت ہیں نہ کوئی ان کو اس خیال سے کرتا ہے کہ ان میں زیادہ ثواب ملے گا بلکہ وہ چیزیں عبادت کا ذریعہ اور مقدمہ ہونے کی حیثیت سے عبادت کہلاتی ہیں گویا یہ احداث فی الدین نہیں بلکہ احداث للدین ہے۔ اور احادیث میں ممانعت احداث فی الدین کی آئی ہے احداث للدین کی نہیں یعنی کسی منصوص دینی مقصد کو پورا کرنے کے لیے بضرورت زمان ومکان کوئی نئی صورت اختیار کرلینا ممنوع نہیں۔

اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جن کاموں کی ضرورت عہدِ رسالت میں اور زمان مابعد میں یکساں ہے، ان میں کوئی ایسا طریقہ ایجاد کرنا، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے ثابت نہیں۔ اس کو بدعت کہا جائے گا اور یہ ازروئے قرآن وحدیث ممنوع وناجائز ہوگا۔

مثلاً درود وسلام کے وقت کھڑے ہوکر پڑھنے کی پابندی، فقراء کو کھانا کھلا کر ایصالِ ثواب کرنے کے لئے مختلف سورتیں پڑھنے کی پابندی، نماز باجماعت کے بعد پوری جماعت کے ساتھ کئی کئی مرتبہ دعا مانگنے کی پابندی، ایصالِ ثواب کے لئے تیجہ، چہلم وغیرہ کی پابندی، رجب وشعبان وغیرہ کی متبرک راتوں میں خود ایجاد قسم کی نمازیں اور ان کے لئے چراغاں وغیرہ اور پھر ان خود ایجاد چیزوں کو فرض وواجب کی طرح سمجھنا ان میں شریک نہ ہونے والوں پر ملامت اور لعن طعن کرنا وغیرہ۔

Marfat.com

ظاہر ہے کہ درود وسلام، صدقہ خیرات، اموات کو ایصالِ ثواب، متبرک راتوں میں نماز وعبادت، نمازوں کے بعد دعا، یہ سب چیزیں عبادات ہیں، ان کی ضرورت جیسے آج ہے ایسے ہی عہدِ صحابہ کرامؓ میں بھی تھی۔ ان کے ذریعہ ثواب آخرت اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کا ذوق وشوق جیسے آج کسی نیک بندے کو ہوسکتا ہے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کو ان سب سے زائد تھا۔ کون دعویٰ کرسکتا ہے کہ اس کو صحابہ کرامؓ سے زائد ذوقِ عبادت اور شوقِ رضاءِ الٰہی حاصل ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

کل عبادة لم يتبعدها اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا تعبدوها فان الاول لم يدع للاٰخرة مقالا فاتقوا اللّٰه يا معشر المسلمين وخذوا بطريق من كان قبلكم.

یعنی جو عبادت صحابہ کرامؓ نے نہیں کی وہ عبادت نہ کرو کیونکہ پہلے لوگوں نے پچھلوں کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی جس کو یہ پورا کریں، اے مسلمانو! خدا تعالیٰ سے ڈرو اور پہلے لوگوں کے طریقے کو اختیار کرو اور اسی مضمون کی روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ (اعتصام للشاطبی ص ۳۱۰)

بدعت کے ناجائز اور ممنوع ہونے کی وجوہات

اب دیکھنا یہ ہے کہ جب یہ سب کام عہد رسالت میں بھی عبادت کی حیثیت سے جاری تھے تو ان کے ایسے طریقے اختیار کرنا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے اختیار نہیں کیے ان کا فلسفہ اور حکمت کیا ہے، کیا یہ مقصد ہے کہ ان عبادات کے یہ نئے طریقے معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو معلوم نہ تھے؟ آج ان دعوے داروں پر انکشاف ہوا ہے اس لیے انہوں نے اختیار نہیں کیے یہ کر رہے ہیں۔

Marfat.com

دین میں کوئی بدعت نکالنا رسول اللہ ﷺ پر خیانت کی تہمت لگانا ہے

اور اگر کہا جائے کہ ان کو معلوم تھے مگر لوگوں کو نہیں بتلایا تو کیا یہ معاذ اللہ ان حضرات پر دین میں بخل و خیانت اور تبلیغ رسالت کے فرائض میں کوتاہی کا الزام نہیں ہے۔ اسی لیے حضرت امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کوئی بدعت ایجاد کرتا ہے وہ گویا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ اللہ رسالت میں خیانت کی کہ پوری بات نہیں بتلائی۔

بدعت نکالنا یہ دعویٰ کرنا ہے کہ دین عہدِ رسالت میں مکمل نہیں ہوا تھا

ایک طرف تو قرآن کا یہ اعلان الیوم اکملت لکم دینکم یعنی میں نے آج تم پر تمہارا دین مکمل کر دیا، دوسری طرف عبادات کے نئے نئے طریقے نکال کر عملاً یہ دعویٰ کہ شریعت اسلام کی تکمیل آج ہو رہی ہے، کیا کوئی مسلمان جان بوجھ کر اس کو قبول کر سکتا ہے؟

اس لیے یقین کیجئے کہ عبادات کا جو طریقہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اختیار نہیں کیا وہ دیکھنے میں کتنا ہی دلکش اور بہتر نظر آئے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اچھا نہیں اُسی کو حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ مالم یکن یومئذ دینا لا یکون الیوم دینا یعنی جو کام اس زمانہ میں دین نہیں تھا، وہ آج بھی دین نہیں کہا جا سکتا۔ انہوں نے ان طریقوں کو معاذ اللہ نہ تو ناواقفیت کی بنا پر چھوڑا تھا نہ سُستی یا غفلت کی بنا پر بلکہ ان کو غلط اور مُضر سمجھ کر چھوڑا تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جو ثانی فاروقِ اعظمؓ سمجھے جاتے تھے انہوں نے یہی مضمون اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے۔

آج اگر کوئی شخص نماز تین کے بجائے چار رکعت اور صبح کی دو کے بجائے تین یا چار پڑھنے لگے یا روزہ مغرب تک رکھنے کے بجائے عشاء کے بعد تک رکھے تو ہر سمجھ دار مسلمان اس کو بُرا اور غلط اور ناجائز کہے گا۔ حالانکہ اس غریب نے بظاہر کوئی گناہ کا کام نہیں کیا کچھ تسبیحات زیادہ پڑھیں کچھ اللہ کا نام زیادہ لیا، پھر اس کو باتفاق بُرا اور ناجائز سمجھا گیا

Marfat.com

صرف اسی لیے نہیں کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے اور سکھلائے ہوئے طریقۂ عبادت پر زیادتی کر کے عبادت کی صورت بدل ڈالی اور ایک طرح سے اس کا دعویٰ کیا کہ شریعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل نہیں کیا تھا، اس نے کیا ہے۔ یا معاذ اللہ آپؐ نے ادائے امانت میں کوتاہی اور خیانت برتی ہے کہ یہ نئے اور مفید طریقہائے عبادت لوگوں کو نہیں بتلائے۔

اب غور کیجئے کہ نماز کی رکعات تین کے بجائے چار پڑھنے میں اور نمازوں دعاؤں، درود و سلام کے ساتھ ایسی شرطیں اور طریقے اضافہ کرنے میں کیا فرق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے منقول نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عباداتِ شرعیہ میں اپنی طرف سے قیدوں، شرطوں کا اضافہ شریعت محمدیہ کی ترمیم اور تحریف ہے۔ اس لئے اس کو شدت کے ساتھ روکا گیا ہے۔

بدعت تحریفِ دین کا راستہ ہے

بدعت کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر عبادات میں اپنی طرف سے قیدیں، شرطیں اور نئے نئے طریقے ایجاد کرنے کی اجازت دے دی جائے تو دین کی تحریف ہو جائے گی، کچھ عرصہ کے بعد یہ بھی پتہ نہ لگے گا کہ اصل عبادت جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی تھی کیا اور کیسی تھی۔ پچھلی امتوں میں تحریفِ دین کی سب سے بڑی وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے اپنی کتاب اور اپنے پیغمبر کی بتلائی ہوئی عبادات میں اپنی طرف سے عبادات کے نئے نئے طریقے نکال لیے اور ان کی رسم چل پڑی کچھ عرصہ کے بعد اصل دین اور نو ایجاد چیزوں میں کوئی امتیاز نہ رہا۔

شریعتِ اسلام میں نفل کو فرض سے جدا کرنے کا حکم

شریعتِ اسلام نے چونکہ ہر فتنہ کے دروازہ کو بند اور فساد دین کے راستہ کو روکا ہے، اسی لئے اس کا بھی خاص اہتمام فرمایا کہ فرائض اور نوافل میں پورا امتیاز رہے، حقیقت کے اعتبار سے بھی اور صورت کے اعتبار سے بھی۔ نمازوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اور صحابہ کرامؓ کا تو یہ معمول رہا کہ مسجد میں صرف فرض نماز جماعت سے ادا فرماتے۔ باقی نوافل اور سنتیں بھی گھر میں جا کر پڑھتے تھے اور جن نمازوں کے بعد سنت یا نفل نہیں ہے۔ ان میں اگر نماز کے بعد مسجد میں بیٹھنا اور کوئی وظیفہ پڑھنا ہے تو بصورتِ نماز قبلہ رُخ نہیں بیٹھتے بلکہ داہنی یا بائیں جانب پھر کر بیٹھتے ہیں تاکہ دور ہی سے ہر شخص یہ سمجھ لے کہ نماز فرض ختم ہو چکی ہے۔ اب امام جو کچھ پڑھ رہا ہے، وہ اختیاری چیز ہے۔ اصل سنت تو یہی ہے کہ نوافل اور نفلی عبادات سب تنہائی میں اپنے گھروں میں ادا کی جائیں اور اگر مسجد میں ہی سنتیں پڑھنا ہو تو بھی مسنون طریقہ یہ ہے کہ جماعت فرض کی ہیئت کو ختم کر دیا جائے، صفیں توڑ دی جائیں لوگ آگے پیچھے ہو کر سنتیں پڑھیں۔

اسی طرح روزہ شرعاً صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک ہے لیکن چونکہ رات کو سب لوگ عادۃً سوتے ہیں اور سونے کی حالت میں بھی کھانے پینے سے آدمی ایسا ہی رُکا رہتا ہے جیسا روزہ میں، اس لیے سحری کھانا مسنون قرار دیا گیا تاکہ سونے کے وقت جو صورت روزہ کی ہو گئی تھی۔ اس سے امتیاز ہو جائے اور روزہ ٹھیک صبح صادق کے بعد سے شروع ہو اسی لیے سحری کھانا بالکل آخر وقت میں مستحب ہے۔ اسی طرح غروبِ آفتاب کا یقین ہو جاتے ہی روزہ فوراً افطار کرنا چاہیے دیر کرنا مکروہ ہے تاکہ روزہ کی عبادت کے ساتھ زائد وقت کا روزہ میں اضافہ نہ ہو جائے۔

آج بھی یہ سب چیزیں بحمد اللہ مسلمانوں میں جاری ہیں مگر جہالت و ناواقفیت سے ان چیزوں کی حقیقت سے بے خبری ہے۔ صبح اور عصر کی نماز کے بعد عام طور پر آئمہ مساجد قبلہ کی جانب سے مڑ کر تو بیٹھ جاتے ہیں۔ لیکن اس پر نظر نہیں کہ یہ مڑنا اس غرض سے تھا کہ عملاً اس کا اعلان کر دیں کہ اب فرض ختم ہو چکے، ہر شخص کو اختیار ہے جو چاہے کرے جہاں چاہے جائے مگر یہاں پوری جماعت کو اس کو پابند کیا ہوا ہے کہ جب تک تین مرتبہ دُعا جماعت کے ساتھ نہ کر لیں اس وقت تک سب منتظر رہیں پھر ان دعاؤں میں بھی خاص خاص چیزوں کی ایسی پابندی ہے جیسے کوئی فرض ہو جب تک وہ خاص دعائیں نہ پڑھی جائیں عوام یوں سمجھتے ہیں کہ نماز کا کوئی جز رہ گیا ہے۔

Marfat.com

یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور شریعت اسلام کی احتیاط کی صریح مخالفت ہے کہ دعاؤں اور وظیفوں کو نمازِ فرض کے ساتھ اس طرح جوڑ دیا کہ دیکھنے والے یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ یہ وظیفے اور دعائیں بھی گویا نماز کا جز ہیں۔ جو امام یہ دعائیں اور وظائف سب مقتدیوں کو ساتھ لے کر نہ پڑھے اس کی نماز کو مکمل نہیں سمجھا جاتا بلکہ اس پر طرح طرح کے الزام لگائے جاتے ہیں۔

بدعتِ حسنہ اور سیئہ

صحیح حدیث میں ہے کل بدعۃٍ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار، یعنی ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اصطلاحِ شرع میں ہر بدعت سیئہ اور گمراہی ہے کسی بدعتِ اصطلاحی کو بدعتِ حسنہ نہیں کہا جا سکتا، البتہ لغوی معنی میں ہر نئی چیز کو بدعت کہتے ہیں اس اعتبار سے ایسی چیزوں کو بدعت حسنہ کہہ دیتے ہیں جو صریح طور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نہ تھی۔ بعد میں کسی ضرورت کی بناء پر ان کو اختیار کیا گیا جیسے آج کل کے مدارس اسلامیہ اور ان میں پڑھائے جانے والے علوم وفنون، کہ اصل بنیاد تعلیم اور درس اور مدرسہ کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، آپؐ نے خود فرمایا انما بعثت معلما یعنی میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں لیکن جس طرح کے مدارس کا قیام اور ان میں جس طرح کی تعلیم آج کل بضرورت زمانہ ضروری ہو گئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے عہد میں اس کی ضرورت نہ تھی۔ آج ضرورت پیش آئی تو احیاء سنت کے لیے اس کو اختیار کیا گیا، جو تعریف بدعت کی اوپر لکھی جا چکی ہے، اس کی رو سے گو ایسے اعمال بدعت میں داخل نہیں لیکن لغوی معنی کے اعتبار سے کوئی ان کو بدعت کہہ دے تو بدعتِ حسنہ ہی کہا جائے گا۔

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے تراویح کی یک جا جماعت کو دیکھ کر اس معنے کے اعتبار سے فرمایا: نعمت البدعۃ ھذہ یعنی یہ بدعت تو اچھی ہے، کیونکہ ان کو اور سب کو معلوم تھا کہ تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھی اور پڑھائی اور زبانی اس کی تاکید کی اس

Marfat.com

لیے حقیقۃً اور شرعاً تو اس میں بدعت کا کوئی احتمال نہ تھا، البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک خاص عذر کی وجہ سے تراویح کی جماعت کا ایسا اہتمام نہ کیا گیا تھا جو بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعلیم کے مطابق کیا گیا۔ اس لیے ظاہری اور لغوی طور پر یہ کام بھی نیا تھا، اسی کو ''اچھی بدعت'' فرمایا۔ بدعت حسنہ کا اس سے زیادہ کوئی تصور اسلام میں نہیں ہے۔

حضرت امام مالکؒ نے فرمایا:

من ابتدع بدعة يراها حسنةً فقد زعم ان محمّدًا صلى اللّٰه عليه وسلم خان الرسالة لان الله تعالىٰ يقول اليوم اكملت لكم دينكم فما لم يكن يومئذٍ دينًا ويكون اليُوم دينًا. (اعتصام ص ۴۸ ج ۱)

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشاد یا بعض بزرگوں کے ایسے کلمات کی آڑ لے کر طرح طرح کی بدعتیں بدعتِ حسنہ کے نام سے ایجاد کرنے والوں کے لئے اس میں کوئی وجہ جواز نہیں ہے، بلکہ جو چیز اصطلاحِ شرع میں بدعت ہے وہ مطلقاً ممنوع و ناجائز ہے۔ البتہ بدعات میں پھر کچھ درجات ہیں۔ بعض سخت حرام قریب شرک کے ہیں بعض مکروہ تحریمی بعض تنزیہی۔

قرآن و حدیث اور آثار صحابہؓ و تابعین وائمہ دینؒ میں بدعات و محدثات کی خرابی اور ان سے اجتناب کی تاکید پر بے شمار قرآنی آیات و روایات ہیں، ان میں سے بعض اس جگہ نقل کی جاتی ہیں۔

بدعت کی مذمت قرآن وحدیث میں

علامہ شاطبیؒ نے کتاب الاعتصام میں آیات قرآنیہ کافی تعداد میں اس موضوع پر جمع فرمائی ہیں۔ ان میں سے دو آیتیں اس جگہ لکھی جاتی ہیں:

۱. ولا تكونوا من المشركين. من الّذين فرّقوا دينهم

Marfat.com

وکانوا شِیَعًا کلُّ حزبٍ بما لدیهم فرحون.

''مت ہو مشرکین میں سے جنہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اپنے دین کو اور ہو گئے فرقے اور پارٹیاں ہر ایک پارٹی اپنے طرز پر خوش ہے''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر میں نقل فرمایا کہ اس سے مراد اہلِ بدعت کی پارٹیاں ہیں۔ (اعتصام ص ۶۵ ج ۱)

۲. قل هل اُنبّئکم بالاخسرین اعمالًا الذین ضلَّ سعیهم فی الحیٰوة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسِنُون صُنعًا.

آپ فرمائیے کہ کیا میں تمہیں بتلاؤں کہ کون لوگ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ خسارہ والے ہیں وہ لوگ جن کی سعی وعمل دنیا کی زندگی میں ضائع اور بیکار ہو گئی اور وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ ہم اچھا عمل کر رہے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سفیان ثوریؒ وغیرہ نے اخسرین اعمالاً کی تفسیر اہلِ بدعت سے کی ہے اور بلاشبہ اس آیت میں اہلِ بدعت کی حالت کا پورا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے کہ وہ اپنے خود تراشیدہ اعمال کو نیکی سمجھ کر خوش ہیں کہ ہم ذخیرۂ آخرت حاصل کر رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ان کے اعمال کا نہ کوئی وزن ہے نہ ثواب بلکہ اُلٹا گناہ ہے۔

روایاتِ حدیث، بدعت کی خرابی اور اس سے روکنے کے بارے میں بے شمار ہیں، ان میں سے بھی چند روایات لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من احدث فی امرنا ما لیس منه فهو ردّ. (اعتصام بحوالہ بخاری)

''جو شخص ہمارے دین میں کوئی نئی چیز داخل کرے جو دین میں داخل نہیں، وہ مردود ہے۔''

۲۔ اور مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم اپنے خطبے میں فرمایا کرتے تھے:

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وشرّ الامور محدثاتھا وکل بدعةٍ ضلالة، اخرجہ مسلم وفی روایة للنسائی کل محدثة بدعة وکل بدعةٍ فی النار. (اعتصام ص ۷٦ ج ۱)

''حمد وصلوٰۃ کے بعد، سمجھو کہ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ اور طرزِ عمل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طریقہ اور طرزِ عمل ہے اور بدترین چیز نوایجاد بدعتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور نسائیؒ کی روایت میں ہے کہ ہر نو ایجاد عبادت بدعت ہے اور ہر بدعت جہنم میں ہے۔''

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی یہی خطبہ دیا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں الفاظ مذکورہ کے بعد یہ بھی فرماتے تھے:

انکم ستحدثون ویحدث لکم فکل محدثةٍ ضلالةٌ وکلّ ضلالةٍ فی النار. (اعتصام ج ۱ ص ۷٦)

''تم بھی نئے نئے کام نکالو گے اور لوگ تمہارے لیے نئی نئی صورتیں عبادت کی نکالیں گے، خوب سمجھ لو کہ ہر نیا طریقہ عبادت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

۳۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من دعا الی الھُدٰی کان لہ من الاجر مثل اجور من یتبعہ لا ینقص ذالک من اجورھم شیئًا ومن دعا الٰی ضلالةٍ کان علیہ من الاثم مثل آثام من یتبعہ لا ینقص ذالک من آثامھم شیئًا.

Marfat.com

''جو شخص لوگوں کو صحیح طریقِ ہدایت کی طرف بُلائے تو ان تمام لوگوں کے عمل کا ثواب اس کو ملے گا جو اس کا اتباع کریں بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے اور جو شخص کسی گمراہی کی طرف لوگوں کو دعوت دے تو اس پر ان سب لوگوں کا گناہ لکھا جائے گا جو اس کا اتباع کریں گے بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کچھ کمی کی جائے۔

بدعات کے نئے نئے طریقے ایجاد کرنے والے اور ان کی طرف لوگوں کو دعوت دینے والے اس کے انجامِ بد پر غور کریں کہ اس کا وبال تنہا اپنے عمل ہی کا نہیں بلکہ جتنے مسلمان اس سے متاثر ہوں گے ان سب کا وبال بھی ان پر ہے۔

۴۔ ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت عرباض بن ساریہؓ سے باسنادِ صحیح روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہمیں خطبہ دیا، جس میں نہایت مؤثر اور بلیغ وعظ فرمایا، جس سے آنکھیں بہنے لگیں اور دل ڈر گئے۔ بعض حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج کا وعظ تو ایسا ہے جیسے رخصتی وصیت ہوتی ہے، تو آپ ہمیں بتلائیں کہ ہم آئندہ کس طرح زندگی بسر کریں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اوصیکم بتقوی اللّٰہ والسّمع والطّاعة لولاة الامر وان کان عبدًا حبشیًا فان من یعش منکم بعدی فسیرٰی اختلافًا کثیرًا فعلیکم بسنتی وسنّة الخلفاء الراشدین المھدیّین تمسّکوا بھا وعضُّوا علیھا بالنّواجذ، وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثةٍ بدعةٌ وکل بدعةٍ ضلالةٌ.
(اعتصام)

''میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی اور احکام اسلام کی اطاعت کرنے کی اگرچہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ تم میں سے جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے، وہ بڑا اختلاف دیکھیں گے۔ اس لئے اس لیے تم میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین مہدیین کی

Marfat.com

سنت کو اختیار کرو اور اس کو مضبوط پکڑو اور دین میں نو ایجاد طریقوں سے بچو کیونکہ ہر نو ایجاد طرزِ عبادت بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

۵۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ:

''جو شخص کسی بدعتی کے پاس گیا اور اس کی تعظیم کی تو گویا اس نے اسلام کو ڈھانے میں اس کی مدد کی''۔ (اعتصام للشاطبی ص ۸۴ ج ۱)

۶۔ اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

''اگر تم چاہتے ہو کہ پُل صراط پر تمہیں دیر نہ لگے اور سیدھے جنت میں جاؤ تو اللہ کے دین میں اپنی رائے سے کوئی نیا طریقہ پیدا نہ کرو۔ (اعتصام)

۷۔ آجری کی کتاب السنہ میں حضرت معاذ بن جبل رضے اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا حدث فی امّتی البدع، وشتم اصحابی، فلیظھر العالم علمہٗ فمن لم یفعل فعلیہ لعنۃ اللّٰہ والملائکۃ والناس اجمعین. (اعتصام ج ۱ ص ۸۸)

''جب میری اُمت میں بدعتیں پیدا ہو جائیں اور میرے صحابہ کو بُرا کہا جائے تو اس وقت کے عالم پر لازم ہے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے اور جو ایسا نہ کرے گا تو اس پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب انسانوں کی''۔

عبداللہ بن حسن نے فرمایا کہ میں نے ولید بن مسلم سے دریافت کیا کہ حدیث میں اظہارِ علم سے کیا مراد ہے؟ فرمایا، ''اظہارِ سُنت''

۸۔ حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

''مسلمانوں کے لئے جن چیزوں کا مجھے خطرہ ہے ان میں سب سے زیادہ خطرناک دو چیزیں ہیں۔ ایک یہ کہ جو چیز وہ دیکھیں اس کو اس پر ترجیح دینے لگیں جو اُن کو سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہے

Marfat.com

دوسرے یہ کہ وہ غیر شعوری طور پر گمراہ ہو جائیں''۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ لوگ صاحبِ بدعت ہیں۔

۹۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

''خدا کی قسم آئندہ زمانہ میں بدعتیں اس طرح پھیل جائیں گی کہ اگر کوئی شخص اس بدعت کو ترک کرے گا تو لوگ کہیں گے کہ تم نے سنت چھوڑ دی''۔ (اعتصام: ص۹۰ ج۱)

۱۰۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

''اے لوگو! بدعت اختیار نہ کرو اور عبادت میں مبالغہ اور تعمق نہ کرو۔ پرانے طریقوں کو لازم پکڑے رہو، اس چیز کو اختیار کرو جو از روئے سنت تم جانتے ہو اور جس کو اس طرح نہیں جانتے اس کو چھوڑ دو''۔

۱۱۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''آئندہ لوگوں پر کوئی نیا سال نہ آئے گا جس میں وہ کوئی بدعت ایجاد نہ کریں گے اور کسی سنت کو مردہ نہ کر دیں گے۔ یہاں تک کہ بدعتیں زندہ اور سنتیں مردہ ہو جائیں گی''۔ (اعتصام ص۹۵ ج۱)

۱۲۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

''بدعت والا آدمی جتنا زیادہ روزہ اور نماز میں مجاہدہ کرتا جاتا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا جاتا ہے، نیز یہ بھی فرمایا کہ صاحبِ بدعت کے پاس نہ بیٹھو کہ وہ تمہارے دل کو بیمار کر دے گا''۔

۱۳۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''کوئی قول بغیر عمل کے مستقیم نہیں اور کوئی عمل و قول بغیر نیت کے مستقیم نہیں اور کوئی قول اور عمل اور نیت اس وقت تک مستقیم نہیں جب تک کہ وہ سنت کے مطابق نہ ہو''۔

۱۴۔ ابو عمرو شیبانیؒ فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

"صاحبِ بدعت کو توبہ نصیب نہیں ہوتی، (کیونکہ وہ تو اپنے گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتا توبہ کس سے کرے)

۱۵۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا یہ کلام حضرت امام مالکؒ اور تمام علماء وقت کے نزدیک ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے:

سنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم سننا وولاة الامر من بعده سننا الاخذ بها تصديق لكتاب الله واستكمال لطاعة الله، وقوة على دين الله ليس لاحدٍ تغييرها ولا تبديلها ولا النظر في شيء خالفها، من عمل بها مهتدٍ ومن انتصر بها منصور ومن خالفها اتبع غير سبيل المؤمنين وولاه الله ما توفي واصلاه جهنم وساء ت مصيرًا.

"رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ سنتیں جاری فرمائیں اور آپ کے بعد خلفاء راشدین نے کچھ سنتیں جاری فرمائیں ان کو کرنا کتاب اللہ کی تصدیق اور اطاعتِ الٰہی کی تکمیل اور اللہ کے دین میں قوت حاصل کرنا ہے۔ کسی طرح نہ ان میں تغیر جائز ہے نہ بدلنا اور نہ اسکے خلاف کسی چیز پر نظر کرنا۔ جو ان پر عمل کرے گا ہدایت پائے گا اور جو ان سنتوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنا چاہے گا۔ اسکی مدد ہوگی اور جو اُن کے خلاف کرے گا اس نے مسلمانوں کے راستہ سے مخالف راستہ اختیار کرلیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس کی تجویز و اختیار پر چھوڑ دے گا۔ اور پھر جہنم میں جلائے گا اور جہنم بُرا ٹھکانہ ہے۔

صلوٰۃ وسلام کا مروّجہ طریقہ

اسلام میں تمام عبادات نماز، روزہ، ذکر اللہ، تلاوتِ قرآن وغیرہ سب کے لیے کچھ آداب وشرائط اور حدود وقیود ہیں جن کی رعایت کے ساتھ یہ عبادات ادا کی جائیں تو بہت بڑا ثواب اور فلاحِ دنیا وآخرت ہے اور اُن حدود وقیود سے ہٹ کر کوئی دوسری صورت اختیار کی جائے تو ثواب کے بجائے عذاب اور گناہ ہے، نماز تمام عبادات میں افضل ہے۔

Marfat.com

لیکن طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا حرام ہے، مقرر کردہ رکعات میں کوئی رکعت زائد کر دے تو حرام ہے، جماعت کی نماز سُنت مؤکدہ ہے اوراس سے نماز کے ثواب میں ستائیس گنا اضافہ ہو جاتا ہے، لیکن کوئی نفل نماز کی جماعت کرنے لگے تو ممنوع اور گناہ ہے، روزہ کتنی بڑی عظیم عبادت اوراس کا ثواب کتنا بڑا ہے۔ مگر عیدین اور ایامِ نحر میں روزہ رکھنا حرام ہے، قرآن مجید کی تلاوت بہترین عبادت ہے، لیکن رکوع وسجدہ کی حالت میں تلاوت ممنوع ہے اور ایسے مقامات پر جہاں لوگ سننے کی طرف متوجہ نہ ہوں، بلند آواز سے تلاوت ناجائز ہے، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام افضل عبادات وموجبِ برکات اور سعادتِ دنیا وآخرت ہے۔ مگر دوسری سب عبادات کی طرح اس کے بھی آداب وشرائط ہیں جن کی خلاف ورزی کرنے سے ثواب کی بجائے گناہ لازم آتا ہے۔

(الف) جس ہیئت سے مساجد میں بطرزِ مذکورہ اجتماع اور التزام کے ساتھ درود وسلام کے نام پر ہنگامہ آرائی ہوتی ہے اس کو درود وسلام کی نمائش تو کہا جا سکتا ہے درود وسلام کہنا اس کو صحیح نہیں کیونکہ وہ بہت سے مفاسد کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

۱۔ سب سے پہلی بات یہ کہ مسجد پوری مسلمان قوم کی مشترک عبادت گاہ ہے، اس میں کسی فرد یا جماعت کو فرائض وواجبات کے علاوہ کسی ایسے عمل کی ہرگز اجازت نہیں دی جا سکتی جو دوسرے لوگوں کی انفرادی عبادت نماز، تسبیح، درود، تلاوتِ قرآن وغیرہ میں خلل انداز ہو۔ اگرچہ وہ عمل سب کے نزدیک بالکل جائز اور مستحسن ہی کیوں نہ ہو۔ فقہاءؒ نے تصریح فرمائی ہے مسجد میں بآواز بلند تلاوت قرآن یا ذکر جہری جس سے دوسرے لوگوں کی نماز یا تسبیح وتلاوت میں خلل آتا ہو، ناجائز ہے۔ (شامی خلاصۃ الفتاوی)

ظاہر ہے کہ جب قرآن اور ذکر اللہ کو بآوازِ بلند مسجد میں پڑھنے کی اجازت نہیں تو درود وسلام کے لئے کیسے اجازت ہو سکتی ہے۔

۲۔ کسی نماز کے بعد اجتماع والتزام کے ساتھ بلند آواز سے درود وسلام پڑھنا نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ وتابعین سے اور نہ آئمہ مجتہدین اور علماءِ سلف میں کسی سے، اگر یہ عمل اللہ ورسولؐ کے نزدیک محمود ومستحسن ہوتا تو صحابہ وتابعین اور

Marfat.com

ائمہ دین اس کو پوری پابندی کے ساتھ کرتے ۔ حالانکہ ان کی پوری تاریخ میں ایک واقعہ بھی ایسا منقول نہیں ۔ اس سے معلوم ہوا کہ درود وسلام کے لیے ایسے اجتماع اور التزام کو یہ حضرات بدعت وناجائز سمجھتے تھے ۔ جس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صحیح بخاری ومسلم میں بروایت صدیقہ عائشہ رضے اللہ عنہا منقول ہے:

من احدث فی امرنا هٰذا ما لیس منه فهو ردّ.

یعنی جس شخص نے ہمارے دین میں کوئی نئی چیز نکالی جو اسمیں داخل نہ تھی تو وہ مردود ہے اور صحیح مسلم میں بروایت حضرت جابرؓ وارد ہے **وشرّ الامور محدثاتها و کل بدعةٍ ضلالة** یعنی بدترین عمل وہ نئی چیزیں ہیں جو خود ایجاد کی جائیں اور ہر نو ایجاد عبادت گمراہی ہے، عبادت کے نام پر دین میں کسی نئی چیز کا اضافہ تعلیماتِ رسولؐ کو ناقص قرار دینے کا مرادف اور بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تحریفِ دین کا راستہ ہے اسی لیے حضرت صحابہؓ وتابعینؒ نے اس معاملہ میں بڑی احتیاط سے کام لیا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

کل عبادة لم یتعبدها اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فلا تعبدوها (اے) وخذوا بطریق من کان قبلکم......

یعنی جس طرح کی عبادت صحابہ کرامؓ نے نہیں کی تم بھی اس کو عبادت نہ سمجھو بلکہ اپنے اسلاف صحابہؓ کا طریق اختیار کرو۔

(کتاب الاعتصام للشاطبی ص ۳۱۱ ج ۲)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **اتبعوا اٰثارنا ولا تبتدعوا فقد کفیتم......** یعنی تم لوگ (صحابہ کرامؓ کے) آثار کا اتباع کرو اور نئی عبادتیں نہ گھڑو کیونکہ تم سے پہلے عبادت کا تعین ہو چکا ہے۔

البحر الرائق میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سنا کہ فلاں مسجد میں کچھ لوگ جمع ہوتے اور ذکر لا الٰہ الا اللہ اور درود شریف بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت ابن مسعودؓ یہ سن کر اس مسجد میں خود پہنچے اور اُن لوگوں سے فرمایا:

ما عهدنا ذالک فی عهده صلی اللّٰه علیه وسلم وما اراکم الا مبتدعین......

یعنی ہم نے یہ طریقہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں پایا، میں تو تم کو اس عمل کی وجہ سے بدعتی سمجھتا ہوں"۔

تنبیہ:۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ سب کلام انفرادی درود و سلام کے بارے میں نہیں کیونکہ انفرادی طور پر درود کی کثرت کے فضائل حدیث و قرآن میں مذکور اور صحابہؓ و تابعینؒ کا معمول ہے نہ اس کے لئے کوئی وقت مقرر ہے نہ تعداد، جتنا کسی سے ہو سکے اختیار کرے اور سعادتِ دارین حاصل کرے۔ کلام صرف اس کی مروّجہ اجتماعی صورت میں ہے۔

اسلام میں نماز سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں مگر اس کی بھی نفلوں کی جماعت کو باتفاق فقہاء وائمہ مکروہ کہا گیا ہے تو کسی دوسری چیز کی جماعت بنا کر دوام والتزام سے کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ خصوصاً جب کہ کرنے والوں کو اس پر ایسا اصرار ہو جیسے فرض و واجب پر بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ یہاں تک کہ جو لوگ اس میں شریک نہ ہوں ان پر طعن و تشنیع کی جائے، جو کسی حال میں جائز نہیں۔ کیونکہ اگر بالفرض یہ عمل بدعت بھی نہ ہوتا تب بھی زیادہ سے زیادہ ایک نفلی عمل ہوتا۔ جس پر فرض و واجب کی طرح اصرار کرنے اور دوسروں کو مجبور کرنے کا کسی کو حق نہیں۔

جس کام پر اللہ و رسولؐ نے کسی کو مجبور نہیں کیا کسی دوسرے کو اس پر مجبور کرنے کا کیا حق ہے اور نہ کرنے کی صورت میں اس پر طعن و تشنیع کرنا ایک مستقل گناہ کبیرہ ہے۔ جس میں یہ حضرات ناواقفیت سے مبتلا ہوتے ہیں اور اس پر غور نہیں کرتے کہ خود ان کے نزدیک بھی یہ عمل زیادہ سے زیادہ مستحب اور نفل ہے ایک نفل کی خاطر کبیرہ گناہ میں مبتلا ہونا کون سی دانشمندی ہے۔

۳۔ خطاب کے الفاظ یا رسول یا نبی اگر اس عقیدہ سے ہوں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ہر زمان و مکان میں موجود اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ کائنات کی ہر آواز کو سنتا اور حرکت کو

Marfat.com

دیکھتا ہے۔ اسی طرح (معاذ اللہ) رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان خدائی صفات میں شریک ہیں تو کھلا ہوا شرک اور نصاریٰ کی طرح رسول کو خدائی کا درجہ دینا ہے۔ اگر یہ عقیدہ ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس میں تشریف لاتے ہیں تو گو بصورتِ معجزہ ایسا ہونا ممکن ہے مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ قرآن یا حدیث سے اس کا ثبوت ہو۔ حالانکہ کسی آیت یا حدیث میں قطعاً اس کا کوئی ذکر نہیں اور بغیر ثبوت و دلیل کے اپنی طرف کوئی معجزہ گھڑ لینا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء ہے۔ جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من کذب علیّ متعمّدًا فلیتبوّأ مقعدهٗ من النار......

یعنی جو شخص میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے، اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھ لے

اور اگر اس طرح کوئی بھی غلط عقیدہ نہ ہو تب بھی موہم الفاظ ہیں، جن میں اس عقیدۂ فاسد کو راہ ملتی ہے۔ اس لیے بھی انؑ سے اجتناب ضروری ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام کو یا عبدی کہہ کر پکارنے سے اسی لیے منع فرمایا کہ یہ الفاظ خطاب کے ساتھ موہم شرک ہیں۔ البتہ روضۂ اقدس کے سامنے الفاظ خطاب کے ساتھ سلام پڑھنا سنت سے ثابت اور مستحب ہے کیونکہ وہاں براہِ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام سننا اور جواب دینا روایاتِ حدیث سے ثابت ہے۔

الغرض روضۂ اقدس کے علاوہ دوسرے مقامات میں اگر ان الفاظ خطاب کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء اور بہتان ہے اور دونوں میں سے کوئی غلط عقیدہ نہیں تو بھی موہم شرک ہونے کی وجہ سے ایسے الفاظ ممنوع ہیں، پھر اس ناجائز عمل پر اصرار کرنا دوسرا گناہ ہے اور فرض و واجب کی طرح اس کو ضروری سمجھنا تیسرا گناہ ہے اور اس میں شریک نہ ہونے والے بے گناہ مسلمانوں کو برا بھلا کہنا اور مطعون کرنا چوتھا گناہ ہے اور مساجد میں بآواز بلند کہہ کر دوسرے مشغول لوگوں کے شغل میں خلل انداز ہونا پانچواں گناہ ہے۔

Marfat.com

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

مایفعل عقیب الصلوۃ مکروھۃ لان الجھّال یعتقدونہ سنۃ او واجبۃً......

یعنی جو لوگ نماز کے بعد ذکر یا درود وسلام وغیرہ بآوازِ بلند کرتے ہیں یہ مکروہ ہے کیونکہ ناواقف لوگ اس کو سنت یا واجب سمجھتے ہیں۔

افسوس ہے کہ بہت سے نیک دل مسلمان قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ناواقف ہونے کے سبب اس کام میں شریک ہوتے ہیں یہ جذبہ محبت و عظمت بلاشبہ قابل قدر و مبارکباد ہے مگر اس کا بے جا استعمال ایسا ہی ہے جیسے کوئی اللہ تعالیٰ کی محبت میں مغرب کی نماز تین کے بجائے چار رکعت پڑھے۔ اور اپنے دل میں یہ حساب لگائے کہ ایک رکعت زیادہ پڑھی ہے تو مجھے ثواب اوروں سے زیادہ ملے گا، حالانکہ وہ کم بخت اپنی تین رکعتوں کا ثواب بھی کھو بیٹھتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اجتماع اور التزام کے ساتھ کھڑے ہو کر بآوازِ بلند مسجدوں میں درود وسلام پڑھنے کا مروّجہ طریقہ سراسر خلافِ شرع اور باہم نزاع و جدال اور مسجدوں کو اختلافات کا مرکز بنانے کا سبب ہے۔ اس لیے متولیانِ مسجد اور اربابِ حکومت پر لازم ہے کہ مسجدوں میں اس کی ہرگز اجازت نہ دیں، اگر کسی کو کرنا ہے تو اپنے گھر میں کرے۔ تاکہ کم از کم مسجدیں تو شور و شغب اور نزاع و جدال سے محفوظ رہیں۔

ب:۔ سوال الف کے جواب میں واضح ہو چکا ہے کہ اس مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کا فیصلہ خود ایک حدیث میں اس طرح فرمایا ہے:

من صلّی علیّ عند قبری سمعتہٗ ومن صلّی علیّ نائیًا ابلغتہٗ.

یعنی جو شخص میری قبر کے پاس درود وسلام پڑھتا ہے اس کو میں خود سنتا ہوں اور جو درود وسلام دور سے بھیجتا ہے وہ (فرشتوں کے ذریعہ) مجھے

Marfat.com

پہنچا دیا جاتا ہے''۔

ج:۔ جس طرح ذکر اللہ اور تلاوت قرآن کھڑے ہو کر بیٹھ کر بلکہ لیٹ کر بھی ہر طرح جائز ہے اسی طرح درود شریف بھی ہر طرح جائز ہے۔ ہاں اگر کوئی کھڑے ہو کر پڑھنے کو ضروری اور اس کے خلاف کو بے ادبی سمجھے تو یہ ایک غیر واجب کو اپنی طرف سے واجب قرار دینے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ خصوصاً جب کہ نماز میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درود شریف کو بیٹھ کر پڑھنے کی سنت جاری فرمائی ہے تو بیٹھ کر درود و سلام پڑھنے کو خلافِ ادب کہنا اس حکمِ ربانی اور تعلیمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے، جیسے کوئی یہ کہے کہ قرآن کو صرف کھڑے ہو کر پڑھنا چاہئے بیٹھ کر پڑھنا بے ادبی ہے۔

د:۔ جواب الف میں واضح ہو چکا ہے کہ بطرزِ مذکور سلام پڑھنے کے لئے اجتماع والتزام تو بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے جو مسجد میں بھی ناجائز ہے اور مسجد سے باہر بھی، فرق صرف یہ ہے کہ مسجد میں اگر کوئی بیٹھ کر مسنون درود و سلام کے الفاظ کو بھی بآوازِ بلند اس طرح پڑھے جس سے دوسرے حاضرین مسجد کے شغل میں خلل آتا ہو تو بھی ناجائز ہے اور مسجد سے باہر اس کی گنجائش ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

ہمدردانہ مشورہ

ہر شخص کو اپنی قبر میں سونا اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ ان معاملات میں جتھہ بندی اور قدیم آبائی رسوم پر ضد اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر سنجیدگی کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو سمجھنا چاہئے، اور یہ غور کرنا چاہئے کہ دنیا کے تمام معاملات میں ہمارے جھگڑے چلتے ہی رہتے ہیں کم از کم اللہ کے گھر اور عباداتِ نماز ہی کو ہر طرح کے جھگڑے فساد سے محفوظ رکھا جائے۔

بندہ محمد شفیع

عفا اللہ عنہ

Marfat.com

حیلۂ اسقاط...... یا دَور؟

میت کی فوت شدہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسرے واجبات وفرائض کی ادائیگی یا کفارہ کس طرح کیا جا سکتا ہے، جس سے وہ گناہ سے سبکدوش ہو جائے؟ اس کا بیان کتب فقہ میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے جس کا خلاصہ فائدہ عوام کے لئے اس بحث کے آخر میں لکھ دیا جائے گا۔

لیکن آج کل بہت سے شہروں اور دیہات میں لوگوں نے ایک رسم نکالی ہے جس کو دَور یا اسقاط کہتے ہیں اور جاہلوں کو بتلایا جاتا ہے کہ اس رسم کے ذریعہ تمام عمر کے نماز روزوں اور زکوٰۃ و حج اور تمام فرائض و واجبات سے سبکدوشی ہو جاتی ہے اور اس رسم کو ایسی سخت پابندی کے ساتھ کیا جاتا ہے جیسے تجہیز و تکفین کا کوئی اہم فرض ہو جو کوئی نہیں کرتا اس کو طرح طرح کے طعنے دیتے ہیں۔

بلاشبہ فقہاء کے کلام میں دَور واسقاط کی صورتیں مذکور ہیں، لیکن وہ جن شرائط کے ساتھ مذکور ہیں، عوام نہ ان شرائط کو مانتے ہیں، نہ ان کی کوئی رعایت کی جاتی ہے، بلکہ فوت شدہ فرائض و واجبات سے متعلقہ تمام احکامِ شرعیہ کو نظر انداز کر کے اس رسم کو تمام فرائض و واجبات سے سبکدوشی کا ایک آسان نسخہ بنا لیا گیا ہے جو چند پیسوں میں حاصل ہو جاتا ہے، پھر کسی کو کیا ضرورت رہی کہ عمر بھر نماز روزہ کی محنت اٹھائے۔

اس مسئلہ کے متعلق کچھ عرصہ ہوا ایک سوال آیا تھا، اس کا جواب کسی قدر مفصل ہو گیا، اس رسم میں ابتلاء عام کے پیش نظر اُسے یہاں درج کیا جاتا ہے۔

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اندریں مسئلہ کہ ہمارے علاقہ میں ایک حیلہ مروّج ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ جنازہ کے بعد کچھ لوگ دائرہ باندھتے ہیں اور میت کے وارث ایک قرآن شریف اور اس کے ساتھ کچھ نقد باندھتے ہیں اور دائرہ میں لاتے ہیں، امام مسجد جو دائرہ میں ہوتا ہے وہ لیتا ہے اور یہ الفاظ اس پر پڑھتا ہے:

كل حق من حقوق الله من الفرائض والواجبات

Marfat.com

والكفارات والمنذورات بعضها اديت وبعضها لم تؤد الان عاجز عن ادائها واعطيناه هذه المنحة الشريفة على هذه النقودات فی حيلة الاسقاط رجاء من اللّٰه تعالٰی ان يغفر لهٗ......

اور ایک دوسرے کی مِلک ہوتا ہے، تین دفعہ اس کو پھیرا جاتا ہے، بعدہٗ نصف امام کو اور نصف غرباء کو تقسیم کیا جاتا ہے۔

زید ایک امام مسجد ہے، اس نے اس مروجہ حیلہ کو چھوڑ دیا ہے اور کہتا ہے کہ اس مروّجہ حیلہ کی دلیل وثبوت ادلہ شرعیہ سے کوئی نہیں، لہٰذا یہ بات بدعت ہے۔ زید کے ترک پر زید کو لوگ ملامت کرتے ہیں، اور زید باوجود حنفی المذہب ہونے کے اس کو وہابی کہتے ہیں، اور اس حیلہ کے جواز پر آباؤ اجداد کی دلیل لاتے ہیں۔ کیا زید حق پر ہے یا باطل پر؟ اس مروجہ حیلہ کے متعلق کیا حکم ہے، زید اس رواج اور اس التزام واصرار کو ختم کرنے کا شرعاً حق دار اور مصیب ہوگا یا نہ، کیونکہ بعض صورتوں میں مشترک ترکہ میں سے روپیہ لایا جاتا ہے۔ جس میں بعض وارث موجود نہیں ہوتے، نیز بعض دفعہ یتیم بچے رہ جاتے ہیں، کیا یہ مال حیلہ میں لایا جاسکتا ہے یا نہیں اور دائرہ والے لے سکتے ہیں یا نہیں؟ بیّنوا بالدلائل الشریعۃ

الجواب:۔

حیلہ اسقاط یا دَور بعض فقہائے کرام نے ایسے شخص کے لئے تجویز فرمایا تھا جس کے کچھ نماز، روزہ وغیرہ اتفاقاً فوت ہو گئے، قضا کرنے کا موقع نہیں ملا اور موت کے وقت وصیت کی، لیکن اس کے مال میں اتنا مال نہیں جس سے تمام فوت شدہ نماز، روزہ وغیرہ کا فدیہ ادا کیا جاسکے، یہ نہیں کہ اس کے ترکہ میں مال موجود ہو اس کو تو وارث بانٹ کھائیں اور تھوڑے سے پیسے لے کر یہ حیلہ حوالہ کر کے خدا و خلق کو فریب دیں۔ درّ مختار، شامی وغیرہ کتب فقہ میں اس کی تصریح موجود ہے اور ساتھ ہی اس حیلہ کی شرائط میں اس کی تصریحات واضح طور پر فرمائی ہیں کہ جو رقم کسی کو صدقہ کے طور دی جائے اس کو اس رقم کا حقیقی طور پر

Marfat.com

مالک ومختار بنادیا جائے کہ جو چاہے کرے، ایسا نہ ہو کہ ایک ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ میں دینے کا محض ایک کھیل کیا جائے، جیسا کہ عموماً آج کل اس حیلہ میں کیا جاتا ہے، کہ نہ دینے والے کا یہ قصد ہوتا ہے کہ جس کو وہ دے رہے ہیں وہ صحیح معنی میں اس کا مالک ومختار ہے اور نہ لینے والے کو یہ تصور وخیال ہوسکتا ہے کہ جو رقم میرے ہاتھ میں دی گئی ہے میں اس کا مالک ومختار ہوں۔

دو تین آدمی بیٹھتے ہیں اور ایک رقم کو باہمی ہیرا پھیری کا ایک ٹوٹکا سا کر کے اٹھ جاتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے میت کا حق ادا کر دیا، اور وہ تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوگیا، حالانکہ اس لغو حرکت سے میت کو نہ کوئی ثواب پہنچا نہ اس کے فرائض کا کفارہ ادا ہوا، کرنے والے مفت میں گناہ گار ہوئے۔

رسائل ابن عابدین میں اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ منۃ الجلیل کے نام سے شامل ہے اس میں تحریر فرمایا ہے:

ویجب الاحتراز من ان یدیرها اجنبی الا بو کالة کما ذکرنا وان یکون الوصی او الوارث کما علمت ، ویجب الاحتراز من ان یلاحظ الوصی عند دفع الصرة للفقیر الهزل او الحیلة بل یحب ان یدفعها عازمًا علی تملیکها منه حقیقة لا تحیلا ملاحظا ان الفقیر اذا ابی عن هبتها الی الوصی کان له ذالک ولا یجبر علی الهبة.

(منۃ الجلیل فی اسقاط ما علی الذمۃ من کثیر وقلیل) جز رسائل ابن عابدین ج ا ص ۲۲۵

الغرض اس حیلہ کی ابتدائی بنیاد ممکن ہے کچھ صحیح اور قواعدِ شرعیہ کے مطابق ہو لیکن جس طرح کا رواج اور التزام آج کل چل گیا ہے وہ بلاشبہ ناجائز اور بہت سے مفاسد پر مشتمل قابلِ ترک ہے، چند مفاسد اجمالی طور پر لکھے جاتے ہیں۔

(۱) بہت مواقع میں اس کے لئے جو قرآن مجید اور نقد رکھا جاتا ہے وہ میت کے متروکہ مال میں سے ہوتا ہے اور اس کے حقدار وارث بعض موجود نہیں ہوتے یا نابالغ ہوتے

Marfat.com

ہیں تو ان کے مشترک سرمایہ کو ان کی اجازت کے اس کام میں استعمال کرنا حرام ہے۔ حدیث میں ہے لا یحل مال امرء مسلم الا بطیب نفس منه اور نابالغ تو اگر اجازت بھی دے دے تو وہ شرعاً نامعتبر ہے اور ولی نابالغ کو ایسے تبرعات میں اسکی طرف سے اجازت دینے کا اختیار نہیں بلکہ ایسے کام میں اس مال کا خرچ کرنا حرام ہے۔ بنصِ قرآن آیت کریمہ ان الذین یاکلون اموال الیتامٰی ظلمًا انّما یاکلون فی بطونھم نارًا (ترجمہ) ''جولوگ یتیموں کے مال ظلماً خرچ کرتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں'' سے ثابت ہے کہ ایسے اموال کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔

(۲) اگر بالفرض مال مشترک نہ ہو سب وارث بالغ ہوں، اور سب سے اجازت بھی لی جائے تو تجربہ شاہد ہے کہ ایسے حالات میں یہ معلوم کرنا آسان نہیں ہوتا کہ سب نے بطیب خاطر اجازت دی ہے یا برادری اور کنبہ کے طعنوں کے خوف سے اجازت دی ہے، اور اس قسم کی اجازت حسب تصریح حدیث مذکور کالعدم ہے۔

(۳) اور اگر بالفرض یہ سب باتیں بھی نہ ہوں سب بالغ ورثاء نے بالکل خوش دلی کے ساتھ اجازت دے دی ہو یا کسی ایک ہی شخص وارث یا غیر وارث نے اپنے مِلک خاص سے اس کا انتظام کیا ہے تو مفاسد ذیل سے وہ بھی خالی نہیں مثلاً اس حیلہ کی فقہی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ جس شخص کو اوّل یہ قرآن اور نقد دیا جاتا ہے، اس کی مِلک کردیا جائے اور پوری وضاحت سے اس کو بتلا دیا کہ تم مالک و مختار ہو جو چاہو کرو پھر وہ اپنی خوشی سے بلا کسی رسمی دباؤ یا لحاظ و مروت کے میت کی طرف سے کسی دوسرے شخص کو اس طرح دے دے اور مالک بنا دے اور پھر وہ شخص اسی طرح کسی تیسرے چوتھے کو دے دے لیکن مروّجہ رسم میں اس کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا۔ اول تو جس کو دیا جاتا ہے، نہ دینے والا یہ سمجھتا ہے کہ اس کی مِلک ہو گیا اور وہ اس میں مختار ہے نہ لینے والے کو اس کا کوئی خطرہ پیدا ہوتا ہے جس کی کھلی علامت یہ ہے کہ اگر یہ شخص اس وقت پر نقد لے کر چل دے اور دوسرے کو نہ دے تو دینے والے حضرات ہرگز اس کو برداشت نہ کریں، اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں تملیک صحیح نہیں ہوتی اور بدون تملیک کے کوئی قضا یا کفارہ یا فدیہ معاف نہیں ہوتا، اسی لیے یہ حرکت بے کار جاتی ہے۔

Marfat.com

(۴) مذکورہ صورت میں یہ بھی ضروری ہے کہ جس شخص کو مالک بنایا جائے وہ مصرفِ صدقہ ہو، صاحبِ نصاب نہ ہو مگر عام طور پر اس کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ عموماً ائمہ مساجد جو صاحبِ نصاب ہوتے ہیں انہی کے ذریعے یہ کام کیا جاتا ہے۔ اس لیے بھی یہ سارا کاروبار لغو وغلط ہو جاتا ہے۔ میت کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

(۵) اور اگر بالفرض مصرفِ صدقہ بھی صحیح انتخاب کر لیا جائے اور ان کو پورا مسئلہ بھی معلوم ہو کہ وہ قبضہ کرنے کے بعد اپنے آپ کو مالک ومختار سمجھے پھر میت کی خیر خواہی کے پیش نظر وہ دوسرے کو اور اسی طرح دوسرا تیسرے چوتھے کو دیتا چلا جائے تو آخر میں جس شخص کے پاس پہنچتا ہے۔ وہ اس کا مالک ومختار ہے، اس سے واپس لے کر آدھا امام کو اور آدھا دوسرے فقراء کو تقسیم کرنا ملکِ غیر میں بلا اس کی اجازت کے تصرف کرنا ہے جو ظلم اور حرام ہے، حسبِ تصریح حدیث مذکور۔

(٦) اور بالفرض یہ آخری شخص اس کی تقسیم اور حصے بخرے لگانے پر آمادہ بھی ہو جائے، اور فرض کرو کہ اس پر دباؤ سے نہیں دل سے ہی راضی ہو جائے تو پھر بھی اس طرح کے حیلہ کا ہر میت کے لیے التزام کرنا اور جیسے تجہیز وتکفین جیسے واجبات شرعیہ ہیں، اسی درجہ میں اس کو اعتقاداً ضروری سمجھنا یا عملاً ضروری کے درجہ میں التزام کرنا یہی احداث فی الدین ہے، جس کو اصطلاحِ شریعت میں بدعت کہتے ہیں اور جو اپنی معنوی حیثیت سے شریعت میں ترمیم واضافہ ہے۔ نعوذ باللہ

نیز اس حیلہ کے التزام سے عوام الناس اور جہلاء کی یہ جرأت بھی بڑھ سکتی ہے کہ تمام عمر بھی نہ نماز پڑھیں نہ روزہ رکھیں نہ حج کریں نہ زکوٰۃ دیں، مرنے کے بعد چند پیسوں کے خرچ سے یہ سارے مفاد حاصل ہو جائیں گے جو سارے دین کی بنیاد منہدم کر دینے کے مترادف ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو دین کے صحیح راستہ پر چلنے اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔

مذکور الصدر اجمالی مفاسد کو دیکھ کر بھی یہ فیصلہ کر لینا کسی مسلمان کے لئے دشوار نہیں کہ یہ حیلے حوالے اور اس کی مروجہ رسوم سب ناواقفیت پر مبنی ہیں۔ میت کو اس سے کوئی

Marfat.com

فائدہ نہیں اور کرنے والے بہت سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

۷ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ

......☆......

مسائلِ فدیہ نماز وروزہ وغیرہ

مسئلہ:۔ جس شخص نے نماز روزہ یا حج زکوٰۃ وغیرہ کی کوئی وصیت کی تو یہ وصیت اس کے ترکہ کے صرف ایک تہائی حصہ میں جاری کرنا وارثوں پر لازم ہوگا۔ ایک تہائی ترکہ سے زائد کی وصیت ہو تو وہ سب وارثوں کی اجازت ورضامندی پر موقوف ہے۔ اگر وہ سب یا ان میں کوئی اجازت نہ دے تو مشترکہ ترکہ سے وصیت پوری نہیں کی جاسکتی اور اگر وارثوں میں کوئی نابالغ ہے تو اس کی اجازت بھی معتبر نہیں۔ (اس کے حصہ پر ایک تہائی سے زائد کی وصیت کا کوئی اثر نہ پڑنا چاہئے) ہدایہ عالمگیری، شامی وغیرہ

مسئلہ:۔ جس شخص نے وصیت کی ہو اور مال بھی اتنا چھوڑا ہو کہ اس کے ایک تہائی میں ساری وصیتیں پوری ہو سکیں تو وصی اور وارثوں کے ذمہ واجب ہے کہ اس وصیت کو پورا کریں۔ اس میں کوتاہی نہیں کریں میت کا مال موجود ہوتے ہوئے اس کی نماز روزہ کے فدیہ میں حیلہ حوالہ پر اعتماد کر کے مال کو خود تقسیم کرلیں تو گناہ ان کے ذمہ رہے گا۔

مسئلہ:۔ وصیت کرنے کی صورت میں واجبات وفرائض کی ادائیگی کی یہ صورت ہوگی۔

(۱) ہر روز کی نمازیں وتر سمیت چھ لگائی جائیں گی اور ہر نماز کا فدیہ پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہوگی، یعنی ایک دن کی نمازوں کا فدیہ ساڑھے دس سیر گندم یا اس کی قیمت ہوگی۔

(۲) ہر روزہ کا فدیہ پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہوگی۔

(۳) ہر روزہ کے علاوہ اگر کوئی نذر (منت) مانی ہوئی ہے تو اس کا بھی فدیہ دینا ہوگا۔

(۴) زکوٰۃ جتنے سال کی اور جتنی مقدار مال کی رہی ہے، اس کا حساب کر کے دینا ہوگی۔

Marfat.com

(۵) حج فرض اگر ادا نہیں کر سکا تو میت کے مکان سے کسی کو حج بدل کے لیے بھیجا جائے گا اور اس کا پورا کرایہ وغیرہ تمام مصارف ضرور یہ ادا کرنے ہوں گے۔

(۶) کسی انسان کا قرض ہے تو اس کا حق کے مطابق کرنا ہوگا۔

(۷) جتنے صدقۃ الفطر رہے ہوں ہر ایک کے پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ادا کی جائے۔

(۸) قربانی کوئی رہ گئی ہو تو اس سال[1] میں ایک بکرے یا اس حصہ گائے کی قیمت کا اندازہ کر کے صدقہ کیا جائے (منیۃ الجلیل)

(۹) سجدہ تلاوت رہ گئے ہوں تو احتیاط اس میں ہے کہ ہر سجدہ کے بدلے پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت کا صدقہ کیا جائے۔

(۱۰) اگر فوت شدہ نمازوں یا روزوں کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو تو تخمینہ سے حساب کیا جائے گا۔

یہ سب احکام اس صورت کے ہیں کہ مرنے والے نے وصیت کر دی ہو اور بقدرِ وصیت مال چھوڑا ہو، اور اگر وصیت ہی نہیں کی یا ادائے وصیت کے مطابق کافی ترکہ نہیں ہے، تو وارثوں پر اس کے فرائض و واجبات کا فدیہ ادا کرنا لازم نہیں، ہاں وہ اپنی خوشی سے ہمدردی کرنا چاہیں تو موجبِ ثواب ہے۔

بندہ (مفتی) محمد شفیع عفا اللہ عنہ

محرم الحرام (کراچی)

عرس وغیرہ کے بارے میں

آج کل ہمارے دیار میں جس کو لوگ عُرس کہتے ہیں یعنی کسی بزرگ کی تاریخِ وفات پر سالانہ ان کی قبر پر اجتماع اور میلہ قائم کرنا، یہ فعل بھی بدعت مستحدثہ ہے اور یہ نام بھی اس کے لئے مستحدث ہے۔ قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں کیا قرونِ ما بعد میں بھی

[1] یعنی جس سال کی قربانی رہ گئی ہو اس سال ایک بکرے یا گائے کے ایک حصہ کی جو قیمت تھی وہ صدقہ کی جائے۔ واللہ اعلم (مفتی) محمد رفیع عثمانی

Marfat.com

صدیوں تک اس کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ بہت آخر زمانہ میں ایجاد ہوا ہے مشہور یہ ہے کہ جس طرح اور تمام بدعات کی اصل ابتداءً بُری نہ تھی، بعد میں لوگوں کی تعدی نے اس کو گناہ اور بدعت بنا دیا اسی طرح اس میں بھی ابتدائی واقعہ یہ ہوا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ سالانہ غیر معین تاریخوں میں پیران کلیر حضرت مخدوم صاحبؒ کے مزار پر حاضر ہوتے تھے، اس کی خبر سُن کر آپ کے مرید بھی آنے لگے، پھر لوگوں نے اس خیال سے کہ حضرت شیخ کے ساتھ حاضرین کے شائقین کو دشواری ہوتی ہے کوئی دن معیّن کر دیا یہاں تک بھی منکرات کا ہجوم نہ تھا۔ پھر بعد میں جہلاء ومبتدعین نے اس کو اس حد تک طول دے دیا کہ سینکڑوں محرمات اور افعالِ شرک وکُفر کا تماشہ گاہ ہو گیا اور پھر یہ رسم سب جگہ چل پڑی، اب مسئلہ عُرس میں دو حیثیت قابل بیان ہیں۔ اول نفس عُرس خالی از دیگر منکوات دوسرے مع بدعات ومنکرات مروّجہ۔

جواب یہ ہے کہ اتفاقی طور پر کوئی شخص کسی بزرگ کے مزار پر بلا تعین تاریخ و بلا اہتمام خاص کے اگر ہمیشہ سالانہ بھی جایا کرے تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ مستحب بلکہ سنت ہے بشرطیکہ منکرات مروّجہ وہاں نہ ہوں۔

لیکن کسی معیّن تاریخ کو ضروری سمجھنا یا ایسا عمل کرنا جس سے دیکھنے والوں کو ضروری معلوم ہو اور نہ کرنے والوں پر اعتراض کی صورت پیدا ہو، یہ ایک بدعت سیئہ ہے جس کا اصول اسلام میں کہیں نام نہیں۔

امر دوم یعنی عُرس مصطلع مع منکرات مروّجہ جو لوازمِ عُرس سے سمجھے جاتے ہیں، اس کا جواب ظاہر ہے کہ ایک تو فی نفسہٖ بدعت اور پھر اس میں بہت سے مشرکانہ افعال اور بدعات اور امورِ قبیحہ کا ارتکاب لازم آتا ہے اس لیے بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے جن میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ چراغ جلانا جو بنصِ حدیث حرام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (مشکوٰۃ)

۲۔ چادر وغیرہ چڑھانا جس کی حدیث صریح میں مخالفت ہے۔ (بخاری)

Marfat.com

۳۔ ان کے نام کی نذر و منت ماننا جو مطلقاً حرام ہے۔

قال فی البحر الرائق الاجماع علی حرمة النذر للمخلوق ولا ینعقد ولا یشتغل به الذمة وانه حرام بل سحت ولا یجوز لخادم الشیخ اخذه ولا اکله ولا التصرف فیه بوجه من الوجوه.

۴۔ پھر اس نذر کی مٹھائی وغیرہ کو تبرک سمجھ کر کھانا اور تقسیم کرنا، حالانکہ اس کا حرام ہونا اوپر کی عبارت بحر سے معلوم ہوگیا اس لئے اس کے حلال و تبرک سمجھنے میں تو اندیشہ کفر کا ہے۔ والعیاذ باللہ

۵۔ راگ باجہ وغیرہ جس کی مذمت و ممانعت پر احادیث کثیرہ صراحۃً وارد ہوئی ہیں، تفسیر روح المعانی میں آیت لہو الحدیث کے ذیل میں تعداد کثیر ان روایات کی جمع کی گئی ہے فلیراجع، نیز شیخ ابن حجر مکی کا رسالہ "کف الرعاء عن محرمات اللھوی والسماع" بھی اس موضوع میں کافی وشافی ہے۔

خود صوفیائے کرام کی ایک جماعت کثیرہ نے بھی اس کو ناجائز فرمایا ہے، ملاحظہ ہو رسالہ حقوق السماع حکیم الامۃ مولانا التھانوی مدظلہ

۶۔ فاحشہ عورتوں کا گانا اور اجتماع جو بہت سے مخرفات کا مجموعہ ہے۔

۷۔ عام عورتوں کا قبروں پر جمع ہونا جس پر حدیث میں ارشاد ہے: لعن اللہ زوارات القبور......

۸۔ قبروں کے مجاورین کا بیٹھنا جس کی ممانعت حدیث وفقہ کی معتبر کتب میں منصوص ہے۔

۹۔ قبر کا طواف کرنا قطعاً حرام ہے۔

۱۰۔ سجدہ کرنا جو بقصد عبادت ہو کفر صریح ہے اور بلا قصدِ عبادت انتہائی درجہ کا گناہ کبیرہ ہے۔

ایسا کرنے والے بدعتی اور سخت گناہ گار ہیں۔

Marfat.com

غیر اللہ کو سجدہ کرنا اگر بہ نیتِ عبادت ہو تو کفر صریح اور ارتدادِ محض ہے (نعوذ باللہ منہ) اور اگر بہ نیتِ عبادت نہ ہو بلکہ قصد تعظیم معروف ہو تو ارتداد و کفر تو نہیں لیکن سخت تر گناہ اور قریب شرک کے ہے۔

اور جو پیر اپنے سامنے اس گناہ کو جاری رکھتے ہیں اگر چہ امر نہ کریں البتہ شریکِ گناہ ہیں۔ اگر بالفرض لوگ اس کا کہنا نہیں مانتے تو یہ پیر ہی کس کام کا ہے، کم از کم اس کو ان سے علیحدہ ہو جانا فرض ہے۔

الغرض ایسے پیروں سے بیعت کرنا حرام ہے جو حدودِ شرعیہ کی پرواہ نہ کرتے ہوں جیسا کہ امام غزالیؒ کی اپنی اکثر تصنیفات میں اور رسالہ قشیریہ عوارف المعارف وغیرہ میں خود آئمہ تصوف کے اقوال سے اس کو ثابت کیا گیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے القول الجمیل میں پیر یعنی شیخ کامل کی چند شرائط لکھی ہیں جو شخص ان شرائط کے ساتھ موصوف نہ ہو اس کے ہاتھ پر بیعت نہ کرنا چاہئے بالخصوص جو شخص مرتکب امور مذکورہ فی السوال ہو اور معاصی کا مرتکب ہو اس کے ہاتھ پر بیعت کرنا حرام ہے۔ وذالک کلہ ظاہر

سجدہ کے متعلق یہ ذہن میں رہے کہ غیر کو سجدہ کرنا حرام ضرور ہے کفر ہونے میں تفصیل ہے، حرمت میں کوئی تفصیل نہیں۔ فتح القدیر کی طرف اباحت کو منسوب کرنا غلط محض ہے۔

بدعت لغت میں ہر نئے کام کو کہتے ہیں خواہ عادت ہو یا عبادت، جن لوگوں نے یہ معنی لیے ہیں انہوں نے بدعت کی تقسیم دو قسمیں کی ہیں۔ سیئہ اور حسنہ۔ جن فقہاء کے کلام میں بعض بدعت کو حسنہ کہا گیا ہے وہ اسی معنی لغوی کے اعتبار سے بدعت ہیں ورنہ درحقیقت بدعت نہیں اور معنی شرعی بدعت کے یہ ہیں کہ دین میں کسی کام کا زیادہ یا کم کرنا جو قرنِ صحابہ و تابعین کے بعد ہوا ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے کرنے کی اجازت منقول نہ ہو، نہ قولاً نہ فعلاً نہ صراحۃً نہ اشارۃً۔

پھر بدعت میں درجات ہیں، بعض مکروہ کے درجہ میں ہیں بعض حرام، بعض شرک

Marfat.com

اور مُصر علی البدعۃ بہر حال فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ کما فی الدر المختار وغیرہ وخلف مبتدع۔الخ

قبروں پر چراغ جلانا جائز نہیں، حدیث شریف میں ہے: لعن اللہ زوارات القبور والمتخذین علیها السراج، اس لئے جو تیل درگاہ کی روشنی کے لئے دیا جاتا ہے اس کو اصل مزار پر جلانا نہ چاہئے البتہ اگر مزار کے متعلق حجرے ہوں یا راستہ پر روشنی کی ضرورت ہو وہاں جلایا جاسکتا ہے اسی طرح حجرہ امام اگر متعلقاتِ درگاہ میں ہو تو اس میں بھی جلا سکتے ہیں۔ ہو جائے کہ یہ تیل بطور نذر مزار پر چڑھایا ہے تو کسی جگہ بھی اس کا استعمال جائز نہیں کیونکہ غیر اللہ کے نام کی نذر حرام ہے اور اس چیز کا استعمال بھی حرام ہے جس کی نذر کی گئی ہو۔

ایصالِ ثواب کے لئے قبر پر جانے کی ضرورت نہیں، ہر جگہ سے پہنچتا ہے۔ البتہ قبر پر جانے سے دوسرے فوائد ہیں، عامہ مومنین کی قبر پر جانے سے عبرت اور اعزاء واقرباء کی قبروں پر عبرت کے ساتھ ادائے حق بھی اور بزرگوں کی قبروں پر اس کے ساتھ برکات بھی، دعا میں صاحبِ قبر کو خطاب نہ کرنا چاہئے بلکہ یوں دعا کرے تو مضائقہ نہیں کہ یا اللہ فلاں مقبول بندے کے طفیل سے ہمارا کام کر دے۔

سوال:۔ زید کہتا ہے اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو فلاں بزرگ کی درگاہ پر چادر چڑھاؤں گا اور وہاں بنامِ خدا نیاز کروں گا، یہ کیسا ہے؟ اگر زید کا کام حسبِ منشاء ہو جائے تو چادر چڑھانا اس پر واجب ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ چادر قبر پر چڑھانا خود بھی ناجائز ہے اور نذر اس کی کرنا دوسرا گناہ ہے اور یہ نذر صحیح بھی نہیں ہوتی۔

سوال:۔ مولود شریف جو مروّجہ طریقہ سے ہوتا ہے کیا حکم رکھتا ہے؟ مولود میں قیام جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ناجائز ہے اور اگر بدعات وتعینات مروّجہ سے خالی ہو تو جائز ہے۔

سوال:۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی گیارہویں ایصالِ ثواب کے لئے جائز ہے یا

Marfat.com

نہیں؟

الجواب:۔ ایصالِ ثواب جائز ہے، بشرطیکہ گیارہویں کی تخصیص نہ کرے۔

سوال:۔ بزرگوں کی ارواح کو ثواب پہنچانے کیلئے کھانا مزاروں پر بھیجا جاتا ہے جائز ہے یا نہیں؟ اگر مکان میں فاتحہ دلا کر ایصالِ ثواب کر دیا جائے تو کیا ثواب کم ہوتا ہے، جیسے اکثر لوگوں کا مقولہ ہے کہ نیاز قبول نہیں ہو سکتی جب تک مزاروں پر نہ بھیجی جائے۔

الجواب:۔ مزاروں پر بھیجنا فضول اور لایعنی حرکت ہے ہر جگہ سے ایصالِ ثواب ہو سکتا ہے۔

سوال:۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی فاتحہ خوانی جو عشرہ محرم میں ہوتی ہے اس کے لئے کیا حکم ہے، نیز ان کا ذکرِ شہادت پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ ایصالِ ثواب یا ذکرِ شہادت کے لئے عشرہ محرم کی تخصیص لغو اور بدعت ہے۔ بلا تعین بھی کسی وقت کرے تو جائز اور ثوابِ عظیم ہے۔

Marfat.com

شادی ودعوت ولیمہ کے موقع پر کی جانیوالی

چند رسومات

بخاری و مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من كان يؤمن بالله واليوم الأخر فليكرم ضيفهٔ، ومن كان يؤمن بالله واليوم الأخر فليصل رحمه. [1]

''جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور یومِ آخرت پر اُسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت وخاطر مدارت کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، رشتے داروں سے صلہ رحمی کرے۔''

مہمان کی عزت وخاطر داری یہ ہے کہ اس سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملے، اس سے ملاقات پر اظہارِ مسرت کرے، اس سے شیریں کلامی سے پیش آئے، اسے مناسب جگہ بٹھائے اور بذاتِ خود اس کی مہمان نوازی وخاطر داری میں حصہ و دلچسپی لے اسے صرف نوکروں کے حوالے نہ کردے اور تین دن تک اپنی استطاعت وگنجائش کے مطابق اس کے خورد ونوش کا انتظام کرے اور اسے لطف وکرم کے ساتھ رخصت کرے۔

بخاری و مسلم میں سیدنا ابو شریح سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول

---

[1] بخاری، کتاب الادب، باب اکرام الضیف وخدمتہ ایاہ بنفسہ (ح ۶۱۳۸) واللفظ لہ مسلم۔ کتاب الایمان، باب الحث علی اکرام الجار والضیف (ح ۴۷) مسلم کی روایت میں دوسرا جملہ نہیں۔

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے:

''جو شخص اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا حقِ ضیافت ادا کرے۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! حقِ ضیافت کیا ہے؟ فرمایا: ایک شب و روز کی کماحقہٗ اس کی خاطر مدارات کرے، اور مدتِ ضیافت زیادہ سے زیادہ تین دن ہے، اس سے زیادہ جو ہو وہ اس پر صدقہ ہے۔''[1]

سب سے پہلے مہمان نواز سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہیں، جن کی کنیت ہی ''ابو الضیفان'' ہو گئی تھی۔ ''ابو الضیفان'' یعنی مہمان والے۔ ان کا روزانہ کا معمول تھا کہ جب کھانے کا وقت آتا اور کوئی مہمان موجود نہ ہوتا تو مہمان کی تلاش میں نکل جاتے اور بسا اوقات ایک دو میل تک چلتے جاتے اس امید سے کہ شاید ذرا آگے کوئی مہمان مل جائے اور اس کے ساتھ کھانا تناولِ فرمائیں[2] ان کے اس شوق اور خلوصِ نیت کے سبب اللہ تعالیٰ ان کی یہ خواہش پوری بھی فرما دیتا اور روزانہ کچھ نہ کچھ مہمان مل جاتے۔

تکلفات

مہمانوں کی مہمان نوازی بڑی اچھی چیز ہے اور جذبۂ مہمان نوازی ایک مبارک جذبہ ہے۔ لیکن آج کل کے غیر ضروری تکلفات نے مہمان نوازی کو ایک بوجھ بنا دیا ہے، اور وہ تکلفات چونکہ رواج پا گئے ہیں، اس لئے میزبانوں کو چار و ناچار ان کی رعایت کرنی پڑتی ہے اور اس کی وجہ سے مہمان نوازی ایک بوجھ بن جاتی ہے، حالانکہ مہمان نوازی تعلقات کی استواری اور محبت و اخوت پیدا کرنے کا موثر و بہترین ذریعہ ہے۔

ضیافت میں بہت سی باتیں داخل ہو گئی ہیں جن سے اجتناب کرے اور اسے دور

1۔ بخاری، کتاب الادب، باب من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ جارہ (ح ۶۰۱۹) مسلم۔ کتاب (اللقطۃ) باب الضیافۃ ونحوہا، (ح ۱۴/ ۴۸)

2۔ اکرام الضیف (ح ۹۶) لابراہیم بن اسحاق الحربی۔ عن محمد بن اسحاق احیاء العلوم (۱۲۸۲) شعب الایمان (۹۶۱۷) عن عکرمۃ (۹۶۱۹) عن عطاء

Marfat.com

کرنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً: کوئی مہمان سفر سے آیا ہوا ہے، ممکن ہے دیر سے کھانا نہ کھایا ہو، مناسب ہے کہ فوری طور پر ماحضر پیش کر دیا جائے، لیکن بعض میزبان طویل تکلفات میں لگ جاتے ہیں اور مہمان کو دیر تک کھانے کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔

یا مثلاً: مہمان کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی مدعو ہوتے ہیں اور بیٹھ کران جملہ مدعوین حضرات کا انتظار کیا جاتا ہے، بعض لوگ آنے میں کافی دیر کرتے ہیں تب تک کھانا شروع نہیں کیا جاتا، حالانکہ جو لوگ موجود ہیں انہیں بھوک لگی ہوئی ہے، یا جلد کھا لینے کی خواہش ہوتی ہے اور کھانا وقت سے بے وقت ہو رہا ہوتا ہے۔

یا ان میں سے بعض مہمانوں کی کچھ اور ضروریات ہوتی ہیں اور موقع نہیں ہوتا کہ وہ وہاں زیادہ دیر تک بیٹھے رہیں مگر تاخیر پر اُلجھن و تکلیف کے باوجود تکلفاً بیٹھے رہتے ہیں اور میزبان تمام مدعو حضرات کے آ جانے کے بعد ہی کھلانا شروع کرتا ہے۔

یہ غیر ضروری تکلفات کا نتیجہ ہے، جو سب کے لئے باعثِ تکلیف ہوتا ہے لیکن رواج کی پاسداری میں تکلیف کے باوجود ایسا ہوتا رہتا ہے، حالانکہ ایسے رواج کو ختم کرنے کی ضرورت ہے نہ کہ اسے جاری رکھنے کی، البتہ وقت پر نہ پہنچنے والا اگر غریب آدمی ہو یا اندیشہ ہو کہ اس کی دل شکنی ہوگی تو اسکی رعایت کی جا سکتی ہے، ورنہ مہمانوں کی ضیافت میں جلدی کرنی چاہئے انہیں زحمتِ انتظار میں مبتلا نہ کرنا چاہئے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بابت قرآن میں مذکور ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کے پاس دو فرشتے بہ شکل مہمان آئے، جو لوط علیہ السلام کے پاس بھیجے گئے تھے، تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان مہمانوں کو بلا توقف کھانا پیش کر دیا۔ قرآن کا بیان ہے:

فما لبث ان جآء بعجلٍ حنیذ. (ھود. ۶۹)

نیز فرمایا گیا:

فراغ الیٰ اھلہٖ فجاء بعجلٍ سمین. (الذاریات: ۵۱)

"وہ بلا توقف فوراً گھر میں داخل ہوئے اور ایک موٹا تازہ بہترین بھنا ہوا بچھڑا مہمانوں کے سامنے لا کر رکھ دیا"۔

Marfat.com

حاتم اصم کا قول ہے:

العجلة من الشيطان اِلّا فی خمسةٍ فانها من سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم اطعام الضیف وتجهیز المیت وتزویج البکر وقضاء الدَّین والتوبة من الذنب. [1]

''جلد بازی شیطانی کام ہے، مگر پانچ چیزیں اس سے مستثنٰی ہیں اُن میں جلدی کرنا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے:

☆ ...... مہمانوں کو کھانا کھلانا

☆ ...... میت کی تجہیز و تدفین

☆ ...... کنواری لڑکی کی شادی کر دینا

☆ ...... قرض چکا دینا

☆ ...... گناہ سے توبہ کرنا

لہٰذا ان پانچ کاموں میں دیر نہ کرنی چاہئے، ان میں جہاں تک ہو سکے جلدی کرنی چاہئے۔

مہمان نوازی کی منکرات میں سے ایک یہ جذبہ بھی ہے کہ ہم ایسی پُر تکلف مہمان نوازی کریں جس کا دور دور تک چرچا ہو اور لوگ دیکھیں کہ ہم نے کیسی شاندار ضیافت کی ہے، یہ جذبہ غیر مستحسن ہے اور اس جذبہ کی بنا پر آدمی بسا اوقات اپنی طاقت سے زیادہ تکلفات کر دیتا ہے جس کے سبب وہ زیر بار و مقروض بھی ہو جاتا ہے۔

مہمان نوازی میں تکلف کرنے کا مطلب بعض سلف نے یہ بتایا ہے کہ آدمی اپنے مہمان کو وہ چیز کھلانے کا اہتمام کرے جو اسے خود کھانا میسر نہیں ہے۔ اور اس تکلف کے ذریعے وہ اپنی دریا دلی اور بڑی حیثیت ظاہر کرنا چاہتا ہو...... چنانچہ شادیوں اور ولیمہ کی دعوت میں بعض لوگ بے حد اسراف اور فضول خرچی سے کام لیتے ہیں، انواع واقسام کے کھانے تیار کرتے ہیں اور اپنی ناک اونچی رکھنے کے لئے مقروض و زیرِ بار ہو جانا بھی گوارا

---

[1] حلیۃ الاولیاء (۷۸/۸)

Marfat.com

کر لیتے ہیں اور بے جا تکلفات میں مبتلا ہوتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا:

الا هلک المتنطّعون. [1]

''اپنی طاقت سے بڑھ کر تکلف کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے''۔

نیز حدیث میں آتا ہے، آپ نے فرمایا: ''مہمان کے لئے تکلف نہ کرو کہ (جس کے نتیجہ میں) وہ محبوب کے بجائے مبغوض بن جائے اور وہ بوجھ محسوس ہونے لگے''۔ [2]

ایک حدیث میں ہے آپ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''اے عائشہ! مہمان کے لئے ملول خاطر کر دینے والا تکلف نہ کرنا، اسے وہی کھلاؤ جو اللہ تمہیں میسر کرے۔'' [3]

طبرانی اور امام احمد نے یہ روایت نقل کی ہے کہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس مہمان آئے ہوئے تھے، تو سیدنا سلمان فارسیؓ نے ان سے کہا:

لو لا انّا نهينا عن التكلُّفِ لتكلفتُ لكم. [4]

''اگر ہم تکلف کرنے سے روکے نہ گئے ہوتے تو آپ کی پُر تکلف مہمان نوازی کرتے۔''

اور فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''غیر ضروری تکلف قطع تعلق کا ذریعہ بن جاتا ہے مثلاً ایک شخص کسی کو دعوت دیتا ہے اور اس کی بڑی پُر تکلف مہمان نوازی کرتا ہے، یہ پُر تکلف مہمان نوازی اتنے مصارف کا سبب بن جاتی ہے کہ وہ بار بار اسے مدعو نہیں

---

[1] مسلم، کتاب العلم۔ باب هلك المتنطعون (ح ٢٦٧٠)

[2] احياء العلوم (١٢/٢) ولم يوجد بهذا اللفظ عند غيره۔ وفي معناه من حديث سلمان انظر، اخبار اصفهان ٥٦/١ (تاريخ بغداد (٢٠٥/١٠) شعب الايمان (٩٥٩٩) وسنده ضعيف كما قال العراقي في تخريج الاحياء۔

[3] اتحاف السادة المتقين (٢٣٨/٥) لم اقف على اسناده۔

[4] مسند احمد (٤٤١/٥) ولفظه "لو لا انا نهينا ان يتكلف احدنا لصاحبه لتكلفنا لك" طبراني الكبير۔ (٢٣٥/٦) مستدرك حاكم (١٢٣/٤)

Marfat.com

کرسکتا، نیز مہمان بھی میزبان کو اپنے یہاں مدعو کرنے سے اِس بنا پر گھبراتا ہے کہ تکلف کے جواب میں ہمیں بھی اسی طرح کے تکلفات کرنے ہوں گے اور کافی زیر بار ہونا پڑے گا۔ اس طرح بار بار ایک دوسرے کو مدعو کرنے اور ایک دوسرے کے یہاں جانے کا راستہ بند ہو جاتا ہے اور یہ غیر ضروری تکلف قطع تعلق کا سبب بن جاتا ہے۔ (رواہ ابوبکر بن ابی الدنیا)

اگر کسی تکلف کے بغیر صرف ماحضر پیش کر دینے کی بات ہو تو ایسی مہمانی اور میزبانی کسی کے لئے بھی اور کسی وقت بھی بوجھ معلوم نہ ہو اور متعلقین واحباب کی آمد ورفت کا سلسلہ برابر جاری رہے اور تعلقات میں کبھی سردمہری نہ آنے پائے۔

رسم ورواج کی لعنت

بعض جگہ ایسے ایسے رواج پائے جاتے ہیں جن کے سبب رشتے داروں کو اپنے کسی رشتے دار کے یہاں جانے میں تامل ہوتا ہے۔ مثلاً بعض صورتوں میں ایک رشتہ دار دوسرے کے یہاں جاتا ہے تو ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے ساتھ مٹھائی و پھل فروٹ لے جائے، نیز وہاں پہنچ کر بچوں کو، یا فلاں فلاں کو کچھ روپے دے دے، یا اپنے گھر رشتے دار کو بلائے تو ایسی ویسی خاطر داری کرے اور اس کو واپس ہوتے وقت کچھ روپے دے یا کچھ سامان دے تو ایسے رواج کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن مصارف کے خوف سے آدمی رشتے داروں کے پاس جلدی نہیں جاتا ہے، یا ان رشتے داروں کو بلاتا نہیں ہے، جن کے سبب زیادہ مصارف کا خطرہ ہے۔ اس طرح رفتہ رفتہ رشتے ناطے میں سردمہری آجاتی ہے۔ بہنیں اور بیٹیاں بہت سوچ بچار کے بعد سسرال سے میکے لائی جاتی ہیں کیونکہ انہیں لانا رسم ورواج کے سبب طویل مصارف کا موجب ہوتا ہے۔ یہ رسم ورواج ہر ایک کے لئے مصیبت ووبال بنے ہوئے ہیں مگر افسوس لوگ ان رسوم سے باز نہیں آتے۔

تکلف کے سلسلہ میں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بھی مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الّا نتکلف

Marfat.com

للضَّيفِ ما ليس عندنا و ان نقدم اليه ما حضرنا.[1]

''رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم مہمان کے لئے وہ چیز مہیا کرنے کی زحمت میں نہ پڑیں جو ہمارے پاس نہ ہو، اور جو حاضر ہو وہ مہمان کی خدمت میں بلاتکلف پیش کردیں''۔

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ و دیگر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بابت مروی ہے کہ وہ اپنے مہمان بھائیوں کی خدمت میں روکھی سوکھی روٹی اور کھجور اور پانی جو کچھ بھی حاضر و میسر ہوتا بلاتکلف پیش فرمادیتے اور فرماتے: ہم نہیں جانتے ہیں کہ اُن دونوں میں سے کون غلطی پر ہے، وہ مہمان جو اس چیز کو حقیر سمجھے جو بلاتکلف اس کی خدمت میں پیش کردی گئی ہے یا وہ میزبان جو مہمان کی خدمت میں ماحضر پیش کردینے کو حقیر سمجھتا ہے۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے ولیموں کی دعوتیں تکلفات سے بالکل پاک ہوا کرتی تھیں، چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا تو لوگوں کو صرف کھجور اور ستو کھلائے۔[3]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کے بعد جو ولیمہ کیا وہ آپ کے سب ولیموں پر فائق تھا۔ اس ولیمہ میں آپ نے ایک بکری ذبح کی تھی اور لوگوں کو گوشت کھلایا تھا۔''[4]

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا نشان پایا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ عبدالرحمٰنؓ نے کہا:

---

1. تفسیر درِّ منثور (۷/ ۲۰۸) بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان (۹۶۰۱)
2. مجمع الزوائد (۸/ ۱۷۹، ۱۸۰)
3. بخاری۔ کتاب الصلاۃ۔ باب ما یذکر فی الفخذ (ح: ۳۷۱)
مسلم۔ کتاب النکاح، باب فضیلۃ اعتاقہ امتہ ثم یتزوجھا (ح: ۸۴/ ۱۳۶۵)
وانظر ایضا احمد (۳/ ۱۱۰) ابوداود (۳۷۴۴) ترمذی (۱۰۹۵) ابن ماجہ ۱۹۰۹)
4. بخاری۔ کتاب النکاح: باب الولیمۃ ولو بشاۃ (ح: ۵۱۵۸)
مسلم۔ کتاب النکاح: باب زواج زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (ح: ۱۴۲۸)

Marfat.com

ایک گٹھلی سونا مہر کے عوض میں نے ایک عورت سے شادی کی ہے، آپ نے انہیں برکت کی دعا اور شادی کی مبارک باد دی اور فرمایا ولیمہ کر ڈالو گو ایک بکری ہی کا سہی۔ [1]

سادگی کا نمونہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو صرف ایک پیالہ دودھ سے ولیمہ کیا۔ اس میں سے خود تھوڑا سا پیا، پھر سیدہ عائشہؓ کو پینے کے لئے بڑھا دیا، وہ شرمانے لگیں تو ان کی سہیلی اسماء بنت یزید نے ان سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطیہ واپس نہ کرو۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے شرماتے شرماتے لے لیا اور تھوڑا سا پی کر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا اپنی سہیلیوں کو دے دو۔ اسماء کہتی ہیں: ہم نے کہا، یا رسول اللہ! اس وقت ہم لوگوں کو کھانے پینے کی اشتہا نہیں ہے۔ فرمایا: بھوک و جھوٹ جمع نہ کرو۔ بھوک بھی ہے اور جھوٹ بھی بولتی ہو۔ اسماء کہتی ہیں: میں نے کہا: یا رسول اللہ! اگر ہم میں سے کسی کو کسی چیز کی خواہش ہے اور وہ کہتا ہے مجھے اس کی خواہش نہیں، تو کیا یہ بھی جھوٹ شمار ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جھوٹ بہر حال جھوٹ ہے اور وہ جھوٹ ہی کے زمرے میں شمار ہوتا ہے خواہ معمولی جھوٹ کیوں نہ ہو۔ [2]

سبحان اللہ! وہ سید الاولین والآخرین و محبوب رب العالمین ہیں اور فقر و سادگی کا یہ عالم ہے کہ شادی ہو رہی ہے اور لوگوں کو ضیافت کے لئے ایک پیالہ دودھ کے سوا کچھ میسر نہیں ہے، نہ کچھ فراہم کرنے کی فکر و اہتمام ہی ہے۔ صرف ولیمہ ہی نہیں شادی میں بھی سادگی کا یہ عالم تھا، کہ نہ پہلے سے کوئی تیاری و اہتمام، نہ کوئی شان، نہ بان، نہ کوئی تکلف۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں وہ اُن کی رخصتی کا دن تھا۔ یہاں لڑکی والے کے یہاں بھی پہلے سے نہ کوئی تیاری تھی نہ دھوم دھام۔ حد یہ ہے کہ

---

[1] بخاری۔ کتاب النکاح، باب الولیمة ولو بشاة (ح ۵۱۶۷)
مسلم۔ کتاب النکاح: باب الصداق وجواز کونہ تعلیم القرآن (ح: ۱۴۲۷)

[2] مسند احمد (۶/۴۵۸) لیکن اس میں آخری جملے نہیں ہیں۔
مجمع الزوائد (۴/۵۱) بحوالہ طبرانی فی الکبیر (۲۴/۱۵۶) وسندہ ضعیف

Marfat.com

جسے دلہن بن کے جانا تھا وہ یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اس معاملے سے بے خبر، سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھولنے میں مصروف تھیں کہ یکا یک ان کی ماں اُم رومانؓ نے ان کو آواز دی۔ وہ آواز سنتے ہی ہانپتی کانپتی دوڑی آئیں۔ ماں بیٹی کا ہاتھ پکڑے دروازے تک لائیں۔ وہاں منہ دھلا کر بال سنوار دیے پھر ان کو اس کمرے میں لے گئیں جہاں انصار کی کچھ عورتیں دلہن کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔ دلہن جب اندر داخل ہوئی تو مہمان عورتوں نے:

علی الخیر والبرکة وعلیٰ خیر طائر......

''تمہارا آنا بخیر و بابرکت و فال نیک ہو''

کہہ کر استقبال کیا، دلہن کو سنوارا، تھوڑی دیر کے بعد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور سیدہ عائشہؓ رخصت کر دی گئیں۔ [1]

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی تھی، جو سادگی کا ایک نمونہ تھی اور اب اُسی رسولؐ کی یہ امت ہے، جس نے شادی کو اس قدر تکلفات اور شان بان کی چیز بنا دیا ہے کہ شادی بربادی کا باعث اور مصیبت و وبال بن گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امت کو اپنے رسولؐ کا طریقہ نہیں، غیر مسلموں کا طریقہ زیادہ پسند آیا ہے۔ غیر مسلموں میں شادی بڑی دھوم دھام کی ہوتی تھی مسلمانوں نے وہی دھوم دھام اختیار کر لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں رائج دھوم دھام والی شادیوں کی خلاف ورزی کی اور سادگی کی بنا ڈالی، اُسی رسولؐ کی امت ان مسلمانوں نے اپنے رسول کے طریقے کی خلاف ورزی کر کے غیر مسلموں کے دھوم دھام والے طریقے کو اپنے یہاں رواج دیا۔

افسوس کتنا فرق ہو گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے اور اس کی اتباع کا دم بھرنے والے مسلمانوں کے طریقے میں!

---

[1] بخاری: کتاب مناقب الانصار: باب تزویج النبی ﷺ عائشہؓ (ح ۳۸۹۴)
مسلم۔ کتاب النکاح: باب جواز تزویج الاب البکر الصغیرة (ح ۱۴۲۲)

Marfat.com

فضول خرچی ومحرمات کا ارتکاب

شادی میں جو غیر ضروری تکلفات کیے جاتے ہیں اور گوناگوں رسوم پر کافی مصارف برداشت کیے جاتے ہیں وہ قبیح و مذموم کیونکر نہ ہوں گی؟ جب کہ وہ بہت سی مضرتوں کا سبب بنتے ہیں اور کتنے دولہا دولہن اور ان کے والدین خوشحالی کے بعد ان مصارف کے سبب بدحالی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ نقصان سب کی نظر میں ہے، اس کے باوجود رسم ورواج میں کمی نہیں بلکہ دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ وہ اس موقع پر فضول خرچی کے مرتکب ہوتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے شیطانی کام اور فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی کہا ہے اور جس کی بہت زیادہ مذمت قرآن وحدیث میں آئی ہے۔

فضول خرچی ہر حال میں مذموم ہے خواہ وہ دین کے کام میں ہو یا دنیاوی کام میں۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وضو میں زیادہ پانی خرچ کرتے ہوئے دیکھا تو اسے بھی فضول خرچی قرار دیا۔[1] حالانکہ وضو ایک نیک کام تھا اور خرچ تھا پانی کا۔

لوگ بہت سے دینی امور میں تغافل وچشم پوشی سے کام لیتے ہیں اور اس کا خیال نہیں رکھتے کہ حلال چیز استعمال ہو رہی ہے یا حرام اور شرعاً اس کی اجازت ہے یا ممانعت ہے، چنانچہ بعض لوگ مہمان کی پُر تکلف میزبانی میں سونے چاندی کے برتن استعمال کرتے ہیں، حالانکہ سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے۔[2]

میزبان کو اس حرام کام کا مرتکب نہ ہونا چاہئے اور مہمان کو بھی سونے چاندی کے برتن میں کھانے پینے سے انکار کر دینا چاہئے۔ بلکہ مسلمان کی نصیحت وخیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ مہمان میزبان کو اس حرام کام کے ارتکاب سے روکے، اگر وہ نہ مانے تو مہمان کو

---

1 ابن ماجہ۔ کتاب الطہارۃ: باب ماجاء فی القصد فی الوضوء، (ح:۴۲۵) اس کی سند عبداللہ بن لہیعہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

2 رسول اللہ نے فرمایا: سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ (کھاؤ) پیو اور نہ ہی ریشم اور دیباج پہنو، کیونکہ یہ دنیا میں ان (کافروں) کیلئے ہے اور تمہارے لئے آخرت (جنت) میں ہوگا۔

Marfat.com

چاہئے کہ وہ اٹھ کر وہاں سے چلا جائے اور اس منکر کام سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے اس جگہ بیٹھنا بھی گوارہ نہ کرے، اسی طرح اگر مہمان دیکھے کہ میز بانوں میں سے کوئی سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے ہے اور کہنے کے باوجود اس گناہ سے باز نہیں آتا تو وہ نہ اس میز بان کے ہاتھ سے کھائے نہ اس کے یہاں بیٹھے۔

دینی امور کا ہر جگہ خیال رہنا چاہئے، حلال حرام کی تمیز ہر موقع پر ہونی چاہئے، خواہ وہ شادی کا موقع ہو یا غمی کا، اور مہمانی کا ہو یا میز بانی کا یا کوئی بھی موقع محل ہو۔ اگر اس کا بس چلے تو اس برائی کو ختم کرے، نہ بس چلے تو اس سے نفرت کا اظہار کرے اور خود اس کے قریب نہ جائے۔

بعض لوگ شادیوں اور دعوتوں میں مسخرے لے آتے ہیں، مسخرہ پن چونکہ ان کا پیشہ ہوتا ہے اسلئے وہ بعض لوگوں سے تمسخر کرتے ہیں، فحش اور گندے مذاق کرتے ہیں۔ شریعت پاکیزہ مزاح کی اجازت دیتی ہے مگر فحش مذاق، گندی باتیں اور لوگوں کا تمسخر شرعاً بھی ناروا ہے اور اخلاقاً بھی، اس سے اور ایسی مجلسوں سے احتراز کرنا چاہئے۔

مہمان نوازی کے آداب

مہمان نوازی کی غیر مستحسن باتوں میں سے ایک یہ بات بھی بعض بڑے لوگوں میں پائی جاتی ہے، کہ وہ مہمان کی خدمت بذاتِ خود نہیں کرتے بلکہ ساری خدمت نوکروں سے لیتے ہیں گویا بذاتِ خود مہمان کی خدمت کرنا انہیں اپنی بڑائی و خودداری کے خلاف نظر آتی ہے، حالانکہ یہ مکارمِ اخلاق میں سے ہے کہ میز بان بذاتِ خود مہمان کی ضیافت میں حصہ لے۔

سیدنا علی زین العابدینؒ بن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ آدمی کا اپنے مہمان کی خدمت کرنا کمالِ انسانیت ہے، جیسا کہ ہمارے باپ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بذاتِ خود مہمان کی خدمت کی۔ مہمان کی آمد پر خود ہی اٹھ کر اندر گئے اور اپنے ہاتھ سے مہمان کے لئے کھانا لائے، قرآن میں ہے:

Marfat.com

فراغ الیٰ اھلہٖ فجاء بعجلٍ سمین. فقربہٗ الیھم قال الا تاکلون. [1]

''وہ چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور ایک موٹا تازہ بھنا ہوا بچھڑا لا کر مہمانوں کی خدمت میں پیش کر دیا (اور جب دیکھا مہمانوں کے ہاتھ کھانے کے لئے نہیں بڑھتے تو) فرمایا کیا آپ حضرات اسے تناول نہیں فرمائیں گے؟''

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام مہمانوں کی خدمت کیلئے بذاتِ خود اٹھے اور خود اپنے ہاتھ سے کھانا لا کر مہمانوں کی خدمت میں پیش کیا، نہ لڑکوں کو آواز دی نہ خادم کو۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام جیسی عظیم و جلیل ہستی، اللہ کے خلیلؑ، امام الحنفاء و شیخ الانبیاء نے اپنی تمام تر عظمت و جلالت کے باوجود بذاتِ خود مہمان کی خدمت کی، اسے نہ اپنی بڑائی و خودداری کے خلاف سمجھے نہ کوئی اپنی توہین محسوس کی اور یقیناً اسی میں کمالِ انسانیت ہے اور ابراہیم خلیل اللہ کی اتباع ہے۔

نیز آدابِ ضیافت میں سے یہ بھی ہے کہ مہمان کے پاس کھانا لانے کے لئے اس سے یہ سوال نہ کرے ''کیا آپ کے لئے کھانا لاؤں؟'' ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بیان ہوا کہ وہ مہمانوں کی آمد پر ان سے یہ سوال کئے بغیر خاموشی سے گھر گئے اور کھانا لا کر حاضر کر دیا۔ آج کل چونکہ لوگوں میں بخل پیدا ہو گیا ہے اور مہمانوں کو بوجھ محسوس کرنے لگے ہیں، اس لئے جب کوئی مہمان آتا ہے تو بجائے اس کے کہ اس کے کھانے پینے کیلئے خوشدلی سے فوراً کوئی چیز پیش کر دی جائے، اس سے دریافت کرتے ہیں ''آپ کے لئے کچھ لاؤں؟'' اور دل یہ چاہتا ہوگا کہ کچھ پیش نہ کرنا پڑے تو اچھا ہے۔ اب اس سوال پر شاید

---

[1] اور دوسری روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے، تو اس کے پیٹ میں جہنم کی آگ انڈیلی جائے گی (اعاذنا اللہ منہ)

(دیکھئے بخاری، کتاب الاشربۃ: باب انیۃ الفضۃ ح ۵۶۳۳، ۵۶۳۴)

مسلم۔ کتاب اللباس: باب تحریم استعمال اوانی الذہب والفضۃ: ح ۲۰۶۵، ۲۰۶۷)

Marfat.com

ہی کوئی مہمان کہے کہ ''ہاں! لائیے''۔ ورنہ وہ معذرت ہی کرے گا کہ نہیں، رہنے دیجئے۔ کچھ حاجت نہیں۔

یہ طریقہ بھی غیر مستحسن ہے کہ مہمان کو گھر کے اندر ہی سے رخصت کر دیا جائے، مناسب ہے کہ میزبان کم از کم گھر کے دروازے تک آ کر اُسے رخصت کرے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''مسنون طریقہ یہ ہے جب تم کسی کو اپنے گھر بلاؤ تو رخصت کرتے وقت باہر تک اس کے ساتھ جاؤ''۔ [1]

اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سنت یہ ہے کہ میزبان کو رخصت کرنے کے لئے دروازے تک مہمان کے ساتھ آئے''۔ [2]

اور امام شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے، فرمایا: مہمان کی تکمیل مہمانی یہ ہے کہ میزبان اس کو گھر کے دروازے تک آ کر رخصت کرے اور اس کو سواری پر بٹھا دے۔

اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے، فرمایا: ''جو شخص مہمان کی تکریم میں اسے رخصت کرتے وقت اس کی سواری کی لگام پکڑے اور اس کی تکریم کی محرک نہ کوئی دنیوی طمع ہو نہ خوف، تو یہ مخلصانہ کام اس کے لئے باعثِ مغفرت ہوگا''۔ [3]

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ وہ مہمان کو رخصت کرتے وقت اس کی سواری کی لگام پکڑتے تھے۔ ایک مہمان نے کہا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریبی اور ایسے عظیم المرتبت صحابی ہو کر میری سواری کی لگام پکڑتے ہیں۔ تو فرمایا ''ہم علماء کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں''۔ [4]

---

[1] ابن عدی (۳/۱۱۷۳) موضوع۔ شعب الایمان (۹۶۴۹) اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ کتاب المجروحین (۱/۳٤٤)

[2] ابن ماجہ۔ کتاب الاطعمۃ: باب الضیافۃ، ح ۳۳۵۸، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔

[3] میزان الاعتدال (۳/۲۰۹) وسندہ ضعیف جدا

[4] مستدرک حاکم۔ ۳/۴۲۲۔ ۴۲۸ بالعکس دیکھئے ص ۱۵۲

Marfat.com

محبت کی شادیاں ناکام شادیاں

آج کل لو میرجز کا رجحان ہماری نئی نسل میں بہت زیادہ بڑھ گیا ہے اس کی بنیادی وجہ ہمارا الیکٹرانک میڈیا، رومانوی ناول، میگزین، بچوں کا مخلوط تعلیمی ماحول اور مغربی وغیر اسلامی تہذیبوں کی اندھا دھند پیروی ہے۔ اسلامی تعلیمات لو میرج کا بالکل بھی تصور نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات اس کو سختی سے منع کرتی ہیں ایک عورت کا غیر محرم کے ساتھ بیٹھنا منع ہے اور جہاں دو نامحرم بیٹھے ہوں تنہائی میں وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے اگر ''محبت'' کو شادی کی بنیاد بنائیں گے تو بہت کمزور بنیاد ہوگی۔ شادی سے پہلے تو محبت بہت عروج پر چلی جاتی ہے لیکن جو توقعات وہ ایک دوسرے سے لگاتے ہیں وہ پوری نہیں ہوتی ہیں۔ صرف شادی کے لئے ایک دوسرے کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے مگر جب شادی کے بعد جذبات کا بہاؤ کم ہوتا ہے اور کندھوں پر ذمہ داریوں کا بوجھ آن پڑتا ہے تو ایک دوسرے کی وہی غلطیاں اور کوتاہیاں جن کو پہلے نظر انداز کر دیا جاتا ہے وہ بعد میں ناقابل برداشت ہو جاتی ہین پھر بات بڑھتے بڑھتے نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے اس کے برعکس بڑوں کی طرف سے طے کردہ شادی کے معاملات میں چونکہ مذکورہ باتیں نہیں ہوتیں اس لئے وہ شادی بہت کم ناکام ہوتی ہے جب والدین وکیل بن کر لڑکے کے لئے بہتر لڑکی اور لڑکی کیلئے بہتر لڑکا تلاش کر لیں تو اب میاں بیوی بن کر محبت و پیار سے زندگی گزارنے کے لئے راہ بالکل ہموار ہو جاتی ہے، چونکہ ان کے پہلے سے کوئی وعدے اور توقعات نہیں ہوتیں اور پھر جب کوئی مسئلہ درپیش ہو بھی تو دونوں فریق حالات کو خوشگوار بنانے اور سمجھوتہ کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں

حدیث نبوی ہے کہ:

''جب کوئی بیوی اپنے خاوند کی طرف دیکھ کر مسکراتی ہے اور خاوند بیوی کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہیں۔''

Marfat.com

محبت کی شادیوں کی ناکامی کی بڑی وجہ میاں بیوی کا ایک دوسرے کی توقعات پر پورا نہ اترنا ہے یہ بات سوشل اینڈ آرگنائزیشن شعبہ خواتین کی جانب سے کئے گئے ایک سروے میں سامنے آئی ہے۔SAO کی طرف سے ارینج میرج اور لو میرج کی کامیابی کے تناسب پر کرائے گئے سروے میں پتہ چلا ہے کہ ارینج میرج کی صورت میں ناکامی کا تناسب صرف نہ ہونے کے برابر یعنی صرف 7. فیصد ہے جبکہ محبت کی 80 فیصد شادیاں ناکام اور طلاق کا تناسب 6 فیصد ہے وجہ یہ ہے کہ لو میرج کرنے والے جوڑوں کے خاندان بھی اختلافات کی صورت میں جوڑون کے مابین صلح کروانے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ میاں بیوی کو اپنی مرضی کرنے کی سزا ملے اور انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو اور اگر اس جوڑے کو خدانخواستہ کوئی مسئلہ درپیش ہو تو بھی خاندوان والے سرد مہری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

''محبت کی شادیوں میں فریقین کو ایک دوسرے سے توقعات بہت زیادہ ہوتی ہیں اور ان کی خواہش ہوتی ہے کہ مخالف فریق اس کے ساتھ وہی رویہ رکھے جس کا وہ شادی سے پہلے مظاہرہ کرتا تھا اور ان دعوؤں میں پورا اترے جس کی وہ شادی سے پہلے قسمیں کھاتا تھا لو میرج کے بعد مرد روزگار کی تلاش میں اور عورتیں گھریلو کاموں میں مصروف ہو کر پہلے والا رویہ رکھنے میں ناکام ہو جاتی ہیں۔ ناقدری کا احساس بھی جھگڑے کا باعث بنتا ہے لو میرج کی صورت میں میاں بیوی ایک دوسرے سے فرینک (بے تکلف) ہوتے ہیں اور وہ برابری کی بنیاد پر زندگی گزارنا چاہتے ہیں برابری کا عدم توازن بھی اختلافات کا سبب بنتا ہے ارینج میرج کی صورت میں اگر خاندانوں کے تعلقات آپس میں اچھے ہوں تو اس کا اثر جوڑوں کی ازدواجی زندگی پر بھی خوشگوار ہی ثابت ہوتا ہے۔

جبکہ لو میرج کرنے والے جوڑے مشترکہ خاندانی نظام میں ایڈجسٹ نہیں ہو پاتے۔شادی سے پہلے کی انڈراسٹینڈنگ عملی زندگی میں ناکام ہو جاتی ہے، کیونکہ شادی کے بعد کے مسائل دوسرے ہوتے ہیں۔ارینج میرج کی شکل میں بھی والدین کو لڑکے اور لڑکی کی

Marfat.com

پسند کا خیال رکھنا چاہئے ذہنی ہم آہنگی ہونی چاہیے، لڑکی اور لڑکے کی حیثیت اور تعلیم میں زیادہ فرق نہیں ہونا چاہئے اور گھر والوں کو اپنی اولاد کے ذہنوں کو سمجھتے ہوئے رشتے طے کرنا چاہے۔ (از ''ارینج اینڈ لو میرج گائیڈ''۔لوری میری)

ہمارے معاشرے میں بے جوڑ شادی ذہنی ہم آہنگی نہ ہونے کی وجہ سے اور زبردستی کی شادی کی وجہ سے شرح ناکامی اور طلاق روز بروز بڑھتی جارہی ہے جو یقیناً ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

محبت کی شادی اور اسلام

ڈاکٹر یوسف القرضاوی سے ایک لڑکی نے سوال پوچھا: مجھے ایک ایسے لڑکے سے محبت ہوگئی ہے جو دین دار با اخلاق ہے اور اس کے اندر ہر وہ خوبی ہے جس کی ایک لڑکی تمنا کرسکتی ہے۔ ہم محبت میں اتنی دور چلے گئے ہیں کہ ایک دوسرے سے جدا ہو کر جینے کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ ہماری محبت بالکل پاک ہے اور پچھلے چھ سالوں میں ہم نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی جو قابل گرفت ہو اور جس پر ہمیں ندامت ہو مجھے اس کا انتظار تھا کہ لڑکا برسر روزگار ہو تو ہماری شادی ہو جائے کہ اچانک ہم پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ لڑکے کے برسر روزگار ہوتے ہی اس کے گھر والوں نے یہ کہہ کر شادی سے انکار کر دیا کہ ان کا خاندان میرے خاندان کے مقابلے میں کم حیثیت ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں۔ میں اس کے بغیر زندگی کا تصور نہیں کرسکتی کسی اور کے ساتھ شادی کرنا میرے لیے ناممکن ہے کیا اس طرح سے میرا کسی کی محبت میں گرفتار ہو جانا اسلام کی نظر میں گناہ ہے اور کیا اسلامی شریعت میں ہماری مشکل کا کوئی حل ہے؟''

ڈاکٹر یوسف القرضاوی صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

''میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ میں دور حاضر کے اس چلن سے بالکل متفق نہیں ہوں کہ پہلے محبت کی جائے پھر شادی کی جائے، یہ وہ راستہ ہے جس کی ابتداء بھی نامناسب

Marfat.com

ہوتی ہے اور جس کا انجام بھی اکثر و بیشتر غیر اطمینان بخش ہوتا ہے مثلاً وہ محبت جو ٹیلی فون پر گفت و شنید سے شروع ہوتی ہے یا وہ محبت جو جوانی کے جوش میں لڑکیوں کے پیچھے چکر لگانے سے شروع ہوتی ہے یہ ایسی محبت ہوتی ہے جس میں عقل اور سوجھ بوجھ کا عمل دخل نہیں ہوتا۔ محض جذباتیت ہے اکثر تو یہ ہوتا ہے کہ ایسے لڑکے لڑکیوں میں محبت ہو جاتی ہے جن کے درمیان سماجی تفاوت ہوتا ہے یا خاندانی چپقلش ہوتی ہے یا کوئی ایسی بات ہوتی ہے جو ان کی شادی کے درمیان دیوار بن کر کھڑی ہو جاتی ہے چونکہ اس محبت کی ابتدا جذباتیت سے ہوتی ہے اس لیے یہ لڑکے اور لڑکیاں غلطیاں اور گناہ کر بیٹھتے ہیں اس لیے کہ یہ بہر حال وہ انسان ہیں' فرشتے نہیں ہیں۔

Marfat.com

میت و جنازہ سے متعلقہ منکرات

کوئی مسلمان جان کنی کی حالت میں ہو تو سنت ہے کہ اچھے اور نیک لوگ اس کے پاس بیٹھیں اور نرمی سکون سے ''لا الہ الا اللہ'' کی تلقین کریں، تاکہ مرنے والے کا آخری کلام ''لا الہ الا اللہ'' ہو۔ البتہ تلقین کرنے والے کیلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ مریض سے کلمہ کی ادائیگی پر اصرار کرے، یا لگاتار دیر تک کہے، یا بہت زور زور سے کہے، کیونکہ مریض پر جان کنی کا وقت بہت نازک ہوتا ہے، ایسا نہ ہو کہ وہ آزردہ خاطر ہو کر کوئی نامناسب بات زبان سے نکال دے، یا اس سے اس کے دل میں ناگواری پیدا ہو۔ مریض جب ایک بار ''لا الہ الا اللہ'' کہہ دے تو پھر تلقین کی ضرورت نہیں، البتہ اگر وہ اس کے بعد پھر کوئی بات کرے تو دوبارہ نرمی سے اس کی تلقین کی جائے، تاکہ اس کا آخری کلام ''لا الہ الا اللہ'' ہو۔

ترمذی میں ہے کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ جب قریب المرگ ہوئے تو ایک شخص ان کو ''لا الہ الا اللہ'' کی تلقین کرنے لگا، اور اس کلمہ کو بار بار کہنے لگا، عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا: جب میں نے اس کلمہ کو ایک بار کہہ لیا تو میں اسی پر ہوں، جب تک کہ میں کوئی اور بات نہ بولوں''۔[1]

تلقین کے معاملہ میں بھی اب مسلمانوں میں رسول اللہ ﷺ کی ہدایت و طریقے کا

[1] ترمذی۔ کتاب الجنائز: باب ماجاء فی تلقین المریض عند الموت، تحت ح۹۷۷ تعلیقا بصیغة التمریض۔ واللہ اعلم

Marfat.com

لحاظ کم رہ گیا ہے۔ بہت سے حضرات ہیں جو تلقین کا خیال نہیں کرتے اس موقعہ کا وہ بس شرعی طریقہ یہ سمجھتے ہیں کہ مریض کے پاس کچھ لوگ بیٹھ کر سورہ یٰس کی تلاوت شروع کر دیں، اور اگر بعض حضرات تلقین پر عمل کرتے ہیں تو عموماً تلقین کا وہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ جان کنی میں مبتلا مریض کو اس سے اُکتاہٹ ہونے لگے۔

میت کا کفن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے کہ میت کا کفن بہت قیمتی نہ ہونا چاہئے۔[1] لیکن یہ عجیب بات ہے کہ لوگ زندگی میں اسے اچھا کپڑا دیتے رہے ہوں، یا نہ دیتے رہے ہوں، مگر کفن دینا ہوگا تو بہت قیمتی کفن دیں گے۔ وہ کہتے ہیں ایسا گرانقدر و قیمتی شخص جارہا ہے تو ہم اسے قیمتی کفن کیوں نہ دیں؟ یہ بڑی مہمل دلیل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''کفن بہت قیمتی نہ دو، کیونکہ وہ بہت جلد چھین لیا جائے گا''۔ (یعنی گل سڑ جائے گا)[2]

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سفید کپڑے پہنا کرو، سفید لباس سب سے اچھا ہوتا ہے، اور سفید کپڑے میں اپنے مردوں کو کفناؤ۔[3]

البتہ کفن بہت معمولی بھی نہ ہونا چاہئے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] ابوداؤد۔ کتاب الجنائز۔ باب کراہیۃ المغالاۃ فی الکفن (ح ۳۱۵۴) اس کی سند میں عمرو بن ہاشم راوی لین الحدیث ہے۔ البتہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فعل سے دلیل لی جاسکتی ہے، دیکھئے بخاری: کتاب الجنائز: باب موت یوم الاثنین (ح ۱۳۸۷)

[2] حوالہ سابق وسندہ ضعیف۔......

[3] ابوداؤد۔ کتاب اللباس: باب فی البیاض (ح ۴۰۶۱)
ترمذی۔ کتاب الجنائز: باب ماجاء ما یستحب من الاکفان (ح ۹۹۴)
ابن ماجہ۔ کتاب اللباس: باب البیاض من الثیاب (ح ۳۵۶۶)

Marfat.com

فرمایا ہے: ''جب کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے۔''[1]

یعنی کفن اوسط درجے کا، صاف ستھرا، کامل اور سنت کے مطابق ہو۔

جنازہ سے متعلق بعض رائج منکرات

اور یہ بدعت ہے جو بعض جگہ رائج ہے، کہ نماز جنازہ کے بعد کوئی شخص بآواز بلند کہتا ہے، کہ اس میت کے بارے میں آپ لوگوں کی کیا گواہی ہے، اور حاضرین جواب دیتے ہیں یہ نیک آدمی تھا۔ یہ گواہی اور یہ سوال و جواب نہ تو عہدِ رسالت میں تھا، نہ آپ کے بعد عہد خیر القرون میں۔ پھر اس گواہی میں حاضرین کی طرف سے عموماً کذب بیانی بھی ہوتی ہے۔ میت کا فسق و فجور معروف ہوتا ہے، پھر بھی وہ کہتے ہیں کہ یہ اچھا آدمی تھا۔

مصر کے دیہاتوں میں یہ بدعت بھی رائج ہے کہ جب جنازہ مسجد میں رکھا جاتا ہے تو نمازِ جنازہ سے پہلے کوئی حافظ، قرآن کی دس آیتیں پڑھتا ہے، اس عمل کا سراغ بھی، نہ عہدِ رسالت میں ملتا ہے نہ سلف صالحین میں۔ گویا طرح طرح کی بدعات ہیں جو لوگوں نے ایجاد کرلی ہیں۔

اور یہ طریقہ بھی صحیح نہیں ہے کہ لوگ جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے بآوازِ بلند کلمۂ شہادت یا دعائیں پڑھتے چلیں۔ اس کا صحیح حدیث سے کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اور عبداللہ بن عمرؓ سے جو یہ روایت آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کے پیچھے چلتے تھے، اور ہم لوگ جنازہ کے ساتھ جانے اور واپس آنے کی حالت میں آپ سے کچھ نہیں سنتے تھے، سوائے ''لا الٰہ الا اللہ'' کے۔[2] تو یہ روایت ضعیف ہے، فقہائے حنفیہ نے بھی لکھا ہے کہ جنازہ کے ساتھ چپ چاپ چلنا چاہئے، کوئی کلمہ یا کوئی دعا یا قرآن مجید بآوازِ بلند پڑھتے ہوئے نہیں چلنا چاہئے۔ (ملاحظہ ہو دُرِّ مختار وغیرہ)

بالاجماع سنت طریقہ یہ ہے کہ جنازہ کے ساتھ چپ چاپ موت اور آخرت کو یاد کرتے ہوئے چلا جائے نہ کہ آوازیں بلند کرتے ہوئے۔ سنت کی اتباع ہونی چاہئے نہ

[1] مسلم۔ کتاب الجنائز: باب فی تحسین کفن المیت (ح ۹۴۳)

[2] ضعیف اور موضوع روایات۔ ۱۴۱۶

Marfat.com

کہ سنت کی مخالفت۔

اذ الخیر کلّہٗ فی الاتّباع و کلُّ الشرّ فی الابتداع.......

''اس لئے کہ خیر تمام تر اتباعِ سنت میں ہے اور ہر طرح کی برائی بدعت اختیار کرنے میں ہے''۔

مومنوں کا طریقہ کتاب وسنت ہی پر عمل کرنا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے غیر کا طریقہ اختیار کرے'' [1]

اور آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ان تین موقعوں پر خاموشی پسند کرتا ہے:

(۱) تلاوتِ قرآن کے وقت

(۲) جنگ کے وقت

(۳) اور جنازہ کے پاس'' [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے آواز بلند کرنا ناپسند کرتے تھے۔ ایک شخص نے جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے کہا:

استغفروا للمیت...... ''میت کیلئے استغفار کرو''۔

تو صحابہؓ نے ناراض ہو کر کہا: **''لاغفر اللہ لک''** (اللہ تیری مغفرت نہ کرے) [3]

جب اتنی سی بات بھی جنازہ کے ساتھ صحابہؓ نے ناپسند کی تو آواز کی گونج اور شور و غل جنازہ کے ساتھ کتنی ناپسندیدہ بات ہوگی۔

اکثر جہلاء میں ثواب رسانی کی یہ بدعت کثرت سے جاری ہے کہ کسی حافظ کو نوکر رکھ کر، یا کچھ اُجرت دے کر میت کے لئے قرآن پڑھاتے ہیں۔ سو اس صورت سے میت کو ثواب نہیں پہنچتا ہے۔ فقہائے حنفیہ لکھتے ہیں کہ اس صورت سے نہ میت کو ثواب پہنچتا ہے اور نہ قرآن پڑھنے والے اور پڑھانے والے کو ثواب ملتا ہے بلکہ یہ پڑھنے والے اور

---

[1] ترمذی۔ کتاب الاستئذان: باب ماجاء فی کراھیۃ اشارۃ الید فی السلام، (ح ۲۶۹۵)

[2] طبرانی فی الکبیر ۵/۲۱۳ ح ۵۱۳۰ اس کی سند راوی کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔

[3] المغنی لابن قدامۃ، (۳/۴۰۰) ابن ابی شیبۃ (۳/۲۷۳، ۲۷۴)

Marfat.com

پڑھانے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں۔

زیارتِ قبر کے وقت قرآن پڑھ کر اس کا ثواب میت کو بخشنے کے بارے میں مولانا مبارک پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الاذکار میں لکھا ہے، کہ محمد بن احمد مروزی نے کہا کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا ہے، وہ کہتے تھے کہ ''جب تم لوگ قبرستان میں جاؤ تو سورہ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس اور قل ھو اللہ احد پڑھو اور اس کا ثواب مردوں کو بخشو، مردوں کو اس کا ثواب پہنچے گا۔'' [1]

امام احمد کے علاوہ بعض اور اہلِ علم نے بھی زیارتِ قبور کے وقت ان سورتوں اور بعض دیگر سورتوں کو پڑھنے اور ان کا ثواب مُردوں کو بخشنے کو لکھا ہے مگر باوجود تلاشِ بسیار کے اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع صحیح میری نظر سے نہیں گزری اور جو مرفوع حدیثیں اس باب میں نقل کی جاتی ہیں وہ سب ضعیف ہیں۔ [2]

ہاں دعا اور صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اس پر اجماع ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت ہے۔ (تفسیر سورۃ نجم)

مگر دعا وصدقہ کے لئے بھی شریعت سے نہ کوئی دن مقرر ہے، نہ خاص وقت مقرر ہے بلکہ جب اور جس وقت چاہے مردوں کے واسطے صدقہ کرے اور ان کے لئے دعا و استغفار کرے اور ثواب پہنچانے کے لئے تیسرے، یا دسویں، یا بیسویں، یا چالیسویں دن کو، یا کسی اور دن کو مخصوص کرنا، یا ہفتہ میں جمعرات کو خاص کرنا غیر مشروع و ناجائز ہے۔

یہ حدیث جو مشہور ہے کہ ''مومنین کی روحیں جمعہ کی شب اور عیدین وشب برأت

---

[1] المغنی لابن قدامۃ۔ (۲/۲۲۴۔۲۲۵) نحو المعنی کتاب الاذکار للنووی (ص ۱۵۰) مختصراً۔ ابوداؤد۔ کتاب الجنائز: باب کراھیۃ الذبح عند القبر (ح ۳۲۲۲)

[2] کتاب الجنائز (ص ۹۱)

Marfat.com

کو چھوٹی ہیں اور پہلے اپنی قبروں کو پھر اپنے گھروں کو آتی ہیں، پھر نرم آواز سے اپنے اقرباء کو پکارتی ہیں کہ ہمارے واسطے کچھ صدقات و خیرات کرو، پس اگر وہ کچھ صدقات و خیرات کرتے ہیں تو دعا دے جاتی ہیں ورنہ ناخوش ہو کر چلی جاتی ہیں۔'' سو یہ روایت بالکل ہی بے اصل ہے اور ہرگز قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ (کتاب الجنائز: ص۹۶، ۹۷)

ایک روایت ''ہدیۃ الحرمین'' کے حوالہ سے پیش کی جاتی ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم جب فوت ہوئے تو سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ خشک کھجور اور دودھ، جس میں جو کی روٹی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے، آپ نے اس پر سورۃ فاتحہ اور سورہ اخلاص تین بار پڑھی، پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور منہ پر ہاتھ پھیرا اور سیدنا ابوذرؓ سے فرمایا: اسے تقسیم کردو، میں نے اس کا ثواب اپنے بیٹے ابراہیم کو بخشا''۔ یہ قصہ بھی بالکل من گھڑت ہے۔ مولانا عبدالحئی صاحب حنفی لکھنوی رحمہ اللہ کے پاس ایک استفتاء آیا، اُن سے سوال کیا گیا تھا کہ:

> ''ہم نے ہدیۃ الحرمین میں دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے ابراہیم کے سوم اور دسویں، بیسویں و چہلم وغیرہ میں چھوہارے پر فاتحہ دیا اور اصحاب کو کھلایا، پس ہمارے دور میں لوگ پھول پان وغیرہ کرنے سے چہلم وسوم و دسویں و بیسویں میں روکتے ہوتے ہیں، کیسا ہے؟''

مولانا عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ نے جواب دیا:

ھو المصوب ۔ یہ قصہ جو ہدیۃ الحرمین میں لکھا ہے قطعاً غلط ہے کتب معتبرہ میں اس کا نشان تک نہیں۔ واللہ اعلم [1]

ماتمی و تعزیتی اجتماع

شیخ (مؤلف الابداع فی مضار الابتداع) نے ماتمی اجتماع کو بدعت قرار دیا ہے

[1] مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئی رحمہ اللہ جلد دوم کتاب الحظر والاباحۃ ۹۸ طبع لاہور

Marfat.com

جو میت پر اظہارِ غم کے لئے کیا جاتا ہے، اور شیخ فرماتے ہیں اس میں کسی غرض صحیح کے بغیر مال ضائع کرنا پایا جاتا ہے، جو حرام ہے۔ لوگ اجتماع کے لئے فرش اور کرسیوں وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں، جس میں مال ضائع ہوتا ہے اور میت کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، البتہ میت کے گھر والوں کو اس سے مالی نقصان ہوتا ہے، اور جو کچھ ماتمی کام دفن کے بعد ہوتا ہے ایک دن، یا تین دن تک اس کے بدعت ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

نیز شارع علیہ السلام سے اور سلف سے یہ بھی کہیں ثابت نہیں کہ وہ کہیں اس لئے جا کر بیٹھے ہوں تا کہ لوگ ان کے پاس آئیں اور ان کی تعزیت کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تو یہ تھا کہ صحابہ میں سے جو فوت ہوتا اسے دفن کرتے اور اس سے فارغ ہو کر اپنے کام کیلئے چلے جاتے۔ یہی آپ کی سنت تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ ہی کا طریقہ اختیار کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور ضروری ہے کہ ہم آپ کی اتباع ترک و عمل (یعنی جو نہیں کیا جو کیا ہے) دونوں چیزوں میں کریں۔ جس کام کو آپ نے نہیں کیا ہے اُسے نہ کریں اور جس کام کو کیا ہے اُسے کریں۔

جمہور علماء نے ماتمی اجتماعات کو ناپسند کیا ہے، کیونکہ اس سے غم تازہ ہوتا ہے اور جس کی تعزیت کی جارہی ہے اس پر مالی بار پڑتا ہے۔ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ آپ میت کے گھر والوں سے تعزیت کرتے تھے لیکن آپ کا طریقہ یہ نہ تھا کہ تعزیت کے لئے اجتماع کرتے ہوں (نہ قبر کے پاس نہ قبر کے سوا کہیں) یہ سب باتیں جو ایجاد کر لی گئی ہیں، بدعت ہیں۔ آپ کا طریقہ تھا سکون (واویلہ نہ کرنا) اور رضا بالقضاء (اللہ کے فیصلہ پر راضی ہونا) اور ہر حال میں اللہ کی تعریف کرنا اور ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھنا۔ آپ نے میت کے گھر والوں کو مکلف نہیں کیا کہ وہ لوگوں کو کھانا کھلائیں، بلکہ لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اہلِ میت کیلئے کھانا بھیجیں اور یہی اعلیٰ اخلاق کی بات ہے۔ (زاد المعاد (۱/۵۲۷-۵۲۸)

ماتمی اجتماعات میں لوگ بڑے مبالغہ کے ساتھ میت کی تعریف کرتے ہیں۔ ان پر مرثیے پڑھتے ہیں اور اس بات کا اظہار کیا جاتا ہے کہ مرحوم کی موت سے اُمت میں ایسا

Marfat.com

خلا پیدا ہوگیا ہے، جس کا پُر ہونا محال ہے، ان کا کوئی بدل نہیں ہوسکتا۔ فضل ان کے ساتھ رخصت ہوگیا اور علم یتیم ہوگیا وغیرہ، حالانکہ یہ باتیں صریح جھوٹ پر مبنی ہوتی ہیں۔

اہلِ میت کی تعزیت

اہلِ میت کی تعزیت کرنا یعنی ان کو صبر کی تلقین کرنا اور تسلی دینا سنت ہے۔ تعزیت سے مصیبت زدگان کے مغموم دلوں کو تسلی ہوتی ہے اور ان کو صبر و سکون حاصل ہوتا ہے اور تعزیت کرنے والوں کو ثواب ملتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو مسلمان اپنے کسی بھائی کی مصیبت میں اس کی تعزیت کرے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو بزرگی کا حُلّہ پہنائے گا"۔ [1]

تعزیت کی فضیلت میں کئی حدیثیں مروی ہیں۔ تعزیت کے واسطے کوئی خاص لفظ یا کوئی خاص جملہ مقرر نہیں ہے، بس ایسی بات کہنی چاہئے جس سے اہلِ میت کو صبر و تسلی حاصل ہو اور غم دور ہو۔ [2]

میت کو مقامِ وفات سے بہت دور لے جا کر دفن کرنا

آج کل جب کہ کسی چیز کو بڑی سرعت کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے ذرائع پیدا ہوگئے ہیں، تو بعض لوگ وفات پانے والے اپنے رشتہ دار کو، زرِ کثیر صرف کرکے بہت دور دراز مقام سے اپنے متعلقین میں لے آتے ہیں اور مقامِ وفات سے سینکڑوں ہزاروں میل دور لا کر اسے اپنے آبائی قبرستان میں دفن کرتے ہیں۔ حالانکہ سنت یہ ہے کہ میت کو اُسی جگہ کے قبرستان میں دفن کیا جائے جہاں اس کا انتقال ہوا ہے، یا جہاں وہ شہید ہوا ہے، میل دو میل دور منتقل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں (کیونکہ بعض شہروں کے قبرستان ہی اتنی دوری پر ہوتے ہیں) لیکن میت کو اس کے مقامِ وفات سے دور دراز مقام

---

[1] ابن ماجہ۔ کتاب الجنائز۔ باب ما جاء فی ثواب من عزی مصابا۔ (ح ۱۶۰۱)

[2] البتہ مسنون الفاظ یہ ہیں: ان للّٰہ ما اخذ ولہٗ ما اعطی و کل شیءٍ عندہٗ باجلٍ مسمی فلتصبر ولتحتسب۔ (بخاری. کتاب التوحید : قول اللہ عز وجل "قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن" (ح ۷۳۷۷) مسلم. کتاب الجنائز : باب البکاء علی المیت (ح ۹۲۳)

Marfat.com

پر دفن کرنے کیلئے لے جانا درست نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بسند صحیح ثابت ہے کہ آپ نے غزوۂ اُحد میں شہید ہونے والوں کو وہیں دفن کیا جہاں وہ شہید ہوئے تھے۔[1] حالانکہ مدینہ کا قبرستان اُحد سے بہت زیادہ دور نہیں تھا۔

اسی طرح دمشق کی فتح کے موقع پر جو لوگ شہید کیے گئے تھے انہیں کسی اور مقام پر منتقل نہیں کیا گیا۔

اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ جب وہ اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر پر گئیں، جن کی وفات ملک شام میں ہوئی تھی اور وہ مکہ لا کر دفن کیے گئے تھے تو فرمایا اگر میں وہاں حاضر ہوتی تو تم کو وہاں سے مکہ منتقل نہ کرنے دیتی۔[2]

سیدنا یعقوب و یوسف علیہما السلام جو مصر سے شام منتقل کئے گئے تھے تاکہ اپنے آباؤ اجداد کے پہلو میں دفن ہوں، تو وہ ہم سے پہلے کی شریعت تھی، جس سے احتجاج (دلیل لینا) درست نہیں۔ نیز میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل کرنے میں ایسی زحمت اور خرچ برداشت کرنا ہوتا ہے جو محض اسراف کے زمرے میں آتا ہے اور جس میں دنیا و آخرت کا کوئی فائدہ نہیں۔

نیز میت کو دور دراز مقام سے منتقل کرنا اسے دفن کرنے میں کافی تاخیر کا موجب ہوتا ہے، جبکہ میت کو دفن کرنے میں جلدی کرنے کا حکم ہے۔

---

[1] ابو داؤد کتاب الجنائز: باب فی المیت یحمل من ارض الی ارض و کراھة ذالك (ح ٣١٦٥) ترمذی۔ کتاب الجهاد: باب (٣٨) ما جاء فی دفن القتیل فی مقتله (ح ١٧١٧) نسائی۔ کتاب الجنائز: باب این یدفن الشهید (ح ٢٠٠٦۔٢٠٠٧) ابن ماجه۔ کتاب الجنائز: باب ماجاء فی الصلاة علی الشهداء و دفنهم۔ (ح ١٥١٦)

[2] ترمذی۔ کتاب الجنائز: باب ماجاء فی الزیارة القبور للنساء (ح ١٠٥٥)

Marfat.com

میلاد منانے کی بدعت

میلاد کی بدعت چوتھی صدی ہجری میں فاطمی خلفاء نے قاہرہ (مصر) میں ایجاد کی۔اسی طرح انہوں نے چھ میلادیں مزید رائج کیں:

۱...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جشنِ میلاد

۲...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا جشنِ میلاد

۳...... سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا جشنِ ولادت

۴...... سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا جشنِ ولادت

۵...... سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا جشنِ ولادت

۶...... خلیفہ وقت کا جشنِ ولادت

اور یہ سب جشن عرصہ تک منائے جاتے رہے، یہاں تک کہ افصل بن امیر الجیوش نے اس رسم کو ختم کیا اور کافی دنوں تک یہ بدعت موقوف رہی اور لوگوں کے لئے یہ بھولی بسری چیز ہوگئی۔لیکن ۵۲۴ھ میں خلیفہ بغداد آمر باحکام اللہ نے اپنے دورِ خلافت میں پھر سے اس رسم کو جاری کر دیا۔اور شہر اربل (عراق) میں سب سے پہلے ملک مظفر ابوسعید نے ساتویں صدی ہجری میں جشن میلاد النبی رائج کیا۔پھر تب سے اب تک یہ بدعت جاری ہے۔اور لوگوں نے وقتاً فوقتاً اس میں مزید بدعتیں شامل کیں،جس کا مطالبہ ان کے نفس نے کیا جو شیاطین نے انہیں سجھایا۔

میلاد کے بدعت ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے،سب اسے بدعت اور دورِ

Marfat.com

خیر القرون کے بہت بعد کی ایجاد سمجھتے ہیں اور بموجب حدیث نبوی:

كلّ محدثةٍ بدعة و كلُّ بدعةٍ ضلالةٌ. (الحدیث)

"دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔اس کے حسنہ ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"۔

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

"گذشتہ لوگوں میں سے بعض نے بدعت میں کچھ حسن دیکھا، کہ بدعت کی بعض قسموں کو انہوں نے مستحسن قرار دیا، لیکن اس فقیر کو اس مسئلہ میں ان سے اتفاق نہیں، وہ کسی بھی بدعت کو حسنہ نہیں سمجھتا اور اس میں اس کو سوائے ظلمت و کدورت کے کچھ اور محسوس نہیں ہوتا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "ہر بدعت گمراہی ہے"۔

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں:

"سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگوں نے کہاں سے کسی ایسے کام میں حسن ہونے کا فیصلہ کیا جو اسلام کے دینِ کامل اور اللہ کے پسندیدہ و مقبول دین میں اتمامِ نعمت کے بعد ایجاد کیا گیا ہو؟ کیا ان کو یہ موٹی سی بات معلوم نہیں، کہ اتمام و اکمال اور قبولیت کے بعد کسی دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جائے، تو اس میں حسن نہیں ہو سکتا؟"

فما ذا بعد الحقّ اِلّا الضّلٰل......

"حق کے بعد صرف ضلال ہی کا درجہ رہ جاتا ہے"۔

اگر ان کو یہ معلوم ہوتا کہ دین کامل میں کسی نو پیدا شدہ چیز کے حسن کا فیصلہ کرنا، اس کے عدم کمال کو مستلزم ہے اور اس بات کا اعلان کہ نعمت ابھی تام نہیں ہوئی ہے تو وہ کبھی اس کی جرأت نہ کرتے!

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں:

"جب دین میں ہر نو ایجاد چیز بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت، تو کسی

Marfat.com

بدعت میں حسن پائے جانے کا کیا مطلب؟ اور جب احادیث سے صاف طور پر یہ مفہوم واضح ہوتا ہے کہ ہر بدعت رافع سنت (سنت سے محروم کرنے والی) ہوتی ہے اور اس میں کوئی حسنہ یا سیئہ کی تخصیص نہیں، تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہر بدعت سیئہ ہے کیونکہ حدیث میں آتا ہے:

''جب کوئی قوم کوئی بدعت نکالتی ہے تو اسی کے بقدر سنت اٹھالی جاتی ہے'' (مسند احمد (۴/۱۰۵) وسندہٗ ضعیف)

پس سنت کو اختیار کرنا، بدعت ایجاد کرنے سے بہتر ہے''۔اور سیدنا حسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب بھی کوئی قوم اپنے دین میں کوئی بدعت پیدا کرے گی، تو ضرور اللہ تعالیٰ ان سنتوں میں سے، جن پر وہ عمل پیرا ہیں، کوئی سنت سلب کر لے گا، پھر قیامت تک وہ اُن کو واپس نہ دے گا''۔[1]

جاننا چاہئے کہ بعض بدعتیں جن کو علماء و مشائخ نے حسنہ سمجھا ہے، جب ان پر اچھی طرح سے غور کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی رافع سنت ہیں۔

اسی مکتوب میں بدعتِ حسنہ کے وجود کا بالکل انکار کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''لوگوں نے کہا ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں، بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ۔ اس (بزعمِ خود) نیک عمل کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں جو عہدِ رسالت اور خلفائے راشدینؓ کے زمانہ کے بعد پیدا ہوا ہو، اور اس سے کوئی سنت نہ اُٹھتی ہو۔ اور بدعتِ سیئہ وہ ہے جو رافعِ سنت ہو۔ اس فقیر کو ان بدعات میں سے کسی بدعت میں حسن و نورانیت نظر نہیں آتی اور اس میں سوائے ظلمت و کدورت کے کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ فرض بھی کر لیا جائے کہ آج

---

[1] سنن الدارمی (ح ۹۸) راوی کا مکمل نام حسان بن عطیہ محاربی ہے، یہ ثقہ تابعی ہیں، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک نہیں ہے بلکہ ان کا اپنا قول ہے واللہ اعلم! (مشکوٰۃ مترجم) (ص ۱۲۲ ح ۱۸۸) اس مفہوم کی مرفوع روایت مسند احمد (۴/۱۰۵) میں ہے۔ اور اس کی سند ضعیف ہے۔

Marfat.com

کسی عمل مبتدع میں ضعفِ بصارت کی وجہ سے تازگی وصفائی نظر آتی ہے، تو کل (موت کے بعد) جب نظر تیز اور دور بین ہوگی تو خسارہ کے احساس اور ندامت کے سوا کوئی نتیجہ نہ نکلے گا۔ سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من احدث فی امرِنا ھٰذا ما لیس منه فھو ردٌّ. [1]

''جس نے ہمارے اِس دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جس کا امورِ دین میں سے ہونا ثابت نہیں ہے تو وہ عمل مردود ہے''۔

مجدد الف ثانی رحمہ اللہ سے محفلِ میلاد کی بابت بھی سوال کیا گیا تھا، تو آپ نے اس کے عدمِ جواز کا فتویٰ دیا اور اسے بالکل بند کر دینا ضروری قرار دیا۔

(ملاحظہ ہو تاریخ دعوت وعزیمت ج ۴ ص ۲۵۳ تا ۲۶۰)

حافظ ابو بکر بغدادی حنفی الشہیر بابن نقطہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

ان عمل المولود لم ینقل عن السلف ولا خیر فیما لم یعمل به السلف.

''بے شک میلاد کا کام سلف سے منقول نہیں ہے اور اس کام میں کبھی بھلائی نہیں ہو سکتی جسے سلف نے نہ کیا ہو''۔

امام احمد بصری اپنی کتاب ''قولِ معتمد'' میں فرماتے ہیں:

قد اتفق علماء المذاھب الاربعة علیٰ ذمّ العمل به.

''چاروں مذاہب کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ میلاد کا کام مذموم کام ہے''۔

اذانِ جمعہ کے بعد مؤذن کا بعض آیات واحادیث کا پڑھنا

بعض مقامات میں یہ بدعت بھی پائی جاتی ہے کہ جب خطیب خطبہ جمعہ کے لئے منبر پر جاتا ہے اور مؤذن اس کے روبرو کھڑا ہو کر اذان دے دیتا ہے تو اذان کے بعد کوئی

---

[1] بخاری۔ کتاب الصلح: باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود، (ح ۲۶۹۷) مسلم۔ کتاب الاقضیۃ: باب نقض الاحکام الباطلۃ ورد محدثات الامور (ح ۱۷۱۸)

Marfat.com

شخص کھڑا ہو کر قرآن کی یہ آیت:

ان اللّٰہ وملائکتہٗ یصلّون علی النبی. (الاحزاب:۳۳)

اور حدیث نبوی:

اذا قلت لصاحبک یوم الجمعۃ والاِمام یخطب انصت فقد لغوت.[1]

بآوازِ بلند پڑھتا ہے، شیخ فرماتے ہیں:

ولا شک انہٗ من البدع المذمومۃ.

''اوراس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک مذموم بدعت ہے''۔

مسجد میں آواز بلند کرنا

بعض مسجدوں میں یہ منکر بھی پایا جاتا ہے کہ لوگ مسجدوں میں جمعہ کے دن سورہ کہف گنگنا کر پڑھتے ہیں، جب دوسرے لوگ بھی وہاں ہوتے ہیں۔ کوئی رکوع میں ہے، کوئی سجدہ میں ہے، لوگ ذکر الٰہی، تلاوتِ قرآن میں اور آیاتِ الٰہی پر غور وخوض میں مشغول ہیں اور اس شخص کی گنگناتی آواز دوسرے لوگوں کے نیک مشاغل میں خلل انداز ہورہی ہے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے، آپ نے لوگوں کو بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو معتکف کا پردہ اٹھایا اور فرمایا:

''آگاہ ہوجاؤ کہ تم سب کے سب ذکر الٰہی میں مشغول ہو اور اپنے رب سے سرگوشی کر رہے ہو، پس کوئی کسی کو تکلیف نہ دے اور پڑھنے میں کوئی کسی پر آواز بلند نہ کرے''۔[2]

---

[1] بخاری۔ کتاب الجمعۃ: باب الانصات یوم الجمعۃ والامام یخطب (ح ۹۳۴)
مسلم۔ کتاب الجمعۃ: باب فی الانصات یوم الجمعۃ فی الخطبۃ (ح ۸۵۱)

[2] ابوداود، کتاب التطوع: باب رفع الصوت بالقراءۃ فی صلاۃ اللیل (ح ۱۳۳۲)

Marfat.com

دوسری بات یہ ہے کہ بغیر کسی شرعی ضرورت کے مسجدوں میں آواز بلند کرنا ممنوع ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف نکلے جو کہ نماز پڑھ رہے تھے اور اس میں بآوازِ بلند قرأت کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا:

”نمازی اللہ سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے خیال رکھنا چاہئے کہ اس کی سرگوشی میں خلل واقع نہ ہو اور تم میں سے کوئی کسی پر قرأت قرآن میں آواز بلند نہ کرے“۔[1]

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”اے علی! جہاں لوگ نماز پڑھ رہے ہوں وہاں اپنی قرأت اور اپنی دعا بلند آواز سے نہ کرو کیونکہ اس سے ان کی نماز میں خلل پیدا ہوگا“۔[2]

اور درمختار میں ہے کہ مسجد میں آواز بلند کرنا حرام ہے مگر یہ کہ کوئی شخص مسجد میں علم حاصل کر رہا ہو اور طلب علم کے لئے آواز بلند کرنی پڑے۔[3]

اور ابن عماد شافعی نے فرمایا کہ اس طرح زور سے قرأت قرآن حرام ہے کہ دوسرے کی نماز میں خلل ہو۔[4] اور بعض دوسرے علماء سے بھی صراحۃً اس کی حرمت منقول ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ مسجدوں میں اونچی آواز سے پڑھنا طریقۂ نبوی اور طریقہ صحابہ کے خلاف ہے۔ وہ لوگ ذکر اذکار میں اور قرآن پڑھنے میں آواز بلند کرنا ناپسند کرتے تھے، خاص طور پر جب کہ وہ مسجد میں ہوں جہاں کہ دوسرے لوگ ذکر الٰہی یا تلاوت قرآن میں مشغول ہوں۔

رہا مسئلہ جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کا، تو یہ احادیث میں وارد ہے، حاکم اور بیہقی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھ لیا کرے اللہ

---

[1] مؤطا امام مالک (۱/۸۰) کتاب الصلاۃ۔ باب العمل فی الصلاۃ۔

[2] مسند احمد (۱/۸۸) مسند ابی یعلی (۱/۳۸۴) (ح ۴۹۷) اس کی سند میں حارث الاعور راوی ضعیف ہے۔

[3] در المختار (۳/۱۹۹۴) (ردالمحتار (۱/۴۸۸)

[4] الفقہ علی مذاہب الاربعۃ (۱/۲۴۶)

Marfat.com

تعالیٰ اس کے لئے زمین و آسمان کے مابین روشنی کر دے گا۔[1]

مساجد میں گپ شپ اور دنیاوی باتیں کرنا

منکرات مساجد میں سے لوگوں کا مسجدوں میں بیٹھ کر اِدھر اُدھر کی دنیوی باتیں کرنا بھی ہے۔ اور یہ خرابی بہت سے لوگوں میں پائی جاتی ہے، کہ مسجدوں میں بیٹھ کر اِدھر اُدھر کی بے ہودہ باتیں اور گفتگو کرتے ہیں، ہنستے ہیں، قہقہہ لگاتے ہیں اور تالی بجاتے ہیں، حالانکہ اس سے اللہ کے گھر کی بڑی بے حرمتی ہوتی ہے، نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے اور عبادت گزاروں کی عبادت میں خلل واقع ہوتا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''آخری زمانے میں (جب کہ لوگوں میں بہت زیادہ بگاڑ پیدا ہو جائے گا) ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اپنی مسجدوں میں بیٹھے دنیا کی باتیں کریں گے، اللہ کو ایسے لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں۔''[2]

اور سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے:

> ''لوگوں پر ایسا دور بھی آئے گا کہ وہ مسجدوں میں دنیا کی باتیں کریں گے، تم ایسے لوگوں سے مجلس (تعلق) نہ رکھنا، اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں''۔[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ مسجدوں میں بیٹھے بلا روک ٹوک ہر طرح کی گفتگو کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ جھوٹ، چغلی،

---

[1] مستدرک حاکم۔ (۲/ ۳۶۸) بیہقی فی السنن الکبری (۳/ ۲۴۹) عن ابی سعید الخدری ﷛

[2] طبرانی فی الکبیر (۲۴۵-۱۰) ح (۱۰۴۵۲) مجمع الزوائد (۲۴۸۲) (اس کی سند میں ابوخلیل بزیع راوی ضعیف ہے۔ جس کی نسبت وضع کی طرف کی گئی ہے ابن حبان (موارد ۱۱ ۹۳۱) میں اس کی دوسری سند بھی ہے۔ لیکن اس میں ابوتقی عبدالحمید بن ابراہیم راوی ضعیف ہے۔ مع ہذا عنعنہ الاعمش۔ البتہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے سلسلۃ احادیث الصحیحۃ (۱۱۶۳) میں ذکر کیا ہے اور اس کے طرق اور شواہد ذکر کیے ہیں وفی کلہا مقال (ہر ایک میں کلام ہے) جس کی وجہ سے دل مطمئن نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔

[3] مشکوٰۃ (ح ۷۴۳) بحوالہ شعب الایمان (۲۹۶۲)

Marfat.com

غیبت، الزام تراشیاں، سازشیں تک مسجدوں میں بیٹھ کر کرتے ہیں اور کوئی احساسِ گناہ نہیں ہوتا۔ لوگ عبادت، تلاوت اور ذکر واذکار میں مشغول ہوتے ہیں اور ان کے آس پاس بیٹھے ہوئے لوگ باتیں، تکرار اور بحث وجدل کرتے ہیں، انہیں اس کا خیال نہیں ہوتا کہ وہ عبادت گزاروں کے نیک مشاغل میں خلل انداز ہو رہے ہیں۔

اسی سلسلہ میں یہ وضاحت کر دینی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ مسجدوں میں بات چیت مطلقاً منع نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے مسجدوں میں گفتگو کرنے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

سماک بن حرب سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن سمرہؓ سے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسوں میں بیٹھنے کا آپ کو اتفاق ہوا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں! بہت اتفاق ہوا ہے اور صبح کو تو عموماً آپ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک وہیں مصلیٰ پر، صحابہ کے ساتھ بیٹھے رہتے تھے۔ اور اس وقفہ میں گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا، یہاں تک کہ لوگ زمانہ جاہلیت کی بھی بہت سی باتیں کیا کرتے اور لوگوں کو ہنسی بھی آتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسکراتے۔[1]

لیکن ظاہر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی گفتگو لغو، اور مہمل یا ممنوع گفتگو نہ ہوا کرتی تھی اور نہ عبادت گزاروں کے مشاغل میں خلل انداز ہونے کی صورت تھی، جس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار منع فرمایا ہے۔ اور صحابہ کرام بھی اس کا خاص خیال رکھتے تھے۔

سائب بن یزید فرماتے ہیں، میں ایک دن مسجد میں سویا ہوا تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری۔ میں نے دیکھا تو وہ سیدنا عمرؓ تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: دیکھو، وہ دو آدمی باتیں کر رہے ہیں، انہیں میرے پاس لے آؤ، میں ان دونوں کو لے آیا، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان دونوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: تم دونوں کون ہو؟ اور کہاں سے آئے ہو؟ وہ بولے ہم طائف کے رہنے والے لوگ ہیں، طائف سے آئے ہیں۔ فرمایا: اگر تم

---

[1] مسلم۔ کتاب المساجد: باب فضل الجلوس فی مصلاۃ بعد الصبح (ح ۶۷۰)

Marfat.com

مدینہ والوں میں سے ہوتے (یعنی مہمان نہ ہوتے) تو میں تم دونوں کو بہت پیٹتا۔تم دونوں مسجد نبوی میں آواز بلند کرتے ہو؟[1]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کے باہر ایک کنارے پر ایک جگہ خاص کر دی تھی (جس کا نام بطیحا تھا) کہ گفتگو کرنی ہو یا آواز کے ساتھ کچھ پڑھنا ہو تو وہاں جا کر بیٹھیں۔[2]

مسجدوں میں ایسے بچوں کا لانا بھی مسجدوں کی بے حرمتی کا سبب ہوتا ہے، جو کہ مسجدوں میں کھیلتے کودتے اور شور وغل مچاتے ہیں اور لوگوں کی عبادتوں میں خلل کا باعث ہوتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی مسجدوں کو اپنے بچوں سے، پاگلوں سے، جھگڑوں سے، خرید وفروخت سے، تیغ زنی سے، آواز بلند کرنے سے بچاؤ اور جمعہ کے دن خوشبو کے لئے مسجدوں میں اگر بتی وغیرہ سلگاؤ، اور پاکی حاصل کرنے کیلئے مسجد کے دروازوں پر برتن رکھو۔[3]

چھوٹے بچوں کا مسجدوں میں آنا مطلقاً ممنوع نہیں ہے لیکن وہ مسجد کی بے حرمتی کا اور لوگوں کی عبادت میں خلل کا سبب بن رہے ہوں تو ان کو مسجدوں میں آنے سے ضرور روکنا چاہئے (یا تادیباً مسجد کے آداب سکھانے چاہئیں۔

اجتماعی شکل میں تکبیرات پکارتے ہوئے عیدگاہ جانا

مساجد سے متعلق بدعات ومنکرات میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بعض مقامات میں لوگ عید کے دن مسجدوں میں اکٹھے ہوتے ہیں اور دو گروپوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں اور وہاں سے اجتماعی شکل میں تکبیرات پکارتے ہوئے عیدگاہ جاتے ہیں اور اس طرح کہ ایک گروہ تکبیر پکارتا ہے، پھر جواباً دوسرا گروہ تکبیر پکارتا ہے، حالانکہ مسنون طریقہ

---

[1] بخاری کتاب الصلوٰۃ: باب رفع الصوت فی المسجد (ح ۴۷۰)

[2] مؤطا امام مالکؒ (۱/۱۷۵) کتاب قصر الصلاۃ فی السفر: باب جامع الصلاۃ، بلاغا بدون السند (بیہقی (۱۰/۱۰۳) مرسلا

[3] ابن ماجہ، کتاب المساجد، باب ما یکرہ فی المساجد، ح ۷۵۰۔ اس کی سند میں ابوسعید المصلوب راوی کذاب اور وضاع ہے وفیہ علل اخری......

Marfat.com

یہ ہے کہ لوگ عید کے دن گھروں میں، راستوں میں، اور عیدگاہ میں انفرادی طور پر تکبیرات پکاریں۔ اس کے لئے یہ نئی شکل نکالنی درست نہیں ہے۔ حقیقت میں دین اسلام میں اسی طرح سے نئے طریقوں کا اضافہ ہوا ہے۔ مسنون طریقہ پر اکتفا نہ کرنے کے سبب بہت سی نئی چیزیں ایجاد ہوئیں اور رفتہ رفتہ وہ جزوِ دین سمجھی جانے لگیں۔

مساجد کی سجاوٹ

مساجد سے متعلق بدعات ومنکرات میں سے مسجدوں کی آرائش اور محراب کی تزئین بھی ہے، خاص طور پر محراب کی تزئین مسجد کے بقیہ حصوں کی تزئین سے زیادہ بری ہے، کیونکہ وہ نمازی کی نظر کے سامنے ہوتی ہے اور اس کے دل کو نماز سے غافل کر دیتی ہے۔ مسجد ومحراب کو مزین وآراستہ کرنا، اس میں نقش ونگار اور گل بوٹے بنانا، یا اسے کسی طرح سے شیشے یا جھنڈیاں وغیرہ لگا کر جاذبِ نظر کرنا اِن میں سے کوئی چیز زمانہ رسالت میں نہ تھی۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مسجد نبوی کی دوبارہ تعمیر کروائی تو فرمایا: میں اس کے ذریعے بارش وغیرہ سے لوگوں کا بچاؤ کر رہا ہوں، اور مسجد لال پیلی کرنے سے منع فرمایا۔[1]

پہلا وہ شخص جس نے مسجدوں کی آرائش وزیبائش کی بدعت نکالی وہ ولید بن عبدالملک ہے حالانکہ سلف صالحین ہمیشہ مسجد ومحراب کی زیبائش وآرائش کو نیز مصحف کی آرائش کو ناپسند کرتے رہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ:

"جب تم اپنی مسجدیں آراستہ کرنے لگو گے اور اپنے مصحف (قرآن مجید) کو مزین کو مرصع کرو گے تو تم پر تباہی کا نزول ہونے لگے گا۔"[2]

1۔ المحلی لابن حزن ۹/ ۲۴۸، بدون الاسناد

2۔ المحلی لابن حزم (۹/ ۲۴۸ موقوف علی ابی الدارء بدون الاسناد مصنف عبدالرزاق ۳/ ۱۵۴ (ح ۵۱۳۲) وسندہ ضعیف لانقطاعہ۔

Marfat.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب لوگ اپنی مسجدیں مزین کرنے لگیں گے تو ان کے اعمال خراب ہو جائیں گے اور سیدنا علی قبیلہ تیم کی ایک مزین مسجد سے گزرتے تو فرماتے: ''یہ قبیلہ تیم کا گرجا ہے''۔[1]

سیدنا ابن عباسؓ کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محسوس کر رہا ہوں کہ میرے بعد تم لوگ بھی کنگرے دار مسجدیں بنوانے لگو گے جیسا کہ یہود نے اپنے کنیسوں کو کنگرے دار بنایا اور نصاریٰ نے اپنے گرجوں کو۔[2]

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قوم کے بگاڑ و بدعملی کی علامتوں میں سے یہ ایک علامت قرار دی ہے کہ وہ اپنی مسجدیں مزین کرنے لگیں۔[3]

بدترین بدعتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس دور کے بہت سے پیروں اور مرشدوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کی موت کے بعد ان کی اچھی سی قبر بنائی جائے، اس پر قبہ تعمیر کیا جائے اور اس کی زیارت کی جائے۔ وغیرہ وغیرہ

خودساختہ اذکار و وظائف

نیز ان کی بدعات میں سے یہ بدعت بھی ہے کہ وہ شریعت کے ثابت شدہ اذکار و دعائیں چھوڑ کر خودساختہ ذکر و وظیفہ اختیار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ہم نے اپنے شیخ کو بہت سے علماء کی موجودگی میں یہ ذکر کرتے ہوئے پایا ہے اور علماء نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ حالانکہ غیر ثابت اذکار مردود ہیں وہ قیامت کو اُس شخص کے منہ پر مار دیے جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اصحاب البدع کلاب النار ...... (الضعیفۃ. ح ۲۷۹۲)

---

[1] المحلی لابن حزم (۴/ ۲۴۸) بدون الاسناد۔ مصنف عبدالرزاق (ح ۵۱۲۸، ۵۱۳۴) مصنف ابن ابی شیبۃ (۱/ ۳۰۹) اس کی سند منقطع ہے۔

[2] ابن ماجہ۔ کتاب المساجد۔ باب تشیید المساجد، ح۔ ۷۴۰ اس کی سند سخت ضعیف ہے۔ اس میں لیث بن ابی سلیم راوی ضعیف اور جبارۃ بن المغلس کذاب ہے۔

[3] ابن ماجہ۔ حوالہ سابق، ح۔ ۷۴۱ اس کی سند بھی سخت ضعیف ہے۔ دیکھئے حوالہ سابق

Marfat.com

"بدعتی لوگ جہنمی کتے ہیں"۔

اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات نکالی جس کا دین میں ہونا ثابت نہیں ہے وہ مردود ہے"۔

ان لوگوں نے دین میں وہ چیزیں داخل کرلیں جو دین میں نہیں ہیں اور عبادات کے وہ طریقے ایجاد کر لئے جو نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہیں، نہ صحابہ و مومنین صالحین سے۔

اس پیر کی اقتداء جائز نہیں ہے جو کتاب وسنت کے حدود میں نہ رہے اور اس کی پابندی نہ کرے وہ ہرگز اس لائق نہیں ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، ان کے برعکس جو صحیح معنوں میں پیر و عارف باللہ رہے ہیں انہوں نے کسی حال میں بھی کتاب وسنت سے تجاوز نہیں کیا ہے اور ہر اس شخص سے انہوں نے برأت اظہار کیا ہے، جس نے اپنی حرکات و سکنات میں کتاب وسنت سے تجاوز کیا ہے۔

بدعت کے بارے میں آئمہ اربعہ کا موقف

اور وہ کیونکر ایسا نہ کرتے جب کہ کتاب وسنت کی مخالف روش اختیار کرنے والوں سے ان بڑے بڑے ائمہ مجتہدین نے بھی برأت کا اظہار کیا ہے جو دین کی حقیقت سے واقف تھے، چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بابت مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

اِیّاکم والقول فی دین اللّٰہ بالرّای وعلیکم بالسّنّۃ فمن خرج عنھا ضلّ. (میزان شعرانی : ۱/۴۸)

"اللہ کے دین میں رائے زنی سے اجتناب کرو اور سنت کو لازم پکڑو، جس نے سنت سے قدم باہر نکالا وہ گمراہ ہوگیا"۔

نیز امام صاحب فرماتے ہیں:

لا ینبغی لاحدٍ ان یقول قولًا حتی یعلم ان شریعۃ رسول

Marfat.com

الله صلى الله عليه وسلم تقبله.

''کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ دین کے بارے میں کوئی بات کہے، یہاں تک کہ وہ جان لے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں وہ ثابت قابل قبول ہے۔''

نیز امام صاحب نے اس شخص سے اظہارِ برأت کیا ہے جو کتاب وسنت سے قدم باہر نکالے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اذا رأيتم كلامي يخالف كلام رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعملوا بكلام رسول الله واضربوا بكلامي الحائط. (عقد الجيد ٤٩)

''جب تم دیکھو کہ میری کوئی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے خلاف ہے تو فرمانِ محمدی پر عمل کرو اور میری بات کو دیوار پر مار دو''۔

نیز فرمایا کرتے تھے:

كل شيء خالف امر رسول الله صلى الله عليه وسلم سقط ولا يقوم معه رأى ولا قياس فان الله تعالىٰ قطع العذر بقوله صلّى الله عليه وسلم فليس لاحدٍ معه امر ولا نهيٌ. (اليواقيت والجواهر: ص ٩٦)

''جو چیز بھی فرمانِ محمدی کے خلاف ہو وہ ساقط ومردود ہے، آپ کا حکم موجود ہوتے ہوئے رائے وقیاس کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے دین میں دخل اندازی کے سارے شوشے بند کر دیے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے ذریعہ عذر کی کوئی گنجائش نہیں رکھ چھوڑی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دین میں کسی اُمتی کو امر ونہی کا حق حاصل ہو''۔

اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی بابت مروی ہے کہ جب کسی مسئلہ میں ان کی

Marfat.com

رائے پوچھی جاتی تو فرماتے:

اَوَ لِاَحدٍ کلامٌ مع رسول الله......

"کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہوتے ہوئے کسی کے قول وکلام کی گنجائش ہے؟"

اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ کی بابت مروی ہے، ابن عبدالبر روایت کرتے ہیں کہ ابن عیسیٰ نے کہا میں نے امام مالک کو یہ فرماتے سنا ہے:

انما انا بشر اخطی واصیبُ، فانظروا فی رائی فکل ما وافق الکتاب والسنة فخذوه وکل ما لم یوافق الکتاب والسنة فاترکوه. (اعلام الموقعین: ا)

"میں ایک انسان ہوں، میری بات غلط بھی ہوسکتی ہے اور صحیح بھی، پس میری بات کو دیکھو، اس میں سے جو کتاب وسنت کے مطابق ہو اسے لے لو اور جو کتاب وسنت کے مطابق نہ ہو اسے چھوڑ دو"۔

ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر تم کسی میں کوئی کرامت دیکھو، یہاں تک کہ اگر کسی کو دیکھو کہ وہ ہوا میں پرواز کررہا ہے، تو بھی تم اس سے دھوکہ نہ کھاؤ اور دیکھو کہ وہ شریعت کی ادائیگی میں کیسا ہے اور شرعی حدود کا کتنا خیال رکھتا ہے اور دینی احکامات و منہیات کا کس قدر لحاظ رکھتا ہے۔

سید الطائفہ جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم کتاب وسنت میں مقید تصوف کے قائل ہیں اور اسی کو تصوف جانتے ہیں جس میں کتاب وسنت سے سرِ مو تجاوز نہ کیا جائے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص (جو کسی دور دراز علاقے کا رہنے والا تھا) جنید بغدادی رحمہ اللہ کی بزرگی کا چرچا سن کر انہیں اور ان کی کرامات دیکھنے کے لئے ان کے پاس گیا۔ وہ تین دن سیدنا جنید کے پاس رہا، لیکن اس نے سیدنا جنید سے کسی کرامت کا صدور نہیں دیکھا، اس نے اپنے گھر واپس ہوتے وقت سیدنا جنید سے اپنی اس مایوسی کا اظہار

Marfat.com

کیا کہ میں نے آپ کی بزرگی کا بڑا چرچا سنا تھا اور میں اس امید سے آیا تھا کہ آپ کے پاس کچھ کرامات دیکھوں گا، مگر اس تین دن کے دوران مجھے آپ سے کسی کرامت کا صدور نظر نہ آیا۔

سیدنا جنید نے اس سے کہا: اس تین دن کے اندر تم نے میرا کوئی کام سنت کے خلاف بھی پایا؟

اس نے کہا: سنت کے خلاف تو میں نے آپ کا کوئی کام نہیں پایا۔

فرمایا: تو جنید کی یہی کرامت ہے۔

سیدنا جنید بغدادیؒ کے ہم نشین امام ابوالحسن نوریؒ کا قول ہے: جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ استغراق (محبت) میں حدود شرعی کے اندر محدود رہنا ممکن نہیں ہے، تو ہرگز اس شخص کے قریب نہ جاؤ، وہ بدعتی ہے، یاد رکھو جس شخص کے اقوال وافعال کی گواہی شریعت سے نہ ملے وہ شخص بدعتی ہے خواہ وہ کتنے بھی خرقِ عادت کمالات وکرامات دکھائے۔ کتنے مکار ہوتے جو خرقِ عادت بڑے بڑے کمالات دکھاتے ہیں۔

صوفی کبیر ابوالقاسم نصر آبادی فرماتے ہیں:

اصل التصوف ملازمة الکتاب والسنة وترک الاھواء والبدع.

''تصوف یہ ہے کہ صوفی اپنے قول وعمل میں کتاب وسنت کا التزام کرے اور خواہشِ نفس کی پیروی ترک کردے اور کوئی بھی ایسی بات اختیار کرنے سے پرہیز کرے جو کتاب وسنت سے ثابت نہ ہو۔''

ابوالحسن بن علی الجوز جانی سے پوچھا گیا کہ اللہ تک رسائی کا کیا راستہ ہے؟

فرمایا: گمراہی کے شبہوں سے پاک، سب سے واضح راستہ ہر حال میں سنت کی اتباع کرنا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان تطیعوہ تھتدوا...... ''تم اس کی اطاعت کروگے تو راہ یاب ہوگے''۔

ان سے سوال کیا گیا: اتباعِ سنت کی کیا صورت ہے؟

Marfat.com

فرمایا: بدعت سے دور رہو، دین میں کوئی ایسا کام نہ کرو جو کتاب وسنت سے ثابت نہ ہو اور وہی کام اختیار کرو جو پہلے دور کے علمائے امت اور اسلاف کرام نے اختیار کیا تھا۔

اکابر صوفیاء سے جو باتیں منقول ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تصوف کی بنیاد تین چیزوں پر رکھی تھی:

(۱) اخلاق وافعال تمام چیزوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

(۲) حلال روزی کھانا

(۳) سارے اعمال خلوصِ نیت کے ساتھ صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے کرنا۔

جو اکابر صوفیاء شریعت کی عظمت کا خیال رکھنے والے اور سنت کی اتباع کرنے والے تھے، وہ دین سے سرِ مو انحراف نہ کرنے والے تھے اور وہ سب کے سُب اس بات پر متفق تھے کہ جو شخص کتاب وسنت کے خلاف کام کرے اور کتاب وسنت کے سوا کسی اور چیز کو اپنے عمل کی بنیاد بنائے، وہ مفتری وکذاب ہے، خود بھی ہلاک ہوگا اور جو اس کے دھوکے میں آئے گا اور اس کی اباطیل قبول کرے گا وہ بھی ہلاک ہوگا۔

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ شیخ وپیر کا طریقہ آنکھیں بند کر کے قبول نہ کرنا چاہئے بلکہ ان کا جو طریقہ کتاب وسنت کے موافق ہو، صرف اسی کو اختیار کرے اور جو مخالف ہو اسے اختیار نہ کرے۔ اور اس بات سے بھی دھوکہ نہ کھانا چاہئے کہ علماء نے دیکھا اور سکوت فرمایا۔ ممکن ہے انہوں نے اس بنا پر سکوت اختیار کیا ہو کہ یہ شخص ان کی بات نہیں مانے گا۔ یا جن لوگوں کو وہ علماء سمجھ رہا ہے وہ صحیح معنوں میں علماء ہی نہ ہوں۔

نیز یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جو ذکر واذکار کتاب وسنت کے موافق نہ ہوں ان کا کرنا بھی حرام ہے اور سننا بھی حرام ہے، اس لئے کہ سامع ومسموع کا حکم ایک ہی ہے۔ جس طرح غیبت ایک گناہ ہے، اور غیبت کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اسی طرح غیبت کا سننا بھی گناہ ہے اور غیبت سننے والا بھی گنہگار ہوتا ہے۔

شیخ فرماتے ہیں وہ اوراد ووظائف اور ذکر واذکار جنہیں اللہ اور اس کے رسول اور امت کے برگزیدہ لوگ پسند کرتے ہیں اور ذکر کرنے ولے کو اس پر ثواب ملتا ہے وہ

Marfat.com

اذکار تو بس وہی ہیں جو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے ثابت ہیں اور جنہیں علماء امت نے محفوظ کر رکھا ہے۔

بعض جہلاء عجیب عجیب ڈھنگ سے اس افضل ذکر ''لا الہ الا اللہ'' کو ادا کرتے ہیں۔ کوئی اس کے بعد حروف کو کھا جاتا ہے کوئی بعض حروف بڑھا دیتا ہے اور اس میں تحریف کا مرتکب ہوتا ہے۔

بعض لوگ عجیب آواز سے اس کو ادا کرتے ہیں جیسے گدھے کی آواز ہو یا چڑیوں کے گنگنانے کی۔

بعض اس طرح ادا کرتے ہیں کہ لا الٰہ کی بجائے وہ ''لا اِیْلَہ'' ہو جاتا ہے اور ''الا اللہ'' اس طرح ادا کرتے ہیں کہ وہ ''اِیلا اللّٰہ'' ہو جاتا ہے، یہ بالکل حرام ہے، کسی حال میں بھی جائز نہیں۔ اس کی حرمت پر پوری امت کا اجماع ہے۔ وہ اللہ کا ذکر اور اس کی عبادت غلط اور حرام طریقے سے کرتے ہیں اور ان بدنصیبوں میں سے ہو جاتے ہیں:

الذین ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدُّنیا وھم یحسبون انّھم یحسِنون صُنعًا.

''جن کا عمل دنیا کی زندگی میں راہِ راست سے بھٹکا رہا اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ بڑا اچھا کام کر رہے ہیں''۔

ذکر کے ساتھ رقص وغنا

آج کل کے بعض لوگوں نے حالتِ ذکر میں رقص بھی جائز قرار دیا ہے، اور اس کے لئے اس روایت سے دلیل پکڑتے ہیں جو صحیحین میں سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ عید الفطر کے دن خوشی میں کچھ حبشی لوگ مسجد نبوی میں نیزوں اور ڈھالوں سے کھیل رہے تھے، اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دیکھ رہے تھے اور آپ کی اوٹ میں کھڑی ہو کر میں بھی دیکھ رہی تھی۔[1]

[1] بخاری۔ کتاب العیدین: باب الحرب والدرق یوم العید (ح ۹۵۰)۔ مسلم۔ کتاب صلاۃ العیدین: باب الرخصۃ فی اللعب الذی لامعصیۃ فیہ فی ایام العید (ح: ۲۹۸)

Marfat.com

یہ قول باطل ہے اور قواعدِ شرع کے مخالف ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

شرُّ الامورِ محدثاتُها و کل محدثةٍ بدعة و کلُّ بدعةٍ ضلالةٌ و کلّ ضلالةٍ فی النار.

''سب سے برے کام وہ ہیں جو شریعت میں نئے داخل کئے جائیں، شریعت میں ہر نیا داخل کیا ہوا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور یہ گمراہی جہنم میں لے جانے کا باعث ہے۔''

نیز اس قولِ باطل کا قائل گویا ان لوگوں میں سے ہے جو کلام کو اس کے اصل محل سے پھیر دیتے ہیں اور بات کو الٹ پھیر کر کہیں سے کہیں لے جاتے ہیں۔ حبشیوں کے اس فعل سے رقص پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ وہ ہتھیار سے کھیل، کود کر رہے تھے اور ہتھیار سے کھیل کود کرنا اور مقابلہ کرنا مشروع ہے۔ لیکن اس کا اس رقص سے کیا تعلق ہے جس میں کولہے، مونڈھے اور ہاتھ مٹکائے جاتے ہیں اور جسے شرفا نہیں فاسق لوگ کرتے ہیں؟

صاحب مدخل نے کہا ہے کہ رقص کرنا اور وجد طاری کر کے جھومنا اصحابِ سامری کی ایجاد ہے۔ جب سامری نے اسرائیلیوں کے لئے ایک بچھڑا بنایا، تا کہ اس کی پوجا کی جائے، تو اس بچھڑے کے پجاری اس کے اردگرد ناچتے اور جھومتے تھے اور یہ ان کی عبادت تھی، تو ذکر کے دوران ناچنا اور جھومنا مشرکوں کا ہی مسلک ہے اسلام کا نہیں۔

علامہ قرطبیؒ نے امام طرسوسی کے بارے میں نقل کیا ہے کہ ان سے سوال ہوا ''ایک گروہ جن کا معمول ہے کہ وہ کسی جگہ جمع ہوتے ہیں، کچھ قرآن پڑھتے ہیں پھر کوئی شخص اشعار پڑھتا ہے اور وہ لوگ اس پر ناچتے ہیں اور گاتے بجاتے ہیں، کیا ان کی مجلس میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

امام طرطوسی نے جواب دیا کہ اکابر صوفیاء نے اس فعل کو گمراہی اور باطل قرار دیا ہے، اسلام، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں محصور ہے اس سے باہر ہو کر جو کام کیا جائے وہ اسلام کا کام نہیں، گمراہی کا کام ہے۔ رہا بطور عبادت ناچنا اور وجد کرنا، تو یہ اصحابِ سامری

Marfat.com

کی ایجاد ہے۔ جب سامری نے ان کے لئے بچھڑا بنایا تو اس بچھڑے کے پجاری بطور عبادت اس بچھڑے کے اردگرد ناچتے تھے اور وجد کرتے تھے۔ تو ناچنا اور وجد کرنا کافروں اور بچھڑے کے پجاریوں کا دین ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس صحابہ کرام کے ساتھ بڑی سنجیدگی اور وقار کی ہوتی تھی۔ آپ کی مجلس میں اس طرح کی بیہودگیوں کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی (۷/ ۲۳۷۔۲۳۸)

لہٰذا مناسب ہے کہ بادشاہ یا اس کا قائم مقام ایسے لوگوں پر پابندی لگائے، انہیں مسجد وغیرہ میں گھسنے نہ دے اور کسی بھی ایسے شخص کے لئے جو اللہ و آخرت پر ایمان رکھتا ہو جائز نہیں ہے کہ وہ ان لوگوں کی مجلس میں حاضر ہو اور اس باطل کام پر انکی مدد یا حوصلہ افزائی کرے، یہی مذہب ہے تمام ائمہ مسلمین امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام ابوحنیفہ وغیرہ رحمہم اللہ اجمعین کا۔

اسی طرح کا ایک سوال امام ابن قدامہ کے پاس آیا تو انہوں نے جواب دیا کہ بلاشبہ اس فعل کا مرتکب خطا کار ہے، بے مروت ہے کہ ایسی بے ہودہ حرکت کرتا ہے، اگر وہ ایسی بے ہودگی برابر کرتا رہے تو وہ شرعاً مردود الشہادت ہے اور اس کا قول مقبول نہیں ہوگا۔ یہ ایسی معصیت اور بیہودگی ہے جو عند اللہ و عند الرسول بھی مذموم ہے اور اہلِ علم نے بھی اسے نہایت ناپسند کیا ہے اور اسے بدعت قرار دیا ہے، اور اس کے ارتکاب سے روکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب اس کی نافرمانی کے ذریعے حاصل نہیں کیا جا سکتا، نہ اس کے منع کئے ہوئے کام کا ارتکاب کر کے اس کی اطاعت ہو سکتی ہے۔ جو شخص معصیت کو اللہ تعالیٰ تک رسائی کا ذریعہ بنائے وہ راندۂ درگاہِ الٰہی ہو جانے کا مستحق ہے نہ کہ رسائی کا۔ اور جو شخص کھیل تماشے کو دین قرار دے، وہ اس شخص کی طرح ہے، جو زمین میں بگاڑ پیدا کرنے کے لئے کوشاں ہو۔ یاد رکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کے طریقے کے سوا کوئی دوسرا طریقہ اختیار کر کے جو شخص اللہ تعالیٰ تک رسائی کا طالب ہو تو وہ ہرگز اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا بلکہ وہ اپنے مقصد سے دور جا پڑے گا۔

Marfat.com

ذکر میں تالی بجانا

اوران متصوفین کی قبیح حرکتوں میں سے ایک حرکت ذکر کی حالت میں تالی بجانا ہے، ذکر کی حالت میں تالی بجانا بڑی اوچھی واحمقانہ حرکت ہے۔ یہ حرکت یا تو کوئی احمق صوفی کرتا ہے، یا کوئی بناوٹی جاہل صوفی۔اس طرح کی حرکت کا بھلا شریعت سے اورانبیاء و صلحاء سے کیا تعلق ہے؟ بعض علماء نے تو مردوں کے لئے تالی بجانا حرام قرار دے دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی بنیاد پر کہ:

انما التصفيق للنساء.

''تالی عورتیں بجائیں''[1] (جب امام سے کوئی بھول ہو رہی ہو)

فاتحہ بہ نیت فلاں

نیز صوفیوں کا ذکر سے فارغ ہونے کے بعد''فلاں کی نیت سے فاتحہ، فلاں کی نیت سے فاتحہ'' پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ بھی ایک بدعت ہے۔اس عمل کا سراغ بھی سلف میں کہیں نہیں ملتا۔اسی طرح ہاتھ میں یا گلے میں تسبیح کا لٹکائے رہنا، ایک منکر کام ہے۔یہ وہ لوگ کرتے ہیں جو ریاکار ہوتے ہیں اور بغیر عملِ محمود کے مدح وستائش کے خواہاں ہوتے ہیں۔اللہ تک رسائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کر کے ہی ہوسکتی ہے۔اس کے سوا جو طریقہ ہے وہ گمراہی ہے اس سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

عقیدۂ سعد ونحس

اور لوگوں کی اعتقادی بدعات میں سے بعض چیزوں کے اندر نحوست پائے جانے کا عقیدہ بھی ہے، بعض لوگ بیوی، یا گھر، یا جانور، مہمان کے بارے میں نحوست کا عقیدہ رکھتے ہیں۔اور بعض اوقات مشیت الٰہی سے وہ بات ان کے عقیدے کے مطابق ہو جاتی ہے تو ان کی بداعتقادی اور پختہ ہو جاتی ہے۔حالانکہ کسی بھی چیز میں نحوست کا عقیدہ

---

1. بخاری۔کتاب الاذان: باب من دخل لیوم الناس فجاء الامام الاول (ح ٦٨٤)
مسلم۔کتاب الصلوٰۃ: باب تقدیم الجماعۃ من یصلی بھم اذا تاخر الامام۔(ح ٤٢١)

Marfat.com

رکھنا باطل وخلاف شرع ہے۔

رہی بخاری شریف کی وہ حدیث جو ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

''گھر، عورت اور گھوڑے میں نحوست ہے''[1]

تو یہاں فرمانِ نبوی میں نحوست کا وہ مفہوم نہیں ہے جو لوگوں میں معروف ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی وضاحت فرمادی ہے کہ ان میں جس نحوست کا وجود ہے اس سے کیا مراد ہے۔

چنانچہ طبرانی نے یہ روایت نقل کی ہے:

سیدہ اسماء بنت عمیس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! گھر کی نحوست کیا ہے؟

فرمایا: گھر کی نحوست یہ ہے کہ وہ تنگ ہو اور پڑوسی بُرے لوگ ہوں۔

دریافت کیا: اور چوپائے کی نحوست کیا ہے؟

فرمایا: جو سواری نہ کرنے دے اڑیل اور سخت ہو،

پوچھا: اور عورت کی نحوست کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: عورت کی نحوست اس کا بانجھ ہونا اور بدخلق ہونا ہے۔''[2]

اور امام احمد وحاکم وبیہقی وغیرہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث نقل کی ہے، کہ عورت کا بابرکت ہونا یہ ہے کہ اس کی منگنی آسان ہو، اس کا مہر مختصر ہو اور اس میں بچے جننے کی خوب صلاحیت ہو۔[3]

اور صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تین چیزوں میں) ''برکت بھی ہے اور نحوست بھی ہے'' عورت میں، گھر میں اور گھوڑے میں، پس عورت

---

[1] بخاری کتاب النکاح، باب ما یتقی من شوم المرأۃ (ح۵۰۹۳)

[2] (طبرانی فی الکبیر (۲۴/۱۵۳۔۱۵۴) اس سند میں مجہول راوی ہیں۔ (مجمع الزوائد ۵/۱۰۵) اس کا ایک صحیح شاہد مسند احمد (۱/۱۸۶) ابن حبان (موارد۔۱۲۳۲) وغیرہ میں ہے۔

[3] مسند احمد (۶/۷۷) مستدرک حاکم (۲/۱۸۱) السنن الکبریٰ للبیہقی (۷/۲۳۵) مجمع الزوائد (۴/۲۸۱)

Marfat.com

کی برکت ہے اس کا مہر ہلکا ہونا، اس کا نکاح آسان ہونا اور اس کے اخلاق اچھا ہونا۔ اور اس کی نحوست یہ ہے کہ اس کا مہر زیادہ ہو، اس کا نکاح مشکل ہو اور وہ بد اخلاق ہو۔

اور گھر کی برکت یہ ہے کہ وہ کشادہ ہو اور پڑوسی اچھے ہوں۔ اور گھر کی نحوست یہ ہے کہ وہ تنگ ہو اور اس کے پڑوسی بُرے ہوں۔

اور گھوڑے کی برکت یہ ہے کہ وہ تابعدار ہو اور اچھی عادات کا ہو اور اس کی نحوست یہ ہے کہ وہ سخت اور اَڑیل ہو اور اس کی سواری مشکل ہو۔ (احیاء العلوم ۲/۲۱۳)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ جس نحوست کا وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے وہ نحوست اُس معنی میں نہیں ہے جو لوگوں میں معروف ہے۔ جو لوگ کسی چیز میں نحوست کا عقیدہ رکھتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ یہ چیز راس نہیں آتی، مثلاً: اس گھر میں نحوست ہے، یعنی یہ گھر ہمیں راس نہیں آتا۔ اس میں رہنا بے برکتی کا سبب ہے، اس گھر میں رہنے سے ہم پنپ نہیں سکتے، یا بچے مرجاتے ہیں، یا فلاں حادثہ ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

گویا لوگوں میں نحوست جس معنی و مفہوم میں ہے اسی قسم کی نحوست کا کوئی وجود نہیں ہے اور اس نحوست کی نفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرتے ہوئے فرمایا:

''اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو وہ عورت میں، گھر میں اور گھوڑے میں ہوتی''۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ نحوست کسی چیز میں بھی نہیں ہے، کسی چیز میں نحوست سمجھنا اور اس قسم کے خیالات رکھنا محض توہم پرستی ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

چھوت چھات، بدشگونی و بدفالی

اسی طرح چھوت چھات اور بدشگونی و بدفالی بھی محض توہمات ہیں، اسلام کی نظر میں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ حدیث میں ان توہمات کی تردید فرمائی گئی ہے۔ صحیح بخاری میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا عدوی...... ''چھوت چھات کوئی چیز نہیں ہے''۔

Marfat.com

چھوت چھات کوئی ذاتی اثر نہیں رکھتا۔

ایک بار ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! اچھے اور صحت مند اونٹوں میں ایک خارش زدہ اونٹ مل جاتا ہے تو سب خارش زدہ ہو جاتے ہیں، یہ چھوت چھات کا اثر نہیں ہے تو کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: پہلے اونٹ کو خارش زدہ کس نے بنایا؟

اس نے کہا: اللہ نے۔

فرمایا: تو پھر سب کی خارش کو اللہ ہی کی طرف منسوب کرو۔

(اونٹ اور چھوت کی طرف کیوں منسوب کرتے ہو؟)

چھوت چھات کی نفی اس مصلحت سے بھی کی گئی ہے کہ اس کا وسوسہ دل ودماغ پر طاری نہ رہے، یہاں تک کہ آدمی اس وسوسے کی بنا پر مریضوں کی دیکھ بھال اور تیمارداری سے کترائے کہ کہیں اسے بھی وہ بیماری نہ لگ جائے اور اس کے جراثیم اسکے جسم میں بھی داخل نہ ہو جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے فرمایا:

ولا طیرۃ......اور بدفالی بھی کوئی چیز نہیں ہے۔

توہم پرستوں کا عقیدہ ہے کہ اگر سامنے سے کوئی کانا آدمی گزر جائے یا عورت یا بلی گزر جائے تو وہ کام نہیں ہوگا۔ آپ نے فرمایا اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا:

الطیرۃ شرک الطیرۃ شرک، الطیرۃ شرک.

''بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے''۔

اور طبرانی میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو بُرا شگون لے، یا جس کے لئے بُرا شگون لیا جائے، یا جسکے لئے کہانت کی جائے، یا جو جادو کرے یا جادو کرائے۔

نیز فرمایا: رمل اور بدشگونی جبت (وہم پرستی) کے قبیل سے ہے۔

Marfat.com

البتہ نیک فالی و نیک شگونی جائز ہے، جیسا کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

لیکن بدشگونی جرم عظیم ہے، اس سے بہت دور رہنا چاہئے اور دل میں اس قسم کا وہم پیدا ہو تو اس کو دور کرنا چاہئے اور اس کے سبب کسی کام سے رک نہیں جانا چاہئے۔

عبدالرزاق مرفوعاً روایت کرتے ہیں:

ثلاثة لا يسلم منهن احد، والظن والحسد فاذا تطيرت فلا ترجع واذا حسدت فلا تبع واذا ظننت فلا تحقق.

''بدشگونی، بدگمانی اور حسد یہ تین چیزیں ایسی ہیں جن سے بچنا مشکل ہوتا ہے، لہٰذا جب کسی کام میں کوئی بدشگونی تمہیں تردد میں ڈالے تو بدشگونی کے سبب اس کام سے باز نہ آؤ اور جب کسی سے حسد پیدا ہو تو دل سے اُسے دور کرو، اور جب بدگمانی پیدا ہو تو اس پر یقین نہ کرو۔''

اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

''بدشگونی کے سبب کسی کام سے باز نہ آؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو۔''

صحیح بخاری کی مذکورہ بالا روایت میں آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ولا هامة ...... ''الو کی نحوست بھی کوئی چیز نہیں ہے''۔

مشرکین کا عقیدہ تھا کہ آدمی کی روح اُلو کے اندر حلول کر جاتی ہے اور جہاں یہ بولتا ہے وہ گھر برباد ہو جاتا ہے۔ آپ نے اس عقیدے کی تردید فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:

ولا صفر ...... ''صفر کی نحوست بھی کوئی چیز نہیں ہے''۔

صفر ہجری سن کا دوسرا مہینہ ہے، جو محرم کے بعد آتا ہے۔ بدعقیدہ مسلم خواتین میں یہ مہینہ ''تیراندازی'' کے نام سے مشہور ہے، وہ اس مہینہ کو منحوس خیال کرتے ہوئے چنے اُبال کر اس مہینہ میں صدقہ کرتی ہیں، تاکہ اس کی نحوست سے محفوظ رہیں۔ یہ توہم پرستی ہے اور خلاف شرع و موجب گناہ ہے۔

Marfat.com

متفرقات

ایمان وعقائد اور اعمال کی درستگی پر مشتمل قابلِ قدر
ایمان افروز، عبرت انگیز مضامین اور پر اثر تحریریں

Marfat.com

بے نمازیوں کا عبرتناک انجام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ان الصلوة کانت علی المومنین کتابًا موقوتًا. (النساء: ۱۰۳)

''بے شک نماز مومنین کے لیے وقت مقررہ پر فرض کی گئی ہے''

مزید فرمایا:

فویل للمصلین. الذین ھم عن صلاتھم ساھون. (الماعون ۵)

''ایسے نمازیوں کیلئے ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں سے غفلت کرتے ہیں''

اس آیت کی تشریح میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ویل جہنم کی ایسی وادی ہے جس کی گرمی سے جہنم بھی پناہ مانگتی ہے اور یہ ان لوگوں کو ٹھکانہ ہے جو نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مسلمان اور مشرک کے درمیان فرق کا ذریعہ صرف نماز ہے۔ گویا کسی نے نماز کا انکار کرتے ہوئے اس کو ترک کیا تو اس کفر کیا۔

تارک نماز کیلئے پندرہ دردناک سزائیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نماز کے معاملے میں غفلت اور تکاسل برتے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کو پندرہ (۱۵) قسم کی سزائیں دیتے ہیں: چھ دنیا میں، تین موت کے وقت، تین قبر میں اور تین قیامت کے دن۔

Marfat.com

تارک نماز کے لیے دنیا کی سزائیں

(۱) عمر سے برکت کا ختم ہونا' (۲) چہرے سے نور کا ختم ہونا' (۳) مزید کسی نیک کام کی توفیق نہ ہونا (۴) دعا کا قبول نہ ہونا' (۷) دنیا میں اس کی عادات کو ناپسند کیا جاتا ہے(۶) نیکوکار لوگوں کی دعاؤں میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

موت کے وقت کی تین سزائیں

(۱) تارک نماز ذلیل ہو کر مرے گا' (۲) بھوک کی حالت میں موت آئے گی اور (۳) پیاس کی حالت میں موت آئیگی' اگرچہ دنیا کے تمام کے سمندر بھی اس کی پیاس بجھانے کیلئے اس کو پیش کردیئے جائیں۔

قبر کے تین عذاب

(۱) اللہ تعالیٰ قبر کو اتنا تنگ کر دیتے ہیں کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔

(۲) اس کی قبر آگ سے بھر دی جاتی ہے اور صبح وشام اس کو آگ کے شعلوں میں ڈالا جاتا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ ایک ایسا اژدہا مسلط کرتے ہیں جس کا نام ''شجاع اقرع'' (گنجا بہادر) ہے، جس کی آنکھیں آگ سے اور اس کے ناخن لوہے سے بنے ہیں، اس کے ایک ناخن کی لمبائی ایک دن کی مسافت کے برابر ہے، وہ کہتا ہے کہ میں ''شجاع اقرع'' ہوں، اس کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح ہوتی ہے، وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ نماز فجر ضائع کرنے پر عصر سے مغرب تک، نماز مغرب ضائع کرنے پر مغرب سے عشاء تک اور نماز عشاء ضائع کرنے کی وجہ سے عشاء سے فجر تک مارتا رہوں، اژدہا کی ایک ضرب بے نمازی کو ستر ہاتھ زمین میں گاڑ دیتی ہے اور وہ اپنے آہنی ناخن زمین کے نیچے داخل کر کے اس کو باہر نکالتا ہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، یا اللہ! ہم سب کو عذاب قبر سے بچا۔

Marfat.com

قیامت کے دن کی سزائیں

(۱) اللہ تعالیٰ بے نمازی پر قیامت کے دن ایک فرشتے کو مسلط فرمائیں گے جو بے نمازی کو جہنم کی آگ کی طرف منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے لے جائے گا

(۲) حساب کے وقت اللہ تعالیٰ غصہ کی نظر سے دیکھیں گے۔

(۳) اللہ تعالیٰ بے نمازی کا سخت ترین حساب لینے کے بعد اس کو جہنم کے بد ترین مقام کی طرف لے جانے کا حکم دیں گے۔

◉ ...... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز تیرے میزان کو جھکانے والی چیز ہے اگر اس نے تیرا میزان برابر کر دیا تو نجات پا گیا اور اس نے کمی کر دی تو تجھے عذاب دیا جائے گا۔

◉ ...... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے چالیس دن تک، کسی رکعت کے فوت کیے بغیر، صبح کی نماز با جماعت نماز ادا کی تو اللہ تعالیٰ آگ اور نفاق سے اس کی برأت کا فیصلہ کر دیتے ہیں۔

◉ ...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے صبح کی نماز با جماعت ادا کی اور پھر سورج طلوع ہونے تک اللہ کے ذکر کیلئے بیٹھا رہا تو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اس کیلئے ایک محل، بعض روایات کے مطابق ستر محل، بنا دیتے ہیں اور ہر محل کے ستر دروازے ہیں اور ہر دروازہ سونے اور چاندی سے بنا ہے۔

◉ ...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کی مثال، تمہارے گھر کے سامنے رواں نہر کی طرح ہے کہ جس میں تم روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرو یہاں تک کوئی میل باقی نہ رہے، اسی طرح نماز بھی گناہوں کو صاف کر دیتی ہے۔

◉ ...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے فرض نمازوں پر ان کے اوقات میں کامل وضو اور خشوع و خضوع والے رکوع و سجود کے ساتھ ہمیشگی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر آگ کو حرام کر دیتے ہیں۔

Marfat.com

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نمازوں کی حفاظت کی اس کے لئے قیامت کے روز نجات اور نور ہوگا اور جس نے نمازوں کی حفاظت نہ کی تو اس کے لیے قیامت کے روز نجات، نور اور آگ سے حفاظت بھی نہیں ہوگی۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس کے چہرے کو نماز میں سجدہ کرتے ہوئے مٹی لگی اس کے چہرے کو آگ ہرگز نہیں چھو سکے گی کیونکہ فرشتے ایسے شخص کیلئے مسلسل دُعا کرتے رہتے ہیں جس کے چہرے اور پیشانی پر پر خلوص سجدوں کا نشان موجود ہو۔
- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ابھی رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک آپ کے سینہ مبارک میں تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو نماز اور تمہارے ملازموں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ خاموش ہونے تک مسلسل اسی کی وصیت کرتے رہے۔
- رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص جان بوجھ کر ایک فرض نماز ترک کر دیتا ہے تو جہنم کے دروازے پر اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے کہ فلاں شخص جہنم میں ضرور داخل ہوگا۔

تارک نماز بد بخت اور محروم ہے

- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! کہا کرو کہ اے اللہ! ہم کو بد بخت اور محروم نہ کرنا، پھر فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ بد بخت اور محروم کون شخص ہے؟ صحابہ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ ہم کو معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا: نماز چھوڑنے والا بد بخت اور محروم ہے کیونکہ ایسے شخص کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔
- رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ، صحت کے باوجود نماز چھوڑنے والے کی، توحید، امانت، صداقت، روزہ اور گواہی کو قبول نہیں فرماتے اور اللہ تعالیٰ

Marfat.com

اس کے فرشتے اور اس کے رسول ایسے شخص سے بری ہیں۔

⦿ ...... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صحت کے باوجود نماز چھوڑنے والے کی طرف اللہ تعالیٰ نظر کرم نہیں کرتا اور نہ ہی اس کا تزکیہ کرتا ہے۔ اس کے لیے دردناک عذاب مقدر ہے مگر یہ کہ وہ توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔

قیامت کے دن نماز چھوڑنے والے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی

⦿ ...... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے دس (۱۰) آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوگا اور اللہ تعالیٰ ان کیلئے جہنم کا فیصلہ فرمائیں گے اور ان کے چہروں کی ہڈیوں پر گوشت نام کی کوئی چیز نہ ہوگی۔ صحابہ نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: (۱) عمر رسیدہ شخص جو زانی ہو (۲) گمراہ کرنے والا امام (۳) شرابی (۴) والدین کا نافرمان (۵) چغل خور (۶) جھوٹی گواہی دینے والا (۷) زکوٰۃ کا انکار کرنے والا (۸) سود خور (۹) ظلم کرنے والا (۱۰) بے نمازی، تارک نماز کیلئے قیامت کے روز دوگنا عذاب ہوگا، اس کے ہاتھوں کو اس کی گردن پر باندھ دیا جائے گا اور فرشتے اس کے چہرے، اس کی پشت اور پہلو میں ماریں گے۔ جنت کہے گی کہ تو میرا اہل نہیں اور نہ ہی میں تیرے لائق ہوں جبکہ جہنم کہے گی کہ میں تیرے اہل ہوں اور تو بھی میرے لائق ہے، بخدا آج میں تجھ کو سخت ترین عذاب سے دوچار کروں گی، اس وقت بے نمازی کو بڑی تیزی سے جہنم میں داخل کردیا جائیگا اور اس کے منہ کے بل آگ کے سب سے نچلے مقام میں فرعون، ہامان اور قارون کی طرف پھینک دیا جائے گا۔

⦿ ...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے نمازی کو زکوٰۃ دینا حلال نہیں اور نہ ہی اس کے ساتھ رہنا اور بیٹھنا جائز ہے کیونکہ اس پر آسمان سے ہر وقت لعنت نازل ہوتی رہتی ہے۔

⦿ ...... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو موت کے

Marfat.com

قریب دیکھا لیکن وہ اپنے والدین کا فرمانبردار تھا تو والدین کیلئے اُس کی فرمانبرداری نے موت کی سختیوں کو دور کر دیا۔ میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس پر عذاب قبر مسلط کیا جا رہا ہے تو اس وقت وضو آیا اور اس نے اس کو عذاب قبر سے بچا لیا۔ میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا کو اس کو گناہ کے فرشتوں نے گھیر لیا تو اس وقت دیگر فرشتے اللہ کا ذکر لے کر آئے جو وہ آدمی دنیا میں کیا کرتا تھا، اس کی وجہ سے اس کی خلاصی ہو گئی، میں نے ایک آدمی کو دیکھا جس کو عذاب کے فرشتوں نے گھیر لیا تو نماز نے اس کو نجات دلائی، میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا جو بے حد پیاسا تھا جب کبھی وہ حوض کے قریب ہوتا تو رش کی وجہ سے حوض تک نہ پہنچ پاتا تو روزے نے اس کی پیاس بجھا دی۔ میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا جو انبیاء کے حلقوں کے قریب کھڑا تھا، جب وہ ان کے ساتھ بیٹھنے کیلئے قریب ہوتا تو انبیاء اس کو دور کر دیتے۔ اس وقت نماز کی غرض سے اس کے غسل جنابت کرنے کی وجہ سے انہوں نے اس کو اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا جس کے سامنے، دائیں، بائیں، اوپر اور نیچے اندھیرے تھے تو اس کے حج اور عمرہ نے اس کو ان اندھیروں سے باہر نکال دیا، میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا جو ایمان والوں سے بات کرنا چاہتا لیکن وہ اس کے ساتھ بات نہ کرتے تو اس وقت صلہ رحمی آئی اور کہا کے اے مومنین کی جماعت! یہ صلہ رحمی ہے تم اس سے بات کرو، اس پر مومنین نے اس سے مصافحہ کیا اور اس کو سلام کیا۔ میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا جو آگ، اس کی گرمی اور اس کے شعلوں کو اپنے ہاتھ سے دور کر رہا تھا تو اس وقت صدقہ آیا اور وہ اس کے چہرے کے آگے ڈھال، اس کے سر پر سایہ اور آگ سے پردہ بن گیا۔

بے نمازی کے لئے دردناک عذاب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جو ''لملم'' کہا جاتا

Marfat.com

ہے جس میں اونٹ کی گردن کی طرح موٹے اور ایک ماہ کی مسافت کے برابر لمبے سانپ ہیں جو بے نمازی کو ڈسیں گے، یہ سانپ اپنے ڈنگ کو بے نمازی کے جسم میں ستر سال تک داخل کریں گے اور پھر اس کے گوشت اور ہڈیوں میں اپنے زہر کو پھیلا دیں گے۔ جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والوں کو اسی وادی میں عذاب دیا جائے گا اور جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام ''جب الحزن'' اس میں بچھو ہیں اور ہر بچھو سیاہ خچر کے برابر ہے، ہر بچھو کے ستر ڈنگ ہیں اور ہر ڈنگ زہر آلود ہے، یہ بچھو بے نمازی کو ڈنگ ماریں گے اور اپنے زہر کو اس کے جسم میں پھیلا دیں گے اور وہ ہزار سال تک زہر کی حرارت اور شدت محسوس کرتا رہے گا پھر وہ اپنے زہر کو اس کے گوشت اور ہڈیوں میں پھیلا دیں گے اور اس کی شرمگاہ سے پیپ بہنا شروع ہوگی جس پر اہل دوزخ بھی اس پر لعنت بھیجیں گے۔

اے رحیم و کریم! ہمیں جہنم کی عذاب سے محفوظ رکھیو، اے کمزور و گنہگار انسان!

جب تک توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے ہمیشہ توبہ کرتا رہ، چند اشعار کا مفہوم ہے کہ:

''رات کے اندھیرے میں کھڑا ہو اور آہستہ سے رات کی تاریکی میں اس ذات کی طرف چل جو تجھے دیکھ رہا ہے اور اس کی قربت حاصل کر اور کہا ہے سب سے بڑھ کر معاف کرنے والے تجھ سے نا اُمیدی نہیں، تو ہی میرا محسن اور جائے اُمید ہے، اے پروردگار! میری توبہ کو اپنے فضل سے قبول فرما، تو ہمیشہ اور بے شمار گناہوں کو مٹانے پر بھی قادر ہے، اے خدا! اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور میرا لحاظ نہ رکھا تو میں کس کے سامنے اپنی حالت زار کی شکایت کروں گا اور کس سے وسیلہ چاہوں گا؟ یہ حقیقت ہے کہ جو گنہگار اس کے دروازے پر ذلیل ہو کر آتا ہے اور مصیبت کی وجہ سے اپنے کمزور و ناتواں جسم پر روتا ہے کہ شاید میرا مولا اور احسان کرنے والا سخاوت کا اظہار کرے تو اس وقت رحمت الٰہی جوش میں آتی ہے اور اپنے فضل سے اس کی توبہ قبول کرتے ہوئے اس کو ذلیل سے مقبول بنا دیتی ہے۔''

Marfat.com

ماں کی ناراضگی کا نتیجہ

ابان رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ایک نوجوان علقمہ نامی تھا۔ بڑا محنتی تھا، بکثرت صدقہ کرتا تھا۔ وہ سخت بیمار ہوا، اس کی بیوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میرا خاوند نزع کے عالم میں ہے۔ میرا خیال ہوا کہ آپ کو اطلاع کر دوں۔ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، سلمان، عمار رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ علقمہ کی خیر خبر معلوم کرو۔

یہ حضرات وہاں پہنچے اور اسے لا الہ الا اللہ پڑھنے کی تلقین کی مگر زبان نہ چل سکی۔ قریب المرگ ہوا تو ان حضرات نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں بھیجا کہ اس کے حالات سے آپ کو اطلاع دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کے والدین ہیں؟ عرض کیا گیا کہ والد تو فوت ہو چکا ہے البتہ بوڑھی ماں حیات ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلال! علقمہ کی والدہ کے پاس جاؤ، اسے میرا اسلام کہو کہ اگر وہ چل سکتی ہے تو میرے پاس آئے ورنہ انتظار کرے، میں اس کے پاس جاتا ہوں۔

بلال رضی اللہ عنہ نے جا کر پیغام پہنچایا تو کہنے لگی میری جان آپ پر قربان! میرا حق ہے کہ خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوں۔ چنانچہ عصا ٹیکتی ہوئی دربارِ نبوت میں حاضر ہوئی۔ سلام عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب دیا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئی۔

ارشاد فرمایا مجھے سچ سچ بتا، اگر تو نہیں بتائے گی تو وحی سے معلوم ہو جائے گا۔ یہ بتاؤ کہ علقمہ کیا عمل کرتا تھا؟ کہنے لگی کہ اتنی نماز پڑھتا تھا، اتنے روزے رکھتا تھا اور جو درہم پاس ہوتے صدقہ کر دیتا، نہ ان کا وزن معلوم ہوتا نہ عدد۔ ارشاد فرمایا تیرے ساتھ اس کا معاملہ کیسا تھا؟ کہنے لگی یارسول اللہ! میں اس پر ناراض ہوں۔ فرمایا کیوں؟ کہنے لگی وہ میری بجائے اپنی بیوی کو ترجیح دیتا اور میری نافرمانی کرتا تھا، اُس کا کہنا مانتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماں کی ناراضگی نے اس کی زبان کو کلمہ شہادت سے روک رکھا ہے۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ بہت سی لکڑیاں جمع کرلاؤ کہ میں اسے آگ

Marfat.com

میں جلا دوں۔ بڑھیا کہنے لگی یا رسول اللہ! میرے لختِ جگر کو میرے سامنے جلائیں گے، مجھے کیسے برداشت ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اے علقمہ کی ماں! اللہ تعالیٰ کا عذاب اس آگ سے کہیں زیادہ سخت اور دیرپا ہے۔ اگر تجھے یہ پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیں تو تُو اس سے راضی ہو جا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اسے نماز اور صدقہ فائدہ نہیں دے گا جب تک تو اس پر ناراض رہے۔

بڑھیا دونوں ہاتھ اٹھا کر کہنے لگی یا رسول اللہ! میں آسمان والے خدا کو، آپ کو اور حاضرین مجلس کو گواہ بناتی ہوں کہ میں علقمہ سے راضی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بلال! ذرا جا کر دیکھو علقمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے لگا ہے؟ ممکن ہے اس کی ماں نے میری شرم کی وجہ سے ایسا کہا ہو اور دل سے نہ کہا ہو۔

بلال رضی اللہ عنہ دروازے پر پہنچے تو علقمہ کو لا الٰہ الا اللہ پڑھتے سنا۔ اندر جا کر بتانے لگے کہ علقمہ کی والدہ سے ناراضگی نے اس کی زبان کو شہادتِ توحید سے روک رکھا تھا اور اس کی رضامندی نے زبان کو جاری کر دیا۔ چنانچہ علقمہ رضی اللہ عنہ اسی دن فوت ہو گیا۔

حضور ﷺ تشریف لائے، اس کے غسل اور کفن کا انتظام فرمایا، نماز جنازہ پڑھائی پھر قبر کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا اے مہاجرین وانصار! جو شخص اپنی بیوی کو اپنی والدہ پر ترجیح دیتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اس کے فرائض اور نوافل کچھ بھی قبول نہیں ہوتے۔

والدین سے حسنِ سلوک

وقضیٰ ربّک الّا تعبدوا الّا ایّاہ وبالوالدین احسانًا. (۱۷:۲۳)

''اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ بجز اس کی کسی کی عبادت مت کرو اور تم اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ بعض نے ''اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے'' کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ گناہ کرنے میں کسی کا کہا

Marfat.com

نہ مانو بلکہ اللہ تعالیٰ جو حکم فرماتے ہیں اس کو مانو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور شفقت ومہربانی کا معاملہ کرو۔

اِمَّا یبلغن عندک الکبر احدھمآ او کلٰھما فلا تقلُ لّھمآ اُفٍ. (۱۷:۲۳)

''اگر وہ تیرے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں یعنی بڑھاپے کی عمر کو پالیں، ان میں سے ایک یا دونوں کے دونوں تو کبھی ''ہوں'' بھی مت کرنا۔''

یعنی ان سے گھن نہ کرنا، ان کو نامناسب بات نہ کہہ۔ بعض نے یہ معنی کیے ہیں کہ جب والدین بڑی عمر کے ہو جائیں اور ان کے بول و براز تک اٹھانے کی ضرورت پڑے تو ایسے وقت میں ناک نہ چڑھاؤ، منہ ترش نہ کرو کیونکہ وہ تیرے بچپن میں بول و براز اٹھاتے رہے ہیں اور بکثرت اس حال کو دیکھتے رہے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا:

ولا تنھرھما وقل لّھما قولًا کریمًا O واخفض لھما جناح الذُّلّ من الرحمۃِ وقل رّب ارحمھما کما ربّینٰی صغیرًا O

''اور نہ جھڑک ان کو یعنی سخت کلامی نہ کر اور ان سے خوب ادب سے بات کر یعنی نرم اور بہتر کلام کر اور ان کے سامنے شفقت اور انکساری کے ساتھ جھکے رہنا یعنی ان کے سامنے پستی دکھا اور ان پر مہربانی کر اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحمت فرمایئے جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں پرورش کیا۔''

یعنی مر جائیں تو اُن کی بخشش کی دعا کرو۔ گویا اولاد پر والدین کی حیات میں بھی ان کی حق شناسی واجب ہے اور ان کی موت کے بعد بھی کہ ہر نماز کے بعد ان کے لیے مغفرت کی دعا کیا کرے۔

بعض نے کہا ہے کہ قل رّب ارحمھما کے معنی یہ ہیں کہ ان کی زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی ان کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کیا کرے۔

Marfat.com

كما ربّيٰنى صغيرًا " جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پرورش کیا" یعنی بچپن میں میری دیکھ بھال کرتے رہے حتیٰ کہ میں بڑا ہو گیا، لہٰذا ان کو میری طرف سے بخشش کا بدلہ عطا فرما۔

بعض تابعین کا کہنا ہے جو شخص اپنے والدین کے لیے ہر دن میں پانچ مرتبہ دعا کرتا ہے اس نے حق ادا کر دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ان اشکر لی ولوالدیک الی المصیر O (۳۱ : ۱۴)

''کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کیا کر کہ میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ہے کہ ہر دن میں پانچ بار نماز پڑھے تو اسی طرح والدین کا شکر یہ ہے کہ ان کے لیے ہر دن میں پانچ مرتبہ دعا کیا کرے۔ پھر ارشاد فرمایا:

ربکم اعلم بما فی نفوسکم

''تمہارا رب تمہارے مافی الضمیر کو خوب جانتا ہے۔''

یعنی تمہارے قلوب میں والدین کے لیے جو نرمی و مہربانی ہے، وہ اسے خوب معلوم ہے۔

ان تکونوا صالحین فانہٗ کان لِلاوّابین غفورًا O

(۱۷:۲۵)

''اگر تم سعادت مند رہو تو وہ توبہ کرنے والوں کی خطا معاف کر دیتا ہے۔''

یعنی اگر تم والدین کے ساتھ خوش معاملہ ہوئے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر کے مستحق ہوں گے۔ اگر حق والدین میں کوتاہی کر بیٹھو تو اللہ کے آگے توبہ کرو۔ وہ توبہ کرنے والوں کو بہت بخشنے والا ہے۔

والدین کے دس حقوق

کہتے ہیں کہ بیٹے پر والدین کے دس حق ہیں:

Marfat.com

۱۔ ان کو کھانے کی ضرورت ہو تو کھانا کھلائے۔

۲۔ کپڑے کی ضرورت ہو تو کپڑا پہنائے جب کہ اسے ان باتوں کی قدرت ہو۔ حضور ﷺ سے بھی "وصاحبهما فی الدُّنیا معروفًا" (۳۱:۱۵) "اور دنیا میں ان کے ساتھ خوبی سے بسر کرنا۔" کی تفسیر میں یہی منقول ہے۔ فرماتے ہیں کہ معروف طریقے کی مصاحبت یہ ہے کہ وہ بھوکے ہوں تو انہیں کھانا کھلائے، ننگے ہوں تو کپڑا پہنائے۔

۳۔ جب ان میں سے کسی ایک کو خدمت کی ضرورت ہو تو خدمت کرے۔

۴۔ جب وہ بلائیں تو حاضر خدمت ہو اور جواب دے۔

۵۔ جب اسے کسی بات کا حکم دیں تو اطاعت کرے جب کہ حکم کسی معصیت یا غیبت وغیرہ کا نہ ہو۔

۶۔ ان کے ساتھ نرم گفتگو کرے اور سخت کلامی اختیار نہ کرے۔

۷۔ ان کو نام لے کر نہ پکارے۔

۸۔ ان کے پیچھے پیچھے چلا کرے۔

۹۔ ان کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہو۔ ان کے لئے وہی ناپسند سمجھے جو اپنے لیے ناپسند ہو۔

۱۰۔ جب اپنے لئے دعا کرے تو ان کے لیے بھی مغفرت کی دعا کرے۔

اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کی حکایت میں فرماتے ہیں:

ربِّ اغفر لی ولوالدیَّ. (۲۸:۱۷)

"اے میرے رب! میری مغفرت کر دیجئے اور میرے ماں باپ کی بھی۔"

اور ایسے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منقول ہے:

ربنا اغفر لی ولوالدیَّ وللمؤمنین یوم یقوم الحساب O

(۱۵:۴۱)

"اے ہمارے رب! میری مغفرت کر دیجئے اور میرے ماں باپ کی اور کل مومنین کی حساب قائم ہونے کے دن۔"

Marfat.com

جس سے والدین ناراض اس سے اللہ تعالیٰ ناراض

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے والدین کا نافرمان اگرچہ تمام عمر نماز پڑھتا اور روزے رکھتا رہے اور اس حال میں فوت ہو کہ اس کے والدین اس سے ناراض ہوں تو وہ اللہ کو بھی اس حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: والدین کے نافرمان اور شیطان کے درمیان جہنم کے صرف ایک درجہ کا فاصلہ ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میں آسمان پر کچھ لوگوں کو آگ کی تہہ میں دیکھا تو میں نے جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ اپنے والدین کی نافرمان اولاد ہے۔

والدین کی نافرمانی کرنے والا آگ کی تہہ میں ہوگا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والدین کو گالی دی وہ آسمان کے پانی کے قطروں کی تعداد کے برابر، سر کے بل، جہنم میں ڈالا جائے گا۔

ہم آگ کے عذاب سے اللہ ک پناہ میں آتے ہیں اور جو شخص پڑوسی کے ساتھ ناراض ہوا وہ بھی جہنم میں ڈالا جائے گا۔

والدین کی نافرمانی کرنیوالوں کیلئے سخت عذاب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کسی چیز سے اس قدر تکلیف نہیں پہنچی جتنا کہ اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والی اولاد سے پہنچی۔ جب میں جنت پہنچوں گا تو میں والدین کی نافرمان اولاد کو دیے جانے والے عذاب وسزا کے نتیجے میں ان کی چیخ وپکار سنوں گا۔ میرا نرم دل بہت پریشان ہوگا۔ میں عرش الٰہی کے نیچے سجدہ ریز ہو کر ان کے لیے شفاعت کروں گا تو اللہ رب العزت فرمائیں گے: اے محمد ﷺ! اپنا سر مبارک اٹھائیے، والدین کی نافرمانی کرنے والی اولاد کو اس وقت تک جہنم سے نہیں نکالا جائے گا جب تک ان کے والدین ان سے راضی نہ ہو جائیں، پھر میں واپس لوٹ آؤں گا۔ دوبارہ میں ان کی چیخ وپکار سنوں گا اور

Marfat.com

پھر عرش الٰہی کے نیچے سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے: اے محمد ﷺ اپنا سر مبارک اٹھایئے، والدین کی نافرمان اولاد کے علاوہ آپ ہر کسی کی شفاعت کریں وہ قبول کی جائے گی لیکن ان کو جہنم سے نہیں نکالا جائیگا یہاں تک کہ ان کے ماں باپ ان سے راضی ہو جائیں۔ میں پھر اپنی جگہ لوٹ جاؤں گا۔ پھر سہ بارہ میں ان کی چیخ وپکار سن کر اللہ سے کہوں گا: اے اللہ! جہنم کے داروغہ 'مالک' کو حکم ارشاد فرمایئے کہ وہ جہنم کا دروازہ کھول کر نافرمان اولاد کا ٹھکانہ اور ان کو دیا جانے والا عذاب مجھے دکھائے۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے کہ مالک کو حکم دے دیا گیا ہے، پھر میں 'مالک' کے پاس جاؤں گا جو میرے لیے اس طبقہ کو سامنے کرے گا۔ ان کو آگ کے سب سے نچلے طبقہ میں الٹا لٹکایا گیا ہوگا جہاں جہنم کے فرشتے ان کی پشتوں اور رانوں کو آگ کے بیتوں سے پیٹ رہے ہوں گے اور اس کے ساتھ ساتھ سانپ اور بچھو ان کے پاؤں کو ڈس رہے ہوں گے۔ میں ان کے عذاب کو دیکھ کر رونے لگوں گا اور تین مرتبہ عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کروں گا۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے: کہ ان کا خروج ان کے والدین کی رضا کے ساتھ مشروط ہے۔ میں کہوں گا کہ اے پروردگار! ان کے والدین کہاں ہیں؟ اللہ رب العزت فرمائیں گے کہ ان میں سے کچھ جنت میں اپنے محلات میں، کچھ جہنم اور جنت کے درمیان 'وادیٔ اعراف' میں اور کچھ جنت کے اعلیٰ ترین مقامات پر ہیں۔ میں عرض کروں گا: یا الٰہی ان میں سے ہر ایک کے والدین کا مجھے تعارف کروا دیجئے۔ اللہ رب العزت ہر ایک کے ساتھ تعارف فرمائیں گے اور میں ان کے پاس جا کر کہوں گا کہ کاش تم اپنی اولاد کو دیکھو جو جہنم کے فرشتوں کے عذاب کا شکار ہیں اور جن کی چیخ وپکار نے میرے دل کو غمگین کر دیا۔ ان کے والدین وہ کچھ بیان کریں گے جو ان کی اولاد نے ان کے ساتھ دنیا کی زندگی میں کیا۔ ان میں سے ایک والدہ کہے گی: یا رسول اللہ ﷺ میرے بیٹے کو عذاب میں ہی رہنے دیجئے کیونکہ اس نے میری بے عزتی کی، مجھے گالی دی اور میرا دل توڑا۔ وہ دنیا اور مال پر قادر تھا وہ اپنی بیوی کو کھلاتا اور پلاتا جبکہ میں بھوک کی وجہ سے روتی تھی اور میرے پاس لباس بھی نہ تھا۔ پھر دوسری والدہ کہے گی: میرے بیٹے کو عذاب ہی میں رہنے دیں کیونکہ جب میں اس کو کوئی اچھی بات کہتی تو وہ مجھ کو مارتا تھا اور مجھ کو گھر سے نکال دیتا۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے: اے میرے حبیب ﷺ آپ ان

Marfat.com

کی وجہ سے پریشان مت ہوں، مجھے اپنے عزت و مرتبہ کی قسم! میں اُن کو اس وقت تک جہنم سے آزاد نہیں کروں گا جب تک ان کے والدین کے دل راضی نہ ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ فرمائیں گے: یا اللہ! ان کے والدین کو میرے ساتھ جہنم میں ان کی اولاد کو دیے جانیوالا عذاب دکھایئے، شاید کہ ان کے والدین کو ان پر ترس آجائے۔ اللہ عزوجل والدین کو میرے ساتھ جہنم میں ان کا مقام دکھائیں گے۔ جب وہ اپنی اولاد دوں اور ان کو دیا جانے والا عذاب دیکھیں گے تو روتے ہوئے کہیں گے: اللہ کی قسم! ہمیں اس بات کا علم نہ تھا کہ ان کو اس قدر شدید عذاب دیا جائے گا۔ ہر ماں اور باپ اپنے بیٹے اور بیٹی کی حالت دیکھ کر چلائے گا۔ جب بچے اپنے ماں باپ کی آوازیں سنیں گے تو وہ پکار کر کہیں گے: میرے ماں اور باپ آگ نے میرے دماغ کو جلا کر رکھ دیا ہے اور عذاب نے مجھے ہلاک کر دیا ہے۔ اے ماں کاش میں تیری بے عزتی اور اہانت کرنے سے پہلے سورج پر ایک لمحہ کیلئے بیٹھ جایا کرتا۔ لیکن اب تو میری چیخ و پکار سن کر کیسے صبر کر رہی ہے؟ کیا تجھ کو میرے جسم اور ہڈیوں پر رحم نہیں آتا؟ اس وقت ان کے ماں اور باپ رو کر عرض کریں گے: اے ہمارے حبیب ﷺ اے محمد ﷺ ان کے لیے شفاعت فرمایئے۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے: میں ان کو صرف اور صرف تم (والدین) کی سفارش کی وجہ سے نجات دوں گا کیونکہ میں تمہاری وجہ سے ان پر ناراض ہوں۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ان پر اپنا فضل فرمایئے اور ان کو آگ سے نکالیے۔ اللہ رب العزت والد اور والدہ سے پوچھیں گے: کیا تم اپنی اولاد سے راضی ہو؟ وہ کہیں گے: جی ہاں۔ اللہ عزوجل فرمائیں گے کہ آج جس کے والدین میرے پاس سفارش لے کر آئیں ہیں صرف ان کی اولاد کو جہنم سے آزاد کیا جائے گا اور جن کے لیے کوئی مطالبہ کرنے والا نہیں وہ بدستور میرے عذاب کا شکار رہیں گے یہاں تک کہ میں ان کے لیے کوئی فیصلہ کر دوں۔ آگ سے نکالے جانے والے لوگ کوئلہ ہو چکے ہوں گے پھر ان کو ''نہر حیوان'' سے پانی دیا جائے جس کی وجہ سے ان کے جسم پر گوشت اور بال اُگ آئیں گے اور بعد ازاں اپنے والدین کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم کو نماز کے ساتھ ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک کی بھی وصیت اور تلقین کرتا ہوں کیونکہ اس کی وجہ سے عمر میں برکت ہوتی ہے۔ اس

Marfat.com

ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ایک شخص جس کی عمر کے صرف تین سال باقی ہوں، والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان تین سالوں کو تیس سالوں میں بدل دیتے ہیں۔ جبکہ اپنے والدین کے ساتھ برائی کرنے والے کے صرف تین سال یا تین یوم رہ جاتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اہل وعیال اور عزیز واقارب کے ساتھ حسن سلوک عمر میں برکت کا باعث بنتا ہے جبکہ ان کے ساتھ بدسلوکی عمر اور رزق میں کمی کے ساتھ ساتھ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ناراضگی کا بھی باعث ہے۔ اگرچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قطعہ رحمی کرنے والے کے عذاب کو اس کی موت تک موخر کردیتے ہیں۔ ایسے شخص کی روح قیامت تک جہنم کے منہ کے اوپر ''بُرہوت'' میں رکھی جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی، تحقیق اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔ والدین کا نافرمان جب قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس قدر تنگ ہوتی ہے کہ اس کی پسلیاں آپس میں گھس جاتی ہیں۔ قیامت کے روز تین لوگوں کو سب سے سخت عذاب دیا جائے گا: والدین کا نافرمان، زنا کرنے والا اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا

ماں کو اذیت پہنچانے والے کا عبرتناک انجام

کسی بزرگ کا قول ہے کہ: میں ایک رات قبرستان گیا۔ میں نے ایک قبر دیکھی جس سے دھواں اُٹھ رہا تھا۔ میں نے اس کو دیکھا اور دھواں کو ہٹانے لگا کہ اچانک اس سے ایک سیاہ فرشتہ برآمد ہوا جس کے ہاتھ میں لوہے کا ڈنڈا ہے جس کے ساتھ وہ ایک گدھا نما انسان کو پیٹ رہا ہے جس کی چوٹ سے وہ گدھا ہنہناتا ہے۔ پھر اس فرشتے نے اس کو قبر میں داخل کیا اور خود اس کے پیچھے داخل ہوگیا اور قبر کو بند کرلیا۔ مجھے بڑی حیرانگی ہوئی اور میں اسی سوچ میں اس کی بیوی کے پاس گیا اور اس کے بارے میں پوچھنے لگا۔ اس نے کہا کہ وہ زنا کرتا، شراب نوشی کرتا اور اپنی ماں کے ساتھ جھگڑتا تھا اور اپنی ماں کو (معاذ اللہ) کہتا کہ ہنہناؤ جس طرح گدھا ہنہناتا ہے۔ چنانچ جب وہ مرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی شکل کو گدھے

Marfat.com

جیسا بنا دیا اور عذاب کا فرشتہ ہر رات اس کو قبر سے نکال کر ماتا ہے اور کہتا ہے کہ اے گدھے ہنہناؤ پھر اس کو بیڑیوں سے باندھ دیتا اور قبر میں لوٹا دیتا ہے۔

ہم اللہ سے اس کے عذاب' اس کی ناراضگی اور اہل دوزخ کے اعمال کی پناہ مانگتے ہیں۔ حقیقی مومن وہ ہے جو قطعہ رحمی، دوری اور ان کے نتیجے میں دیے جانے والے عذاب کے ڈر سے اپنی جان کو تکلیف میں ڈالتا ہے۔

نوحہ کرنے کا عذاب

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وانا لنحن نحیی ونمیت ونحن الوارثون. (الحجر: ۲۳)

''اور بے شک ہم ہی زندگی اور موت دینے والے ہیں اور ہم ہی اصل وارث ہیں۔''

جس طرح قصاب کیلئے یہ مناسب نہیں کہ وہ مینڈھے کو ذبح کرتے وقت غصہ کا مظاہرہ کرے اسی طرح یہ بھی مستحسن نہیں کہ اللہ کے بندے کی وفات کے وقت ناراضگی کا مظاہرہ کیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ بولنے والے، نوحہ کرنے اور کپڑا پھاڑنے والے اور چوری کرنے والے سے ہم بری ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نوحہ کرنے والی عورت اپنی قبر سے پراگندہ اور غبار آلود اٹھائی جائے گی، اس کو خارش زدہ دوپٹہ، اللہ کی لعنت سے بھری چادر اور تارکول کا لباس پہنچایا جائے گا۔ نوحہ کرنے والی عورت اپنا ہاتھ سینہ پر مار کر پکار رہی ہوگی ہائے ہلاکت ہائے ہلاکت! جس پر فرشتہ آمین کہے گا۔ پھر نوحہ پر اجرت لینے کی وجہ سے اس کیلئے آگ کا ایک حصہ مقرر کر دیا جائے گا

Marfat.com

نوحہ کرنے والی پر اللہ کی لعنت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوحہ کرنے والی اور اجرت دے کر اس نوحہ کو سننے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا رسول اللہ کے زمانہ مبارکہ میں بھی عورتیں اس طرح نوحہ وغیرہ کرتی تھیں؟ انہوں نے ارشاد فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے رسول اللہ کی خدمت اقدس میں ایک عورت روتی ہوئی آئی جس کا باپ، بیٹا اور بھائی کسی غزوہ میں شہید ہو گئے تھے۔ رسول اللہ نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟

اس نے جواب دیا کہ میرے گھرے کے مرد ختم ہو گئے ہیں۔ فرمایا: اگر صبر کرو گی تو تمہارے لئے جنت ہے۔ اس نے کہا: بخدا اگر میرے لیے جنت ہے تو آج کے بعد میں ایک آنسو بھی نہیں بہاؤں گی۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ اس وقت کی عورتیں روشن چہروں، مضبوط اعصاب اور پختہ شعور کی مالک ہوا کرتی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک دو بری آوازیں سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہیں؛ پہلی مصیبت کے وقت نوحہ کرنے والی عورت کی آواز اور دوسری خوشی کے موقع پر آلات موسیقی کی آواز آلہ موسیقی بجانے اور اس کے سننے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فِیۡٓ اموالهم حقٌّ لِّلسَّائِلِ والمحروم. (الذاریات : ١٩)

''ان کے مالوں میں سائل اور محروم لوگوں کا حق بھی ہوتا ہے۔''

یہی وہ لوگ ہیں جن کے مالوں میں خوشی کے وقت گانے والی اور مصیبت کے وقت نوحہ کرنے والی عورتوں کی اجرت شامل ہوتی ہے۔ جب کوئی اس حال میں فوت ہوتا ہے کہ اس کے ذمہ قرض، امانت یا دیگر واجبات ہوں تو روح قبض ہونے کے وقت وہ ایک خوف کو دیکھتا ہے اور وہ خواہش رکھتا ہے کہ اس کے خوف میں کمی کی جائے اس وقت شیطان اس کی قبر میں آتا ہے اور فرشتوں کی آواز سنتا ہے جو اس مردہ کو اس کے گناہوں سے ڈرا اور

Marfat.com

اس کے عذاب کے بارے میں بتارہے ہوتے ہیں۔ شیطان کہتا ہے کہ اے فلاں! کیا تو مجھ کو جانتا ہے، بخدا میں تیرے عذاب کے بڑھنے کا سبب بنوں گا، پھر شیطان اس میت کے اہل خانہ کے پاس آتا ہے اور ان کے دل میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ مرنے والا تم پر کس قدر مہربان اور نرم تھا جس کے نتیجے میں وہ ماتم کرنے لگتے ہیں گویا یہ کوئی معمولی چیز ہے اور اور اس طرح ان کے غم میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ شیطان ان کو کہتا ہے کہ تم اپنے لیے فلاں نوحہ کرنے والی عورت کو اپنے مال کے ساتھ طلب کرو اور وہ اجرت پر نوحہ کرنے والی عورت کو لے آتے ہیں جو بغیر کسی غم کے پیٹتی اور نوحہ کرتی ہے وہ عورت زندوں کو ان کے گھر میں فنا کرنے اور مردوں کو ان کی قبروں میں عذاب کا مستحق بنانے ان کے اجر کو روکنے اور ان پر گناہوں کا بوجھ زیادہ کرنے کا باعث بنتی ہے اس صورتحال پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اہل خانہ اور میت پر شدید غصہ کا اظہار فرماتے ہیں: جس کے نتیجہ میں میت کی قبر میں جہنم کی ستر کھڑکیاں کھول دی جاتی ہیں اور اس پر سیاہ رنگ کے کتے چھوڑے جاتے ہیں جو اس کو نوچتے ہیں اس کے ساتھ جہنم کے فرشتے اس کے سر پر کاری ضربیں لگاتے ہیں جس پر وہ مردہ چیخ و پکار کرتے ہوئے کہتا ہے: ہائے ہلاکت! مجھ پر یہ عذاب کہاں سے آیا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں: یہ تحفہ تیرے گھر والوں نے تیرے لیے بھیجا ہے جس پر وہ کہتا ہے: اے اللہ میری طرف سے ان کو کوئی خیر نہ دے، اے اللہ ان کو بھی ایسا عذاب دے جیسا مجھے دیا جارہا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں: کیوں نہیں، ہر ایک کے لئے اس جیسا عذاب لازم ہو چکا ہے، مردہ کہتا ہے: نوحہ کرنے والے، کپڑے پھاڑنے والے اور اپنے چہروں کو پیٹنے والے وہ ہیں اور عذاب مجھ کو دیا جارہا ہے اللہ تعالیٰ جواباً فرماتے ہیں اس میں تیرا قصور یہ ہے کہ تو نے ان سے یہ وعدہ کیوں نہ لیا کہ وہ تیرے بعد میرے ساتھ نازیبا کلمات نہ کہیں۔ پس آہو کوئی اپنی وصیت میں یہ وعدہ بھولا کہ اس کے عزیز واقارب اللہ کے ساتھ (نازیبا کلمات کے ذریعے) لڑائی نہ کریں تو اللہ کو یہ حق ہے کہ وہ اس کو عذاب دے۔

نوحہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک نوحہ کرنے والی عورت جب تک اپنی موت

Marfat.com

سے ایک سال قبل توبہ نہ کرے اس کی توبہ قبول نہیں کی جاتی کیونکہ اس کا گناہ بہت بڑا ہے۔ اگر وہ بغیر توبہ کے مرجائے تو قیامت کے دن اس کے جسم پر تارکول کا لباس، خارش زدہ چادر ہوگی۔ اس گناہ جیسا عذاب کسی گناہ کے بدلے میں نہیں دیا جائے گا۔ مگر وہ میت جس پر نوحہ کیا گیا اس کو اسی قدر عذاب دیا جائے گا جس قدر اس کے اہل خانہ اس پر نوحہ کرتے رہے، جب وہ پکار پکار کر کہتے تھے: اے مرنے والے تو ہی ہماری عزت و عظمت تھا پھر جب اس مردہ کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو جہنم کے فرشتے ہر کہے گئے کلمہ کے بدلے میں اس کو مارتے ہیں یہاں تک کہ اس کے تمام جوڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں، فرشتے اس کو کہتے ہیں کیا تو ان کو رزق دینے والا تھا؟ کیا تو ان کا آقا و کفیل تھا؟ وہ کہتا ہے: بخدا میں تو بہت ضعیف و کمزور ہوں، اے اللہ! تو ہی مجھ کو اور ان کو رزق عطا فرماتا تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں لیکن تیرا یہی انجام ہے کیونکہ تو نے ان کو اس برے کام سے منع نہیں کیا۔

قیامت کے دن نوحہ کرنے والی کے چہرہ پر آگ بھڑک رہی ہوگی

ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: نوحہ کرنے والی عورت قیامت کے روز جنت اور دوزخ کے درمیان تارکول کے لباس میں ملبوس کھڑی ہوگی اور اس کے چہرے پر آگ بھڑک رہی ہوگی، فرشتے اس میت کو لے کر آئیں گے جس پر اس نے نوحہ کیا تھا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس میں روح ڈالیں گے جہنم کے فرشتے اس عورت کو کہیں گے کہ جس طرح تو نے دنیا میں نوحہ کیا آج بھی نوحہ کرو، وہ کہے گی کہ آج میں شرم محسوس کرتی ہوں، فرشتے اس کو مار کر کہیں گے اے ملعونہ! تو نے دنیا میں اللہ سے کیوں شرم محسوس نہ کی؟ کیا تو نہیں جانتی تھی کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تیرے نوحے کو سن رہے ہیں؟ نوحہ کرنے والی عورت کوئی لفظ بولنا چاہے گی کہ اس کے پاؤں کاٹ دیے جائیں گے پھر کچھ بولنے کی کوشش کرے گی کہ اس کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں گے۔ وہ چیخ کر کہے گی، ہائے ہلاکت! مردہ کہے گا کہ میرا کیا قصور ہے؟ جہنم کے فرشتے جواب دیں گے کہ تیرا قصور صرف اس قدر ہے کہ تو نے اپنی موت سے قبل ان کو منع نہیں کیا۔ پھر فرشتے اس کو ایسی ضرب لگائیں گے کہ اس کا کوئی عضو دوسرے عضو سے متصل نہیں رہے گا اور اس کے اجزا ہوا میں پرندوں کی طرح

Marfat.com

اڑنے لگیں گے جونہی اس کو کوئی ضرب لگائی جائے گی تو وہ ایسا چیخے گا کہ خوف کی وجہ سے تمام مخلوقات رونے لگیں گی لیکن وہ مردہ برابر چیختا رہے گا اس کے جسم کو سات مرتبہ ٹکڑے ٹکڑے کی جائے گا پھر اگر وہ اہل خیر میں سے ہوا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو جنت میں بھیج دیں گے اور اگر وہ اہل شر میں سے ہوا تو اس کو جہنم میں بھیج دیا جائے گا جبکہ نوحہ کرنے والی عورت کو آگ میں ڈالا جائے گا اور اس کو آگ سے بنا دوپٹہ اور جوتے پہنچائے جائیں گے۔ جہنم کے فرشتے اس نوحہ کرنے والی سے مخاطب ہو کر کہیں گے: اے ملعونہ! آج بھی اپنے رب سے جھگڑا کرو جس طرح تو دنیا میں نوحہ کرتے ہوئے اپنے رب سے جھگڑا کرتی تھی تا کہ تو دیکھ لے کہ کون مغلوب، ذلیل، رسوا اور آگ میں ڈالا جانے والا ہے؟ نوحہ کرنے والی کہے گی، ہائے ہلاکت، پھر اس عورت اور جو اس کے ساتھ نوحہ میں شریک تھے، کو آگ میں ڈال دیا جائے گا جو ان کے چہروں کو جلا کر خاکستر کر دے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نوحہ کے دوران سات نازیبا کلمات کہہ ڈالے اس کو قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے جسم پر تارکول کا لباس، خارش زدہ دوپٹہ اور اللہ کی لعنت کی چادر ہو گی۔ وہ اپنے بازوؤں کو اپنے سر پر رکھے ہائے ہلاکت ہائے ہلاکت پکار رہی ہوں گی۔ نگران فرشتہ اس پر آمین کہے گا اور پھر اس کو دوزخ کے داروغہ، مالک' کے حوالے کر دے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ، قیامت کے روز نوحہ کرنے والوں کی دو صفیں بنائیں گے جو جہنمیوں کے دائیں بائیں ہوں گی، اور یہ لوگ اہل دوزخ پر کتوں کی طرح بھونکیں گے۔

روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے ایک عورت کو نوحہ پڑھتے ہوئے سنا تو اس کو اپنے درے سے اس قدر مارا کہ اس کا دوپٹہ پھٹ گیا۔ کہا گیا اے امیر المومنین کیا اس عورت کیلئے امان وحفاظت ہے؟ فرمایا: اللہ کی قسم نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صبر کا حکم دیا ہے اور یہ عورت صبر کرنے سے منع کر رہی ہے، اللہ تعالیٰ نے ماتم سے منع فرمایا ہے اور یہ اس کا حکم دے رہی ہے اس پر مستزد کہ یہ کام اجرت لے کر کرتی ہے۔

Marfat.com

نوحہ کرنا کفر کے مترادف ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں اللہ کے ساتھ کفر کرنے کے مترادف ہیں؛ گریبان چاک کرنا اور بالوں کو بکھیرنا یا چہرے پر تھپڑ مارنا اور نوحہ کرنا۔ فرشتے نوحہ کرنے والی اور گانے والی پر رحمت لے کر نازل نہیں ہوتے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نوحہ کرنے والی، گانے والی، جسم گودنے والی اور جسم گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے، اسی طرح اپنے رخسار پیٹنے والی، چیخنے والی، نوحہ گانے والی اور اس کو سننے والی پر بھی لعنت کی گئی ہ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنازے کے پیچھے چلنے میں عورتوں کے لیے کوئی خیر نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رخساروں کو پیٹنے والے گریبان کو چاک کرنے والے اور جاہلیت کی طرح آہ و پکار کرنے وال کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ وانھا لکبیرۃ الا علی الخٰشعین.

(البقرۃ:۴۵)

"صبر اور نماز کے ذریعے مدد حاصل کرو، یہ گراں ہے مگر ڈرنے والوں پر نہیں"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک پل صراط جہنم کے عین وسط میں بنایا گیا ہے، اس کے دائیں بائیں حفاظتی دیواریں بھی ہیں چنانچہ جو شخص نمازی ہوگا اس کے لیے دائیں طرف سے حفاظت ہوگی اور جو شخص مصیبتوں میں صبر کرنے والا ہوگا اس کے بائیں طرف بھی حفاظتی دیوار ہوگی۔ اگر اس میں یہ دونوں خصوصیتیں نہ پائی گئیں تو پل عبور کرتے وقت جہنم کے شعلے اس کو کھا جائیں گے۔ لہٰذا صبر اور نماز کے ساتھ مدد حاصل کرو تا کہ تم نار جہنم کے شعلوں سے محفوظ رہ سکو۔

صبر کرنے والے عرشِ الٰہی کے قریب ہوں گے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کا دن ہوگا تو منادی ندا دے گا کون ہے جس

Marfat.com

کے لیے اللہ کے ذمہ قرض باقی ہے؟ تمام لوگ کہیں گے کہ وہ کون ہو سکتا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ قرض دہندہ ہیں؟ فرشتے کہیں گے وہ شخص کہ مصیبت کے وقت اس کا دل غمگین ہوا۔ اس کی آنکھیں نم ہوئیں اور اللہ سے ڈرتے ہوئے صبر کیا، آج کھڑا ہوتا کہ آج کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا اجر وصول کر سکے۔ بہت سے لوگ کھڑے ہوں گے جو دنیا میں مصیبتوں میں گرفتار رہے۔ فرشتے کہیں گے: ٹھہرو! کوئی دعویٰ بلا دلیل معتبر نہیں سمجھا جاتا، چنانچہ ہم تمہارے نامۂ اعمال دیکھیں گے۔ پھر جس کے نامۂ اعمال میں، صبر کے وقت، تھوڑی سی بھی ناراضگی یا نازیبا کلام پایا گیا اس کو کہا جائے گا کہ بیٹھ جاؤ تم صابرین میں سے نہیں ہو۔ اسی طرح جب کسی عورت کے نامہ اعمال میں بھی ناراضگی یا نوحہ پایا گیا اس کو بھی بٹھا دیا جائے گا۔ فرشتے صبر کرنے والوں کو اٹھا کر عرش الٰہی کے قریب کر دیں گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! یہ تیرے صابر بندے ہیں۔ اللہ عزوجل فرمائیں گے۔ اے فرشتو! ان کو ایسے درخت کی طرف لے جاؤ جس کا تنا سونے سے بنا جس کے پتے موتیوں کے ہیں اور جس کا سایہ سو میل مسافت پر محیط ہے صابر لوگ اس درخت کے سائے میں بیٹھیں گے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ یکے بعد دیگرے ان پر اپنی تجلیات ڈالیں گے اور فرمائیں گ: اے میرے صابر بندو! میں نے تم کو رسوا کرنے کیلئے مصیبتوں میں مبتلا نہیں کیا تھا بلکہ اس لیے کہ تمہارا مرتبہ میرے قریب ہو جائے اور میں نے تم پر مصیبتیں بھیجیں جو دنیا میں تمہارے گناہوں اور بوجھ میں تخفیف کا باعث تھیں۔ آج میں تم کو ایسے اونچے مراتب پر سرفراز کروں گا جن پر تم اپنے اعمال کی بدولت نہیں پہنچ سکتے تھے۔ تم نے میرے لیے صبر کیا، میری وجہ سے شرم محسوس کرتے رہے اور میرے فیصلے پر ناراض نہ ہوئے آج میں بھی تم سے حیاء کھاتا ہوں، چنانچہ آج تمہارے حساب کیلئے میزان مقرر نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی تمہارے نامۂ اعمال کھولے جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انما یوفّی الصّابرون اجرھم بغیر حساب .

"بے شک صبر کرنے والوں کو بغیر حساب کے اجر دیا جائے گا"

لہٰذا آج میں تمہارا حساب نہیں کروں گا۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ فقراء کی طرف متوجہ

Marfat.com

ہوں گے اور فرمائیں گے: اے میرے فقیر بندو! میں نے تم کو فقر وغربت میں مبتلا کیا اور میری وجہ سے تم دنیا میں کوئی قابل عزت مقام حاصل نہ کر سکے، لیکن میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جو دنیا میں کسی چیز کا مالک بنا اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے یہ دولت کہاں سے کمائی؟ لیکن میں تم سے تمہارے فقر کی وجہ سے محبت کرتا ہوں بایں وجہ تمہارا حساب وکتاب میں تخفیف کی جائے گی اور تم کو تمہارا حصہ پورا پورا دیا جائے گا۔ مزید براں جس نے تم کو دنیا میں پانی کا ایک گھونٹ پلایا کھانے کا ایک لقمہ دیا یا کپڑے کا کوئی ٹکڑا پہنچایا وہ بھی تمہاری شفاعت میں ہے۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس عورت کی طرف متوجہ ہوں گے جس کا بچہ گم ہو گیا اور اس نے اس پر صبر کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمایں گے: اے میری بندی! میں نے تیرے بیٹے کی موت کا فیصلہ اسی طرح لوح محفوظ میں لکھا تھا پھر میں نے ہی اس کو اپنی طرف بلا لیا جس پر تیرا دل حد سے زیادہ غمگین نہ ہوا اور نہ ہی تیرا سینہ میری رحمت سے مایوس اور تنگ ہوا۔ چنانچہ آج میری رضا کی خوشخبری قبول کرو اور اپنے بیٹے کی زندگی بھی جس کے لیے موت نہیں، ایسا مقام جس سے کوچ نہیں اور نہ ہی کوئی غم ہے۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اندھوں، برص، جذام اور تمام بیماریوں کے مریضوں کی طرف متوجہ ہوں گے جس پر ان کی خوشی اپنی انتہا پر پہنچ جائے گی اور ان کے لیے بڑے لوگوں اور امراء سے بڑھ کر مراتب ہوں گ، جس نے کسی مصیبت پر صبر کیا ہوگا اس کے لئے ایک جھنڈا گاڑھ دیا جائے گا جس نے دو قسم کی مصیبتوں پر صبر کیا اس کے لیے دو جھنڈے گاڑھ دیے جائیں گے جس نے تین مصیبتوں پر صبر کیا اس کے لیے تین اور جس نے اس سے زیادہ مصیبتوں پر صبر کیا اسی قدر جھنڈے لگا دیئے جائیں گے پھر فرشتے ان کے آگے آگے ان کے جھنڈے اٹھائے ان کو جنت کی طرف لے کر چلیں گے۔ لوگ دیکھ کر کہیں گے: کیا یہ شہداء یا انبیاء ہیں؟ فرشتے جواباً کہیں گے: نہیں، بلکہ یہ عام لوگ ہیں لیکن انہوں نے دنیا کی تنگیوں اور تکلیفوں میں اللہ کیلئے صبر کیا اور آج ان کو تمام عذابوں سے نجات دے دی گئی۔ لوگ تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی دنیا میں شدید تکلیفوں اور مصیبتوں سے دو چار ہوتے تو آج ہمارے لیے بھی ایسا ہی اعزاز ہوتا۔ جب یہ لوگ جنت کے دروازے کے قریب پہنچیں گے تو دروازہ کھٹکھٹایا جائے گا، جنت کا داروغہ 'رضوان'

Marfat.com

سوال کرے گا یہ کون ہیں؟ فرشتے کہیں گے: دروزہ کھولئے۔ رضوان کہے گا: ان لوگوں کا حساب کس وقت ہوا اور یہ نجات حاصل کر کے چلے آئے حالانکہ ابھی تمام لوگ حساب کے انتظار میں کھڑے ہیں اور حق تعالیٰ شانہ نے ابھی حساب شروع نہیں فرمایا اور نہ ہی اعمال کیلئے میزان نصب کیا گیا ہے۔ فرشتے جواب دیں گے: یہ صابر لوگ ہیں، ان کا حساب نہیں ہوگا اے رضوان! جنت کے دروازے کھولو تا کہ یہ سکون کے ساتھ اپنے اپنے محلات میں جلوہ افروز ہوسکیں۔ اس وقت رضوان جنت کے دروازے کھولے گا وہ اپنے محلات کی طرف روانہ ہوں گے جہاں ان کو خادم بڑی خوشی اور فرحت کے ساتھ لا الہ الا اللہ' اور اللہ اکبر پکارتے خوش آمدید کہیں گے۔ وہ پانچ سوسال تک جنت کے تختوں پر بیٹھے رہیں گے، ب باقی انسانیت حساب سے فارغ ہوگی۔

Marfat.com

رسولِ اکرم کی نافرمان عورتوں کا

عبرتناک انجام

حافظ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ''الکبائر'' میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی ﷺ اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ سے ملنے کے لئے آپ ﷺ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت علی ﷺ فرماتے ہیں کہ جب ہم حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا نبی کریم ﷺ رو رہے ہیں اور آپ ﷺ پر گریہ طاری ہے۔ جب میں نے آپ ﷺ کی یہ حالت دیکھی تو عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، آپ ﷺ کو کس چیز نے رلایا ہے؟ اور سک بنا پرس آپ ﷺ اتنا رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ''میں نے شب معراج میں اپنی امت کی عورتوں کو جہنم کے اندر قسم قسم کے عذاب میں مبتلا دیکھا اور ان کو جو عذاب ہو رہا تھا وہ اتنا شدید اور ہولناک تھا کہ اس عذاب کے تصور سے مجھے رونا آ رہا ہے۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے اس کی وضاحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

(1) ''میں ایک عورت کو دیکھا کہ وہ اپنے بالوں کے ذریعے جہنم کے اندر لٹکی ہوئی ہے اور اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح پک رہا ہے''۔

(2) ''میں نے دوسری عورت کو جہنم میں اس طرح دیکھا کہ وہ زبان کے بل لٹکی ہوئی ہے''۔

Marfat.com

(3) ''تیسری عورت کو میں نے دیکھا کہ وہ چھاتیوں کے بل جہنم میں لٹکی ہوئی ہے''۔

(4) ''چوتھی عورت کو میں نے اس طرح دیکھا کہ اس کے دونوں پیر سینے سے اور دونوں ہاتھ پیشانی سے بندھے ہوئے تھے''۔

(5) ''پانچویں عوت کو میں نے اس طرح سے دیکھا کہ اس کا چہرہ خنزیر کی طرح ہے اور باقی جسم گدھے کی طرح ہے، مگر حقیقت میں وہ عورت ہے اور سانپ بچھو اسے لپیٹے ہوئے ہیں''۔

(6) ''چھٹی عورت کو میں نے اس حالت میں دیکھا کہ وہ کتے کی شکل میں ہے اور اس کے منہ سے راستے سے جہنم کی آگ داخل ہو رہی ہے اور پاخانہ کے راستے سے آگ نکل رہی ہے اور عذاب دینے والے فرشتے جہنم کے گرز اس کو مار رہے ہیں''۔

اس طرح چھ عورتوں کو ہونے والے عذاب کی تفصیل حضور اقدس ﷺ نے بیان فرمائی۔

پہلی عورت کے عذاب کا سبب ''بے پردگی''

اس کے بعد حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ''ابا جان عورتوں پر یہ عذاب ان کے کون سے اعمال کی وجہ سے ہو رہا ہے؟ ان کے کون سے ایسے اعمال تھے جن کی وجہ سے آپ ﷺ نے ان کو اس ہولناک عذاب میں مبتلا دیکھا؟'' اس کے جواب میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''کہ جس عورت کو میں نے سر کے بالوں سے جہنم میں لٹکے ہوئے دیکھا، اور جس کا دماغ ہنڈیا کی طرح پک رہا تھا۔ اس کو یہ عذاب گھر سے باہر ننگے سر جانے کی وجہ سے ہو رہا تھا وہ عورت نامحرم مردوں سے اپنے سر کے بال نہیں چھپاتی تھی''۔

ستر اور پردہ

اب اگر ہم اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں تو ہمیں یہ گناہ عام ہوتا نظر آتا ہے۔ حالانکہ خواتین کے لئے حکم یہ ہے کہ سر کے بال ان کے ستر کا حصہ ہیں۔ کیونکہ عورت کا پورا جسم سر سے پاؤں تک سوائے چہرے کے اور سوائے دونوں ہتھیلیوں کے اور دونوں پیروں

Marfat.com

کے پورا جسم ستر ہے۔ جس کو نماز میں چھپانا فرض ہے۔ کیونکہ اگر نماز میں کم از کم چوتھائی سر کے بال کھل جائیں اور اتنی دیر کھلے رہیں جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھ لیا جائے تو نماز نہیں ہوگی یا اگر کسی عورت نے سر پر اتنا باریک دوپٹہ اوڑھ لیا۔ جس میں سر کے بال جھلک رہے ہیں تو ایسے دوپٹے میں بھی نماز نہیں ہوگی۔ کیونکہ ستر چھپانے کی شرط پوری نہیں ہوتی۔ بعض خواتین باریک دوپٹے میں نماز پڑھ لیتی ہیں یا اس دوپٹے کو دوہرا کر لیتی ہیں۔ حالانکہ دوہرا کرنے کے بعد بھی بال نظر آتے رہتے ہیں یا بعض اوقات دوپٹہ اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ اس کے اندر سے چٹیا باہر نکلی ہوتی ہے۔ وہ دوپٹے کے اندر نہیں چھپتی یا بعض خواتین کی آستین اتنی چھوٹی ہوتی ہیں کہ دوپٹہ پہننے کے باوجود ان کے بازو گٹوں تک نہیں چھپتے اور مسئلہ یہ ہے کہ اگر چوتھائی پنڈلی کھل جائے اور تین مرتبہ تسبیح پڑھنے کے برابر کھلی رہے تو نماز نہ ہوگی۔

اور چہرہ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پیر اور باقی سارا جسم نامحرم مردوں سے چھپانا ضروری ہے۔ یہ پردہ کا حکم ہے۔

گھر کے اندر رہنے والے نامحرم مردوں سے پردہ کا طریقہ

ہاں اتنی گنجائش ہے کہ جو نامحرم گھر کے اندر رہتے ہیں، جن سے ہر وقت مکمل پردہ کرنا مشکل ہے۔ مثلاً دیور، جیٹھ گھر کے اندر ساتھ رہتے ہیں۔ اب ہر وقت ان کی آمدورفت رہتی ہے اور وہ اکثر گھر پر کام کاج بھی کرتے رہتے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ حکم ہے کہ ان کے سامنے بھابھی کو چاہیے کہ وہ کوئی بڑا اور موٹا دوپٹہ اس طرح باندھے جس طرح نماز میں باندھا جاتا ہے اور اس میں دونوں بازو بھی چھپ جائیں اور وہ اپنی پنڈلی بھی شلوار وغیرہ میں چھپائے۔ پنڈلی کا ذکر اس لئے کیا کہ آج کل انہیں کھلا رکھنے کا رواج چل رہا ہے جو سراسر ناجائز ہے۔ صرف چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پیر کھلے رہیں۔ اس حالت میں اس کے سامنے آنا جانا رکھے اور گھر کا کام انجام دے تو اس کی گنجائش ہے اور اس میں بھی بہتر یہ ہے کہ چہرے پر گھونگٹ ڈال کر ان کے سامنے آجائے اور ضرورت کے

Marfat.com

وقت اسی گھونگٹ میں ان سے بات بھی کر سکتی ہے اور جواب بھی دے سکتی ہے۔ شریف اور حیادار عورت کے چہرے پر گھونگٹ ڈال کر کام کاج کرنا کوئی مشکل نہیں۔ بشرطیکہ آخرت کی فکر ہو۔ خوفِ خدا ہو اور اللہ کے عذاب سے ڈر لگتا ہو، لیکن سر کھلا رکھنا یا سر کے اوپر اتنا باریک دوپٹہ اوڑھنا کہ اس میں سے سر کے بال نظر آ رہے ہیں یا برائے نام دوپٹہ گلے میں ڈال رکھا ہے، سر پر نہیں رکھا، بازو بھی کھلے ہوئے ہیں، کہنیاں بھی کھلی ہوئی ہیں، کلائیاں بھی کھلی ہوئی ہیں اور ان کلائیوں میں زیور بھی پہنا ہوا ہے اور آج کل تو پنڈلیاں کھولنے کا منحوس رواج بھی چل پڑا ہے۔

لہٰذا گھر کے جو نامحرم مرد ہیں ان کے سامنے بھی اعضاء کا کھولنا جائز نہیں اور گھر سے باہر کھولنا تو کسی حالت میں جائز نہیں۔ لیکن آج مسلمان خواتین کا حال جو گھر کے اندر ہے اس سے زیادہ برا حال گھر کے باہر ہے۔ باہر نکلتے وقت برقعے اور پردے کا کوئی حال نہیں اور جو کپڑے پہنے ہوئے ہیں وہ بھی اتنے باریک ہیں یا اتنے چست ہیں کہ جسم کا ہر حصہ نمایاں ہو رہا ہے۔

لہٰذا خواتین یہ بات سن لیں نامحرم مردوں کے سامنے ننگے سر آنے کا عذاب سرکارِ دوعالم ﷺ یہ بیان فرماتے رہے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے ان کو جہنم کے اندر سر کے بل لٹکے ہوئی دیکھا ہے اور ان کا دماغ ہانڈی کی طرح پک رہا تھا۔ اللہ پناہ۔

بے پردگی کی وجہ سے عذاب جہنم

جہنم میں عورتوں پر عذاب دیکھنے کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے اور بھی بہت سے احادیث میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ نامحرم مردوں کے سامنے بے پردہ نکلنے کے سلسلے میں ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا میں نے جہنم میں زیادہ تر عورتوں کو دیکھا......

پھر فرمایا: ''عورتوں کے جہنم میں کثرت سے جانے کی چار وجہ ہیں''۔

(1) ''ایک وجہ یہ ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا مادہ بہت کم ہے''۔

(2) ''دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی تابعداری کا جذبہ کم ہے''۔

Marfat.com

(3) ''تیسری وجہ یہ ہے کہ ان میں اپنے خاوندوں کی نافرمانی برداری بہت کم ہے''۔

(4) ''چوتھی وجہ یہ ہے کہ ان کے اندر بن ٹھن کر بے پردہ گھر سے باہر نکلنے کا جذبہ بہت پایا جاتا ہے''۔

یہ چوتھی وجہ وہی ہے جو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ آج کل اکثر خواتین جب باہر نکلیں گی تو خوب اعلیٰ سے اعلیٰ جوڑا پہن کر اور خوب آراستہ پیراستہ ہو کر میک اپ کر کے خوشبو لگا کر بے پردہ باہر نکلیں گی۔ اگر کوئی خانون مکمل شرعی پردے میں گھر سے باہر نکلے اور ایسی خوشبو لگا کر نہ نکلے جس کی خوشبو دوسرے نامحرم مردوں تک جائے یا جو آرائش وزیبائش کے ساتھ صرف اپنے شوہر کے سامنے آئے اور اپنے باپ، بھائی اور بیٹے کے سامنے آئے تو اس میں کوئی برائی نہیں، جائز ہے۔ کیونکہ شوہر کے لئے آرائش کر کے آئیں۔ چاہے وہ نامحرم گھر کے ہوں یا باہر کے ہوں۔ اس وقت یہ فعل گناہ، حرام اور ناجائز ہے۔ جس سے بچنا واجب ہے۔

دوسری عورت پر عذاب کا سبب ''زبان درازی''

دوسری عورت جس کو حضور اقدس ﷺ نے دیکھا کہ وہ زبان کے بل جہنم کے اندر لٹکی ہوئی ہے۔ اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عورت وہ ہے جو اپنی زبان درازی سے اپنے شوہر کو تکلیف پہنچایا کرتی تھی۔ بعض عورتوں میں بلاشبہ یہ بری خصلت پائی جاتی ہے کہ وہ بہت ہی منہ پھٹ، زبان دراز، بدگو اور بہت زیادہ زبان چلا کر اپنے شوہر کو تکلیف پہنچانے کی عادی ہوتی ہیں اور یہ بات تو مرد کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ اپنی زبان سے اپنی بیوی کا ناحق تکلیف پہنچائے یا اس کے ستائے اور پریشان کرے۔ مرد کے لئے یہ بات باعث عذاب اور باعث وبا ہے۔ لیکن اس حدیث می یہ صنف خاص عورتوں کے متعلق بیان کی جارہی ہے کہ بات بات پر شوہر سے لڑنا اور بدتمیزی کرنا اور ایسی باتیں کرنا۔ جس سے شوہر کا دل دکھے، اور کو تکلیف اور ایذا پہنچے، ایسی خواتین کے بارے میں یہ عذاب بتایا گیا ہے کہ وہ جہنم میں زبان کے بل لٹکیں گی۔

Marfat.com

زبان درازی سنگین گناہ ہے

اگر انسان کسی کو ہاتھ سے مار دے یا کسی چیز سے مار دے۔ اس کو تکلیف زیادہ دیر تک باقی نہیں رہتی لیکن زبان سے بعض اوقات انسان ایک ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے جو زندگی بھر انسان کو نہیں بھولتا۔ زبان کا جسم تو بہت چھوٹا سا ہوتا ہے، مگر اس کے گناہ بڑے سنگین ہوتے ہیں۔ اس گناہوں میں سے ایک گناہ زبان درازی بھی ہے۔ یہ ایسا سنگین گناہ ہے کہ جو گھر کے سارے سکون کو غارت کر دیتا ہے اور زندگی کو حیران بنا دیتا ہے۔ اگر اس کا سبب کسی خاتون کی زبان ہے تو اس کے لئے اس حدیث میں یہ عذاب اور وبال بیان کیا ہے۔ اس لئے خواتین کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہ نکالیں جس سے ان کے شوہر کوئی تکلیف پہنچے ایسے ہی شوہروں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بھی اپنی زبان سے ایسی بات نہ کہیں۔ جس سے بیوی کو تکلیف پہنچے۔ بلکہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی زبان پر قابو رکھیں اور زبان سے ایسی بات نکالنا جس سے دوسرے کو تکلیف پہنچانا حرام ہے اور جس طرح ہاتھ کے ذریعے اور اشاروں اور کنایوں کے ذریعے تکلیف پہنچانا گناہ ہے۔ اسی طرح زبان کے ذریعے تکلیف پہنچانا بھی گناہ ہے۔ اس لئے اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ زبان سے وہی بات نکلے جس سے دوسروں کا دل خوش ہو اور دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے اور اپنی زبان کو قابو کریں۔

تیسری عورت پر عذاب کا سبب ''ناجائز تعلقات''

تیسری عورت جس کو حضور اقدس ﷺ نے دیکھا وہ اپنی چھاتیوں کے بل لٹکی ہوئی ہے۔ اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ عورت ہے جو شادی شدہ ہونے کے باوجود دوسروں مردوں سے ناجائز تعلقات رکھتی تھی۔ شریف اور باحیاء عورتیں تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتیں۔ اسی طرح شریف اور باحیاء مرد بھی اس کا تصور نہیں کر سکتے۔

بے حیائی کے سنگین نتائج

لیکن جس معاشرے میں حیاء کا خاتمہ ہو چکا ہو اور بے حیائی کا دور دورہ ہو۔ اس

Marfat.com

میں اس بات کا کہاں عیب سمجھا جائے گا۔ بلکہ ایسے معاشرے میں اس کو فیشن کے طور پر اختیار کرلیا گیا ہے۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے "الحیاء شعبة من الایمان"

''حیاء ایمان کی شاخ ہے''۔

یعنی دین اور ایمان کا ایک اہم شعبہ ''حیا'' ہے۔ یہ حیا ایسی چیز ہے جو انسان کو بہت سے گناہ سے بچالیتی ہے۔ چنانچہ جنسی نوعیت کے جتنے گناہ ہیں۔ان سب میں حیا ایک پردہ اور رکاوٹ بن جاتی ہے۔ اسی حیاء کی وجہ سے انسان غیر محرم عوت کی طرف نظر نہیں اٹھا سکتا، کسی نامحرم کے پاس جانے اور اس کے پاس تنہائی میں بیٹھنے سے حیا اس انسان کو روکے گی۔ اسی طرح اگر عورت حیاء دار ہے تو وہ حیا اس کو نامحرم مرد کے طرف دیکھنے سے روکے گی اور یہ حیاء ہی دراصل باپ اور بیٹی کے درمیان، بھائی اور بہن کے درمیان، سسر اور بہو کے درمیان پردہ ہے۔ خدانخواستہ اگر کسی جگہ پر کسی وقت اس حیا کا خاتمہ ہوگیا تو پھر بیٹی اور اجنبی عورت برابر ہے

باپ اور بیٹی کے درمیان حیا کا پردہ

میرے ایک دوست جو بہت بڑے عامل ہیں۔ان کے پاس زیادہ تر عورتوں ہی کی آمد ورفت رہتی ہے۔ کسی پر جن پڑھا ہوا ہے، کسی پر آسیب کا اثر ہے، کسی پر جادہ کا شبہ ہے، کسی کے لئے شادی کی کوشش ہے۔ ایک ماہ پہلے ان سے میری ملاقات ہوئی تو وہ میرے کان میں چپکے چپکے سے کہنے لگے کہ آج کل میرے پاس اکثر عورتیں اپنی یہ پریشانی لے کر آتی ہیں کہ کوئی ایسا تعویذ دے دو کہ باپ کی نظر بیٹی سے ہٹ جائے۔ اس لئے کہ ہمیں رات کو اٹھ اٹھ کر پہرہ دینا پڑتا ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ باپ بیٹی کو پریشان کر رہا ہو۔ پھر کہنے لگے کہ میں تو سن کر کانپ جاتا ہوں کہ ان کو کیا علاج بتاؤں۔ جب باپ ہی کا دل بیٹی پر آگیا تو اب زمین پر جینے کا کیا حق رہ گیا۔

ٹی۔وی کا وبال

مگر لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ یہ سب ٹی۔وی دیکھنے کا نتیجہ ہے۔ وہ تو کہتے

Marfat.com

ہیں کہ ٹی۔وی دیکھنے میں کیا حرج ہے؟ حالانکہ یہ سارا وبال ٹی۔وی کا ہے۔اس لئے کہ ٹی۔وی پر ننگی فلمیں دیکھ کر حیا کا جنازہ نکل گیا ہے۔ باپ سے بھی حیا نکل گئی ہے اور بھائی سے بھی نکل گئی ہے اور جب حیا باقی نہ رہے تو حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

"اذا فاتک الحیاء فافعل ما شئت"

"جب تمہاری حیا کا خاتمہ ہو جائے تو جو چاہے کرو"۔

اس لئے کہ پھر ہر برائی آپ کے لئے برابر ہے۔حیا ہی یہ بتاتی ہے کہ دیکھ یہ تیری بیٹی ہے ہے اور یہ تیری بہن ہے، یہ تیری ماں ہے، یہ تیری بہو ہے، اگر حیا نہیں تو پھر اس کے نزدیک سب خواتین برابر ہیں۔ پھر تو جانوروں جیسی حالت ہوگی۔ کیونکہ جانور میں بھی حیا نہیں۔اس لئے تو اس کے اندر ماں بہن کا رشتہ بھی نہیں ہے۔انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے حیا کا مادہ رکھا ہے۔وہ حیا ہی اس کو ان باتوں سے روکتی ہے اور جانوروں سے ممتاز کرتی ہے۔

بہر حال یہ ٹی۔وی حیا کو صاف کرنے کا استرا ہے، اخلاق کو برباد کرنے کا ذریعہ ہے۔ایمان کو غارت کرنے کا سبب ہے۔جس طرح استرے سے سارے سر کے بال صاف ہو جاتے ہیں۔اسی طرح ٹی۔وی اور فلمیں دیکھنے سے انسان کی حیا کا خاتمہ ہو جاتا ہے، اخلاق کا خاتمہ ہو جاتا ہے، اعمال کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور آخرت میں بعض مرتبہ ایمان بھی چلا جاتا ہے۔بہر حال دوسرے مردوں پر نظر رکھتی ہو اور ان سے ناجائز تعلقات رکھتی ہو۔اس کے لئے یہ عذاب ہے کہ جہنم میں اس چھاتیوں کے بل لٹکایا جائے گا۔لہٰذا اس گناہ سے بچیں۔

چوتھی عورت پر عذاب کا سبب "استہزاء"

چوتھی عورت جس کو حضور اقدس ﷺ نے دیکھا کہ اس کے دونوں پیر سینے سے بندھے ہوئے ہیں اور دونوں ہاتھ سر سے بندھے ہوئے ہیں۔اس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ عورت ہے جو دنیا میں جنابت اور حیض سے پاک صاف رہنے کا اہتمام نہیں کرتی تھی اور نماز کے ساتھ بڑی لاپرواہی بلکہ استہزاء کا معاملہ کرتی تھی۔

مسئلہ یہ ہے کہ جب مرد اور عورت پر غسل فرض ہو جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی

Marfat.com

وقت غسل کرلین اور اگر اس وقت غسل نہ کریں تو کم از کم استنجاء کر کے وضو کرلیں اور پھر سو جائیں اور اگر یہ بھی نہ کرسکیں تو کم از کم استنجا کرلیں۔ کلی کرلیں اور ہاتھ دھو کر سو جائیں اگر اتنا بھی نہ کرسکیں تو پھر آخری درجہ یہ ہے کہ صبح صادق ہونے پر جماعت سے اتنی دیر پہلے غسل کرلیں کہ اگر مرد ہے تو اس کی نماز فجر باجماعت ادا ہو جائے۔ تو غسل سے فراغت کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے نمازِ فجر ادا کرلے۔ یہ آخری درجہ ہے اس سے زیادہ تاخیر کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص جنابت کی حالت میں سو گیا اور پھر سورج نکلنے کے بعد اٹھا تو اس کے لئے یہ عذاب اور وبال ہے۔ کیونکہ غسل کرنے میں اتنی تاخیر کرنا جس کی وجہ سے جماعت چھوٹ جائے یا نماز قضا ہو جائے، ناجائز اور حرام ہے۔

ہمارے یہاں دیر سے سونے کا ایسا منحوس فیشن چل پڑا ہے۔ جس کی وجہ سے عموماً صبح سویرے اٹھنا مشکل ہوتا ہے۔ رات کو اتنی دیر جاگنا کہ جس کی وجہ سے فجر کی نماز قضا ہو جائے، جائز نہیں ہے۔ پھر اگر جنابت کی حالت ہو تو فجر کی نماز کا قضا ہونا اور یقینی ہو جاتا ہے۔ چاہے وہ مرد ہو یا عورت......

اور جنابت کی حالت میں اس طرح ساری رات گزارنا کہ فجر کی نماز بھی قضا ہو جائے اور زیادہ ناجائز اور گناہ ہے اور باعث عذاب ہے۔ لہٰذا گناہ سے بچنے کی فکر کرنی چاہیے۔

اسی طرح ماہواری کے معاملے میں بھی یہ حکم ہے کہ جونہی طہارت ہو جائے اور پاکی کی علامت پائی جائے اور اس وقت کسی نماز کا بھی وقت ہے اور امکان یہ ہے کہ اگر جلدی سے غسل کرلیا جائے تو وقت نکلنے سے پہلے کم از کم ''اللہ اکبر'' کہنے کا وقت مل جائے تو اس وقت کی نماز فرض ہو جائے گی۔ اس لئے اس وقت یہ حکم یہ ہے کہ فوراً جلدی سے غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر اس سے زیادہ وقت ملے تو پھر بطریق اولی نماز فرض ہو جائے گی۔ مثلاً نماز کا وقت ختم ہونے میں ایک گھنٹہ باقی ہے اور پاکی علامت موجود ہے تو وہ فوراً غسل کر کے نماز پڑھے، لیکن آج کل خواتین میں ی مرض عام ہے کہ اس وقت کو لاپرواہی میں گزار دیتی ہیں۔ چنانچہ اگر رات کو عشاء کے بعد ناپاک ہو گئیں تو ساری رات بغیر غسل کی ناپاکی کی حالت میں گزار دیں گی۔ حالانکہ صبح صادق سے پہلے غسل کر کے عشاء کی نماز پڑھنا ان

Marfat.com

پرفرض ہو چکا ہے۔اس لئے ایسی صورت میں ان کا چاہیے کہ غسل کر کے پاک صاف ہو جائیں اور نماز ادا کریں۔ حضرات، صحابیات کا آخرت کی فکر کی وجہ سے یہ حال تھا کہ وہ رات کو بار بار اٹھ کر چراغ جلا کر دیکھا کرتی تھیں کہ ایسا تو نہیں کہ طہارت ہو چکی ہو اور نماز فرض ہو چکی ہو اور پھر ہماری نماز قضا ہو جائے۔ آج کل تو چراغ جلانے کی زحمت بھی نہیں ہے۔ صرف بٹن دبانے کی دیر ہے۔ جس میں کوئی وقت نہیں ہے اس کے باجود اس کے اندر لاپرواہی کرنے اور کئی کئی نمازیں ضائع کرنے کا یہ عذاب اور وبال ہے جو حضور ﷺ نے اس حدیث میں بیان فرمایا۔ لہٰذا جنابت اور ماہواری کے معاملے میں بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کہ اس کی وجہ سے ہماری کوئی نماز قضا نہ ہونے پائے اور عام حالات میں بھی نماز قضا کرنے سے بچنا ضروری ہے۔

عذاب کا سبب "مذاق اڑانا"

اس عذاب کی تیسری وجہ جو حضور اقدس ﷺ نے بیان فرمائی۔ وہ نماز کا استہزاء اور مذاق اڑانا ہے اور نماز کو معمول سمجھ کر اس کی طرف لاپرواہی کرنا ہے۔ اس معاملے میں ہمارے عام مردوں اور عورتوں کو تقریباً یکساں حال ہے۔ چنانچہ جتنے نوجوان ہیں عموماً ان کے اندر نماز کا اہتمام نہیں، نہ لڑکیوں اور نہ لڑکوں میں۔ اسی طرح آزاد منش عورتوں میں بھی نماز کا کوئی اہتمام نہیں اور اگر ان سے نماز کے بارے میں کہا جائے تو ایسے طریقے سے جواب دیا جاتا ہے کہ جس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں نماز کوئی ضروری کام نہیں ہے۔ حالانکہ شادی یا غمی، لیکن نماز چھوڑنا جائز نہیں۔ آج کل کی تقریبات میں دیکھئے ان میں کس طرح لڑکوں، لڑکیوں مردوں اور عورتوں کی نمازیں برباد ہوتی ہیں اور ایسی تقریبات درحقیقت وبال ہیں۔ اللہ تعالیٰ بچائیں۔ آمین۔

پانچویں خاتون پر عذاب کا سبب "چغلی"

پانچویں خاتون جس کا حضور اقدس ﷺ نے اس حالت میں دیکھا کہ اس کا چہرہ خنزیر کی طرح ہے اور باقی جسم گدھے کی طرح ہے اور سانپ بچھو اس کو لپیٹے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ عورت تھی۔ جس کو جھوٹ بولنے اور چغلی کھانے کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔ آپ حضرات جانتے ہیں کہ یہ دونوں گناہ صرف عورتوں کے ساتھ، خاص نہیں ہیں۔ بلکہ اگر مردوں کے اندر بھی یہ گناہ پائے جائیں گے تو ان کی بھی پکڑ ہوگی اور ان پر بھی عذاب ہوگا۔

غیبت اور چغلی میں فرق

ایک گناہ ہے "غیبت" اور ایک گناہ ہے "چغلی" یہ دونوں گناہ حرام ہیں۔ دونوں سے بچنا ضروری ہے، لیکن ان دونوں میں تھوڑا سا فرق ہے۔ "غیبت" اسے کہتے ہیں کہ کسی کی پیٹھ پیچھے" اس کی طرح برائی کرنا کہ اگر اس کو معلوم ہو جائے تو اس کو ناپسند کر۔ مثلاً کسی شخص میں کوئی عیب ہے۔

اب ہم دوسروں کو جا کر بتا رہے ہیں کہ فلاں شخص میں یہ عیب ہے۔ اس کا نام غیبت ہے، لیکن ہم کسی شخص کی برائی اس کی پیٹھ پیچھے اس نیت سے کریں تا کہ دونوں میں لڑائی ہو، بدگمانی اور نا اتفاقی پیدا ہو، اس کو "چغلی" کہتے ہیں اور چغلی کا گناہ "غیبت" سے بڑھ کر ہے۔

گھر کے افراد میں چغلی

دوسروں کی برائی مقصو ہوتی ہے لیکن چغلی میں تو برائی کے علاوہ یہ بھی مقصود ہے کہ ان دونوں کے درمیان لڑائی ہو اور ان دونوں کے درمیان جو دوستی اور محبت اور تعلق ہے وہ ختم ہو جائے مثلاً ساس نے بہو کی باتیں سسر کے سامنے یا اس کے شوہر کے سامنے لگائیں۔ اب شوہر بیوی سے خفا ہو رہا ہے اور سسر بھی بہو سے بدگمان ہو رہا ہے۔ یہ چغلی ہے اور حرام ہے اور آج کل یہ مسئلہ عام ہے اور ہر گھر کا مسئلہ ہے۔ ایک گھرانہ جو ساس، بہو، سسر اور شوہر ان چار افراد پر مشتمل ہے۔ لیکن چاروں ایک دوسرے سے کٹے ہوئے ہیں۔ اس لئے کہ چاروں اس چغلی کی مصیبت میں مبتلا ہیں اور ہر ایک دوسرے کی چغلی اور بدگمانی میں لگا ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے گھر کا نظام درہم برہم ہو گیا، گھر کا سکون غارت ہو گیا اور آخرت میں بھی اس پر بڑا عذاب اور وبال ہے۔

Marfat.com

عذاب کا سبب ”جھوٹ بولنا“

اس چغلی کے ساتھ دوسرا گناہ جو حضور اقدس ﷺ نے بیان فرمایا، وہ ہے ”جھوٹ بولنا“ آپ حضرات جانتے ہیں کہ جھوٹ بولنا کتنا بڑا گناہ ہے اور چغلی کے اندر جھوٹ کا ہونا لازمی ہے۔ اس لئے کہ جھوٹ کے بغیر چغلی کیسے چلے گی اور جس طرح آج ہمارے معاشرے میں چغلی عام ہے اسی طرح جھوٹ بھی عام ہے۔ ہر میدان میں جھوٹ کا ایک ختم نہ ہونے والا سلسلہ ہے۔

اب جعلی سرٹیفکیٹس اور جعلی سندیں بنائی جارہی ہیں، پیسے دے کر انجینئر کی سند لے لو، وکالت کی سند لے لو، جھوٹی تیار ہے، جھوٹے کاغذات پر ملازمتیں اختیار کی جارہی ہیں۔ یاد رکھیں ان تمام صورتوں میں جھوٹ بولنا، لکھنا سب حرام ہے اور سخت گناہ ہے۔

دوسرا شخص جس کو یہ عذاب دیا جائے گا وہ تاجر ہے جو خریدار کو یہ کہتا ہے کہ میں نے یہ چیز اتنے میں خریدی ہے اور تمہیں اتنے میں فروخت کرتا ہوں اور اس پر قسم بھی کھالے۔ حالانکہ وہ جو قیمت خرید خریدار کو بتا رہا ہے اس نے اس قیمت پر وہ چیز نہیں خریدی۔ مثلاً وہ تاجر کہتا ہے کہ میں نے یہ چیز ایک ہزار روپے میں خریدی ہے اور تمہیں بارہ سو میں فروخت کرتا ہوں اور ایک ہزار میں خریدنے پر قسم بھی کھالیتا ہے۔ جبکہ اس نے وہ چیز آٹھ سو میں خریدی ہے اور قسم کھانے کی وجہ سے خریدار مطمئن ہو گیا اور اس نے مطمئن ہو کر بارہ سو میں وہ چیز خرید لی۔ اگر خریدار کو یہ معلوم ہوتا کہ اس نے یہ چیز آٹھ سو میں خریدی ہے تو وہ کبھی بھی اس چیز کو بارہ سو میں نہ خریدتا۔ لہٰذا اس نے جھوٹی قسم کھائی اور اس جھوٹی قسم پر یہ عذاب جو حضور اقدس ﷺ نے بیان فرمایا۔

تیسرا شخص وہ ہے جو احسان کر کے جتلاتا ہے اس کو بھی یہ عذاب ہو گا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائیں گے اور نہ اس سے بات چیت کریں گے اور نہ اس کا تزکیہ فرمائیں گے اور اس کے لئے دردناک عذاب ہو گا۔ بعض لوگوں میں احسان جتانے کی بڑی عادت ہوتی ہے۔ وہ اس گناہ سے بطور خاص بچیں۔

Marfat.com

بہر حال یہ تین آدمی ایسے ہیں کہ جن کا دردناک عذاب دیا جائے گا اور دردناک عذاب یہی ہے کہ ان کا چہرہ سور کی طرح ہوگا اور باقی جسم گدھے کی طرح ہوگا اور جہنم کے سانپ بچھو اس کے لپٹے ہوئے ہوں گے۔ یہ عذاب چغلی اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے ہوگا۔ آج ہمارے گھروں میں جھوٹ بولا جاتا ہے۔ ہمارے بازاروں میں جھوٹ بولا جاتا ہے، ہمارے دفتروں میں جھوٹ بولا جاتا ہے، ہماری تقریبات میں جھوٹ بولا جاتا ہے، اور اس جھوٹ کو فیشن کے طور پر اپنا لیا گیا ہے۔ اور جھوٹ کی بیسیوں جدید قسمیں ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہیں۔ جس پر حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے تفصیل سے بیان فرمایا ہے ان کا وہ بیان کتابی شکل میں ''جھوٹ اور اس کی مروجہ صورتیں'' کے نام سے چھپ چکا ہے اس کا ضرور مطالعہ کریں اور اپنی اصلاح کریں!

چھٹی عورت پر عذاب کا سبب ''احسان جتلانا اور حسد کرنا''

چھٹی عورت میں جس کو حضور اقدس ﷺ نے اس حالت میں دیکھا کہ وہ کتے کی شکل میں ہے! اور اس کے منہ سے آگ داخل ہو رہی تھی اور پاخانے کے راستے سے آگ باہر نکل رہی تھی اور فرشتے جہنم کے گرز سے اس کی پٹائی کر رہے ہیں، مار رہے ہیں، اس کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اس عورت کو یہ عذاب دو گناہوں کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ ایک حسد کرنے کی وجہ سے اور دوسرے احسان جتلانے کی وجہ سے...... یہ دونوں گناہ ایسے ہیں جو مردوں کے اندر بھی پائے جاتے ہیں۔ مرد بھی حسد کر سکتے ہیں اور احسان جتا سکتے ہیں اس لیے اس دردناک عذاب کے وہ بھی مستحق ہو سکتے ہیں۔ اگر خواتین ان گناہوں کو کریں گی تو توبہ نہیں کریں گی تو وہ بھی اس عذاب کے اندر مبتلا ہونگی۔

احسان جتلانے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے کسی کے ساتھ حسن سلوک کیا، لیکن جب ہمارا موقع آیا کہ ہمارے ساتھ کوئی ہمدردی کرے اور احسان کرے، ہمارے ساتھ تعاون کرے۔ اس وقت اس شخص نے ہمارے ساتھ تعاون نہ کیا تو اب فوراً یہ احسان جتلا دیتے ہیں کہ تمہارا موقع پر تو ہم نے تمہاری بڑی خدمت کی، بہت کام آئے لیکن ہمارے

Marfat.com

موقع پر تم نے ہمارے سے آنکھیں پھیر لیں۔ یہ ہے احسان جتلانا، یہ بات خواتین میں بہت پائی جاتی ہے، شادی بیاہ کے موقع پر اور بیماری کے موقع پر انہوں نے خدمت کردی اور ان کے موقع پر دوسری نے خدمت نہ کی تو اب وہ عورت سارے ڈھنڈورا پیٹے گی۔ جو بھی اس کے پاس آئے گا اس کے سامنے یہ جتلائیں گی کہ ہم نے اس کے ساتھ فلاں خیر خواہی کی، مدد کی اور ایسا کیا اور آج جب ہمارا موقع ہوا تو اس نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا...... اس لئے مردوں اور عورتوں کو چاہیے کہ جس کی کوئی خدمت کریں وہ محض اللہ کی رضا کے لئے کریں اور اللہ تعالیٰ ہی سے اس کے اجر کی امید رکھیں۔ لہٰذا کسی سے کوئی خدمت اور بدلے کی امید ہی نہ رکھیں اور جب کسی سے کوئی امید نہ ہوگی۔ بلکہ اللہ سے صرف امید ہوگی تو پھر وہ شکوہ اور گلہ دل میں پیدا نہ ہوگا۔

گھر کے اندر بھی اس کی عادت رہے اور گھر کے باہر بھی دوستوں میں بھی س کی عادت رہے کہ جو کچھ کرنا ہے، صرف اللہ کے لئے کرنا ہے اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھیں۔ دوستوں سے، احباب سے، رشتہ داروں سے بدلہ کی کوئی امید نہ رکھیں اور نہ توقع رکھیں۔ اگر وہ کریں تو ان کا احسان سمجھیں، اگر نہ کریں تو اللہ پر ہی نظر رکھیں۔ بس اس عمل سے انشاء اللہ دل میں پریشانی اور تکلیف پیدا نہیں ہوگی۔

اس طرح آج کل حسد بھی اتنا پیدا ہو گیا ہے کہ کوئی شخص دوسرے کو کھاتا نہیں دیکھ سکتا، پیتا نہیں دیکھ سکتا، پہنتا نہیں دیکھ سکتا، رہتا نہیں دیکھا سکتا۔ یہ حسد مردوں میں بھی پایا جاتا ہے اور عورتوں میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ مثلاً کسی کے بہت اچھے کپڑے دیکھے تو دل میں حسد اپیدا ہو رہا ہے۔ کسی کا اچھا گھر دیکھا تو دل میں حسد پیدا ہو رہا ہے۔ کسی کو دیکھا کہ کسی کی بڑی تیزی سے ترقی ہو رہی ہے تو اس پر حسد ہو رہا ہے۔ کسی کے منصب اور عہدہ پر کسی کی خوبصورتی پر کسی کے مال داری سے کسی کی صحت مندی سے، کسی حسن و جمال سے، کسی کے مال و منال سے، کسی کے اہل وعیال سے، غرضیکہ جتنی نعمتیں دوسروں کو حاصل ہیں ان کو دیکھ دیکھ کر حسد ہو رہا ہے۔

حسد کے معنی یہ ہیں کہ انسان دوسرے کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر دل میں جلے

Marfat.com

اور یہ تمنا کرے کہ اس سے یہ نعمت ہی چھن جائے اور مجھے مل جائے۔ یعنی ''زوالِ نعمت کی تمنا کرنا'' اس کا نام حسد ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے۔ ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے اس عورت کو دردناک عذاب ہو رہا تھا۔ جو حضور اقدس ﷺ نے اس حدیث میں بیان فرمایا۔

بہرحال یہ چار گناہ ایسے ہیں جو مردوں میں بھی پائے جاتے ہیں اور خواتین میں بھی، ایک جھوٹ بولنا، دوسرے چغلی کھانا، تیسرے احسان جتلانا، چوتھے حسد کرنا، یہ چاروں گناہ ایسے ہیں جو ہمارے معاشرے کے اندر عام ہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ گناہ جن کے اندر ہوں۔ اس کے لئے آخرت میں بھی عذاب ہے اور دنیا کی زندگی بھی اس کے لئے باعث وبال ہے۔ اس لئے اس سب سے توبہ کرنی چاہیے اور بچنا چاہیے۔

بہرحال یہ چھ عورتیں ہیں۔ جن کا ذکر آپ نے اس حدیث میں بالترتیب بیان فرمایا ہے اور ان گناہوں کا تعلق خواتین سے بھی ہے اور مردوں سے بھی ہے۔ لہٰذا ان تمام گناہوں کا تعلق خواتین سے بھی ہے اور مردوں سے بھی ہے۔ لہٰذا ان تمام گناہوں سے خواتین وحضرات سب کو بچنے کی فکر کرنی چاہیے۔ تاکہ ہم جہنم کے عذاب سے بچ سکیں۔ اب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

(چھ گنہگار عورتیں (بالتلخیص) مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی)

شرم گاہ کی حفاظت کیوں ضروری؟

اپنے بدن کو جہنم کی ہولناک آگ سے بچانے کیلئے ضروری ہے کہ انسان اپنی شرمگاہ کی ناجائز اور حرام جگہوں سے پوری طرح حفاظت کرے۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا:

ولا تقربوا الزنیٰ انہ کان فاحشۃ، وساء سبیلا.

(بنی اسرائیل: ۳۲)

''اور پاس نہ جاؤ زنا کے، وہ ہے بے حیائی اور بُری راہ ہے۔

Marfat.com

اور کئی جگہ ایمان والے لوگوں کی یہ صفات بیان کی گئیں کہ ''وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، زنا نہیں کرتے، اور جائز محل کے علاوہ شہوت پوری نہیں کرتے۔
(سورہ مومنون، سورہ معارج وغیرہ)

نیز اسلام نے زنا کی ایسی سخت سزا مقرر کی ہے جس کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یعنی اگر ثبوت ہو جائے تو کنوارے مجرم کو سو کوڑے اور شادی شدہ کو سنگسار کرنے کا حکم ہے (جبکہ اسلامی حکومت ہو) اور احادیث مبارکہ میں زنا کے متعلق سخت ترین وعیدیں وارد ہیں۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن..

(مسلم شریف ۵٦/۱ عن ابی ھریرۃؓ، الترغیب والرھیب ۱۸۵/۳)

''زناکار زنا کرتے وقت (کامل) مومن نہیں رہتا۔''

گویا کہ ایسے عمل کا ایمان کے ساتھ کوئی جوڑ ہی نہیں ہے، یہ سراسر شیطانی عمل ہے۔

سب سے زیادہ خطرہ کی چیز

(۲) اور ایک حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا بغایا العرب، یا بغایا العرب! ان أخوف ما أخاف علیکم الزنا والشھوۃ الخشیۃ. (رواہ الطبرانی الترغیب والترھیب ۱۸٦/۳)

''اے عرب کے بدکارو! اے عرب کے بدکارو! مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ ڈر اور خطرہ زنا اور پوشیدہ شہوت سے ہے۔

یعنی یہ ایسی نحوست ہے جس سے معاشرتی نظام تباہ اور برباد ہو جاتا ہے اور گھر گھر میں فتنہ فساد اور خون خرابہ کی نوبت آجاتی ہے حتیٰ کہ نسلیں تک مشتبہ ہو جاتی ہیں۔ اس لیے اس سے ہر ممکن احتراز لازم ہے اور اس کے تمام راستوں کو بند کرنا ضروری ہے۔

Marfat.com

زنا کار کی دُعا قبول نہیں ہوتی!

(۳) عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تفتح أبواب السماء نصف الليل فينادي مناد، هل من داع فيستجاب لهٗ؟ هل من سائل فيعطٰى؟ هل من مكروب فيفرح عنه؟ فلا يبقٰى مسلم يدعو بدعوة الا استجاب اللّٰه عزوجل الا زانية تسعٰى بفرجها أو عشارا.

(رواه الطبراني وأحمد، الترغيب والترهيب ۳/۱۸۶)

''آدھی رات کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور منادی آواز لگاتا ہے کہ کیا کوئی پکارنے والا ہے جس کی دعا قبول کی جائے؟ کیا کوئی سائل ہے جسے نوازا جائے؟ کیا کوئی پریشان حال غمزدہ ہے جس کی پریشانی دور کی جائے؟ پس کوئی دعا مانگنے والا مسلمان باقی نہیں بچتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کی دُعا قبول فرماتا ہے سوائے اپنی شرمگاہ کو بدکاری میں لگانے والی زانیہ اور ظالمانہ ٹیکس وصول کرنے والے کے (کہ ان کی دُعا ایسے مقبول وقت میں بھی قبول نہیں ہوتی۔)''

اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ تین آدمیوں سے قیامت میں اللہ تعالیٰ نہ گفتگو کرے گا اور نہ انھیں گناہوں سے پاک کرے گا۔ (۱) بوڑھا زنا کار (۲) جھوٹا بادشاہ (۳) قلاش متکبر۔ (رواہ مسلم ۱/۷۱، شعب الایمان ۳/۳۶۰)

زنا کار آگ کے تنور میں

(۴) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ حضرات صحابہؓ سے اکثر پوچھا کرتے تھے کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرے۔ ایک مرتبہ خود آپ نے اپنا طویل

Marfat.com

خواب صبح کے وقت حضرات صحابہؓ سے بیان فرمایا کہ رات سوتے ہوئے خواب میں دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے ساتھ لے کر چلے۔ پھر کئی ایسے لوگوں پر گذر ہوا جنھیں طرح طرح کے عذاب دیئے جارہے تھے (پھر آپ نے فرمایا)

فأتينا على مثل التنور قال وأحسب أنه كان يقول فاذا فيه لغط وأصوات قال فاطلعنا فيه فاذا فيه رجال ونساء عراة فاذا هم ياتيهم لهب من أسفل منهم فاذا أتاهم ذلك اللهب ضوضوا.

پھر ہم تنور جیسی جگہ پر آئے۔ راوی کہتا ہے کہ غالباً آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اس تنور کے اندر سے چیخ و پکار کی آوازیں آرہی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ہم نے اس میں جھانکا تو اس میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں تھیں اور ان کے نیچے سے آگ کی لپٹ آرہی تھی، تو جب آگ کی لپٹ آتی تھی تو وہ شور مچاتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے ان بدنصیبوں کے بارے میں جاننا چاہا تو انھوں نے کہہ دیا کہ ابھی اور آگے چلیں۔ پھر سب مناظر دکھانے کے بعد ہر ایک کے بارے میں تعارف کرایا اور ان تنور والوں کے بارے میں کہا:

أما الرجال والنساء العراة الذين هم في مثل بناء التنور فانهم الزناة والواني، الخ (بخاری شریف ۲/۱۰۴۴)

”اور وہ ننگے مرد وعورت جو تنور جیسی آگ میں تھے وہ زنا کار مرد اور عورتیں تھیں۔“

شارحین حدیث لکھتے ہیں کہ زنا کاروں کی یہ فضیحت آمیز اور ذلت ناک سزا ان کے جرم کے عین مطابق ہے۔ اس لیے کہ (۱) زنا کار، لوگوں سے چھپ کر عموماً جرم کرتا ہے۔ اس کا تقاضا ہوا کہ اسے ننگا کر کے رسوا کیا جائے۔ (۲) زنا کار جسم کے نچلے حصہ سے گناہ کرتا ہے جس کا تقاضا ہوا کہ تنور میں ڈال کر نیچے سے آگ دھکائی جائے۔

(کرمانی، فتح الباری بحوالہ حاشیہ بخاری شریف حضرت نانوتویؒ ۲/۱۰۴۴)

Marfat.com

زنا کار، بدبودار

(۵) ایک اور حدیث میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طویل خواب کا ذکر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثم انطلق بی فاذا أنا بقوم أشد شیء انتفاخا وأنتنہ ریحا کان ریحھم المراحیض قلت من ھؤلاء؟ قال ھؤلاء الزانون.

(رواہ ابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحھما، الترغیب والترھیب ۳/۱۸۵)

''پھر مجھے لے جایا گیا تو میرا گذر ایسے لوگوں پر ہوا جو (سڑنے کی وجہ سے) بہت پھول چکے تھے اور ان سے نہایت سخت بدبو آرہی تھی گویا کہ پاخانوں کی بدبو ہو، میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جواب ملا کہ یہ زنا کار لوگ ہیں۔''

ایک روایت میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں بوڑھے زنا کار پر لعنت کرتی ہیں۔ اور بدکار عورتوں کی شرمگاہوں کی بدبو سے خود جہنمی بھی اذیت میں ہوں گے۔

(الترغیب والترھیب ۳/۱۹۰)

نیز ایک حدیث میں شراب پینے والوں کی سزا بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ انھیں ''نہر غوطہ'' سے پانی پلایا جائے گا۔ اور اس نہر کی حقیقت یہ بیان کی گئی:

نھر یجری من فروج المومسات یوذی أھل النار ریح فروجھم.

(رواہ احمد وغیرہ، الترغیب والترھیب ۳/۱۸۶)

یہ ایسی نہر ہے جو زنا کار عورتوں کی شرمگاہوں سے نکلی ہے جن کی شرمگاہوں کی بدبو خود اہل جہنم کے لیے بھی باعث اذیت ہوگی۔ (اعاذنا اللہ منہ)

زنا، موجب عذاب

(٦) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتی ہیں کہ

Marfat.com

آپ نے فرمایا:

لا تزال أمتي بخير مالم يفش فيهم ولدازنا، فاذا فشافهم ولدالزنا فاوشك ان يعمهم اللّٰه بعذاب. (مسند احمد ۶/۳۳۳)

میری امت اس وقت تک برابر خیر میں رہے گی، جب تک کہ ان میں حرام اولاد کی کثرت نہ ہواور جب ان میں حرام اولاد کی کثرت ہو جائے گی تو عنقریب اللہ تعالیٰ انھیں عمومی عذاب میں مبتلا کر دے گا۔

نیز ایک صحیح روایت میں یہ مضمون بھی وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بھی کسی قوم میں زنا کاری یا سود خوری کی کثرت ہو گی وہ اپنے آپ کو عذاب خداوندی کا مستحق بنالیں گے۔ (الترغیب والترہیب ۳/۱۹۱)

زنا موجب فقر وفاقہ

(۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں:

اذا ظهر الزنا ظهر الفقرو المسكنة. (فیض القدیر ۴/۱۸۲)

جب زنا کاری کی کثرت ہو جائے تو فقر ومحتاجگی عام ہو جائے گی۔

اور دوسری روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما ظهرت الفاحشة فی قوم قط يعمل بها فيهم علانية الا ظهر فيهم الطاعون والاوجاع التی لم تكن فی اسلافهم.

(الترغیب والترهیب ۳/۱۸۱)

"جب بھی کسی قوم میں برسر عام بے حیائی اور بدکاری کی کثرت ہو گی تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جائیں گی، جو ان سے پہلے لوگوں

Marfat.com

میں پائی نہ جاتی تھیں۔"

امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں ایک حدیث نقل کی ہے، جس میں فرمایا گیا **الزنا یورث الفقر،** (شعب الایمان ۴/۲۶۳) یعنی زنا فقر وفاقہ کا سبب ہے۔

ان احادیث کی صداقت آج بالکل عیاں ہے۔ بے حیائیوں اور بدکاریوں سے بھرپور مغربی اور مشرقی معاشرہ میں ایسے خطرناک اور لاعلاج بدترین امراض جنم لے چکے ہیں جن کا نام بھی آج تک کبھی نہیں سنا گیا تھا۔ اور فقر وفاقہ بالکل عیاں ہے۔ اس کا مطلب صرف یہی نہیں ہے کہ روزی روٹی کی پریشانی ہو، بلکہ فقر کا مطلب محتاجگی ہے۔ آج وہ بے حیا معاشرہ اپنے ہر کام میں پوری طرح دوسری چیزوں کا محتاج بن چکا ہے، کہیں بجلی کی احتیاج ہے، کہیں گیس کا احتیاج ہے، کہیں ملازم کی احتیاج ہے، کہیں وسائل کی احتیاج ہے۔ الغرض انسان اپنی لذتوں کے پیچھے خود اپنی ہی ضرورتوں میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ عمر، وقت اور مال ودولت میں برکت ختم ہے۔ اور بہترین صلاحیتیں لغو اور فضول کاموں میں ضائع ہو رہی ہیں۔

شرمگاہ کی حفاظت پر انعام

(۱) ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ سے چھ باتوں کی ضمانت لے لے، میں اس کے لیے جنت کی ضمانت لیتا ہوں، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ چھ باتیں کیا ہیں؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

من اذا حدث صدق، واذا وعد انجز، واذا ائتمن ادیٰ ومن غض بصره، وحفظ فرجه وكف يده اوقال نفسه. (شعب الایمان ۴/۳۶۵)

(۱) جو جب باتیں کرے تو سچ کہے (۲) جب وعدہ کرے تو پورا کرے (۳) جب امانت لے تو ادا کرے (۴) جو اپنی نگاہ نیچی رکھے (۵) جو اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے (۶) اور جو اپنے ہاتھ یا اپنی ذات کو (دوسروں کو اذیت دینے سے) روکے رکھے۔

Marfat.com

(۲) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا شباب قریش! احفظوا فروجکم ولا تزنوا ألا! من حفظ فرجه فله الجنة. (شعب الایمان ۴/۳۶۵)

اے قریش کے جوانو! اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھو اور زنا نہ کرو اچھی طرح سمجھ لو کہ جو شخص اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھ لے اس کے لیے جنت ہے۔

(۳) ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یافتیان قریش! لا تزنوا فانه من سلم اللّٰہ له شبابه دخل الجنة.

(شعب الایمان ۴/۳۶۵)

اے قریش کے جوانو! زنا نہ کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کی جوانی کو محفوظ کر دے وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

(۴) حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من حفظ ما بین لحییه وبین رجلیه دخل الجنة. (شعب الایمان ۴/۳۶۰)

جو شخص اس چیز کو محفوظ کرلے جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے (یعنی زبان) اور اس چیز کو محفوظ کرے جو دو پیروں کے درمیان ہے (یعنی شرمگاہ) وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

اسی طرح ایک روایت بخاری شریف میں حضرت سہل بن سعدؓ سے بھی مروی ہے جس میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مذکورہ دو چیزوں کی مجھ سے ضمانت لے لے میں اس کے لیے جنت کی ضمانت لیتا ہوں۔

(۵) ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات ایسے خوش نصیب لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جنھیں میدان محشر میں عرش خداوندی کے سایے میں بٹھایا جائے گا ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رجل دعته امرأه ذات منصب وجمال فقال انی اخاف اللّٰہ.

(مسلم شریف ۱/۳۳۱)

Marfat.com

ایسا شخص جسے کوئی عزت دار اور خوبصورت عورت بدکاری کے لیے بلائے اور وہ کہہ دے کہ مجھے اللہ سے ڈر لگ رہا ہے۔

زنا سے بچنے کی ایک عمدہ تدبیر

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا آپ مجھے زنا کی اجازت دے سکتے ہیں؟ اس کی یہ جسارت دیکھ کر مجلس میں بیٹھے لوگ شور مچانے لگے اور کہنے لگے کہ اسے اٹھاؤ (یہ کیا بک رہا ہے) مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اسے بیٹھے رہنے دو اور مجھ سے قریب کرو۔ جب وہ قریب ہوگیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا یہ کام تم اپنی ماں کے ساتھ اچھا سمجھتے ہو؟ تو اس نے کہا نہیں، میں آپ پر قربان، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی ماں کے ساتھ اسے اچھا نہیں سمجھتے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ اگر کوئی تمھاری بیٹی کے ساتھ ایسا کرے تو کیا تمھیں اچھا لگے گا؟ تو اس نے کہا ہرگز نہیں یارسول اللہ! تو آپ نے ارشاد فرمایا: اسی طرح لوگ اپنی بیٹی کے ساتھ اسے اچھا نہیں سمجھتے۔ پھر آپ نے اس کی بہن، پھوپھی اور خالہ وغیرہ کا ذکر کرکے اسی طرح سمجھایا تو اس کی سمجھ میں آگیا۔ اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے لیے دُعا فرمایئے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دُعائیہ کلمات ارشاد فرمائے:

اللّٰهم اغفر ذنبه ...... قلبه وحصن فرجه.

اے اللہ اس کے گناہ معاف فرما، اس کا دل پاک فرما اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔

راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اس نوجوان کا یہ حال ہوگیا تھا کہ اس کی نگاہ کسی بدعملی کی طرف اُٹھتی ہی نہ تھی۔ (شعب الایمان ۴/۳۶۲)

اس واقعہ میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدکاری سے بچنے کی ایک ایسی عمدہ تدبیر امت کو بتلائی ہے کہ جو بھی بُرائی کرنے والا ایک لمحہ کے لیے بھی اس بارے میں سوچ

Marfat.com

لے تو وہ اپنے غلط ارادے سے باز آ سکتا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ جس عورت سے بدکاری کا ارادہ ہوگا وہ کسی کی بہن، بیٹی یا ماں ضرور ہوگی اور جس طرح آدمی خود اپنی ماں بہنوں کے ساتھ یہ جرم گوارا نہیں کرتا اسے سوچنا چاہیے کہ دوسرے لوگ اسے کیونکر گوارہ کریں گے؟

یہ قرب قیامت کی علامت ہے

آج جو ہر طرف بے حیائیوں اور عریانیت کا سیلاب آ رہا ہے۔ اس کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی اپنی امت کو آگاہ فرما چکے ہیں تا کہ امت ان فواحش سے بچنے کی فکر کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

لا تقوم الساعة حتّٰی یتسافدالناس فی الفرق کما تتسافد الدواب یستغنی الرجال بالرجال والنساء بالنساء. (کتاب الفتن للمروزیؒ ۳۹۰)

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ لوگ جانوروں کی طرح راستوں میں (برسرعام) جماع کریں گے اور مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے اپنی خواہش پوری کریں گی۔

اور ایک دوسری موقوف روایت کا مضمون ہے:

تقوم الساعة علٰی شرار الناس لا یأمرون بمعروف ولا ینهون عن منکر یتهارجون کما تهارج الحمر، اخذ رجل بیدامرأة فخلابها فقضٰی حاجتهٔ منها ثم رجع الیهم یضحکون الیه ویضحک الیهم. (کتاب الفتن ۳۹۵)

قیامت ایسے بدترینِ خلائق لوگوں پر قائم ہوگی جو نہ تو اچھی بات کا حکم کرنے والے ہوں گے اور نہ بُرائی پر روک ٹوک کرنے والے ہوں گے وہ گدھوں کی طرح (برسرعام) شہوت رانی کریں گے۔ ایک آدمی کسی عورت کا ہاتھ پکڑ کر تنہائی میں لے جائے گا اور اس سے قضائے شہوت کر کے پھر لوگوں کے سامنے لوٹے گا جبکہ وہ اسے دیکھ کر ہنستے ہوں گے۔ اور

Marfat.com

یہ انھیں دیکھ کر ہنستا ہوگا۔

یعنی شرم وحیا کا بالکل جنازہ نکل جائے گا۔زنا کاری موجب عار نہ رہے گی اور اس معاملہ میں انسان اور جانوروں میں تمیز ختم ہو جائے گی۔آج یہ نبوی پیش گوئیاں حرف بحرف پوری ہوتی نظر آ رہی ہیں۔مغربی ممالک کا تو کہنا ہی کیا،مشرقی اقدار کے محافظ کہلائے جانے والے ممالک، یہاں تک کہ بعض مسلم ممالک میں بھی ایسے حیا سوز مناظر اب کثرت سے نظر آنے لگے ہیں۔اب ڈسکو ڈانس کے نام پر،تہذیب وثقافت کے نام پر اور کھیل کود کے نام پر صنف نازک کا استحصال عام ہے۔

ٹیلی ویژن کے عالمی پروگرام جن تک رسائی اب کسی جگہ،کسی کے لیے بھی مشکل نہیں رہی ہے،خاص طور سے زنا کاری کی تعلیم وتبلیغ میں ہمہ تن مشغول ہیں۔اب زنا کاری کے فروغ کے لیے باقاعدہ عالمی کانفرنسیں ہوتی ہیں،جن کی تمام تر تجاویز کا لب لباب صرف اور صرف یہی نکتہ ہوتا ہے کہ کیسے اور کس طرح مرد وعورت کے درمیان ناجائز تعلقات کی رکاوٹیں دور کی جائیں۔زنا کاری کی ایک بڑی رکاوٹ شرم وحیا کا فطری انسانی جذبہ تھا،اس کو تو مغربی تہذیب نے بالکل مردہ کر ہی دیا تھا،دوسری بڑی رکاوٹ عورت کے لیے ناجائز بچہ کی ذلت ہے اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے آج مانع حمل اشیاء ہر جگہ عام کر دی گئیں۔اور اسقاط حمل کے انتظامات شہر در شہر کر دیئے گئے تاکہ یہ شیطانیت اور بہیمیت بے خوف وخطر پروان چڑھے اور ذلت ورسوائی کے اندیشے سے بے پرواہو کر جانوروں کی طرح انسان بھی شہوت رانی کرتے پھریں۔اللھم احفظنا منه.

ایسے پرخطر اور پرفتن ماحول میں ہر مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ غیروں کی دیکھا دیکھی اپنی انسانیت اور شرم وحیا کو داؤ پر نہ لگائے۔بلکہ اس کی بھرپور حفاظت کرے اور گھر کے افراد کی نقل وحرکت پر پوری نگاہ رکھے۔اور شیطانیت کے مبلغ اعظم ''ٹیلی ویژن'' کے زہریلے جراثیم سے اپنے ایمانی ماحول کو گندا اور نجس نہ ہونے دے۔اس کے بغیر اللہ تعالیٰ سے شرم وحیا کا جذبہ اور تقاضا ہرگز پورا نہیں ہوسکتا۔اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے ہر مسلمان کو اپنی شرمگاہ کی کامل حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

Marfat.com

نظروں کی حفاظت ضروری ہے

شرعی طور پر ایمان کی حفاظت کا ایک نہایت ہی اہم عنصر اپنی آنکھوں کو گناہوں سے محفوظ رکھنا ہے، آنکھوں کی ذراسی بے احتیاطی انسان کو بڑے بڑے سنگین گناہوں میں مبتلا کر دیتی ہے، آج جو دنیا میں فحاشی اور بے حیائی کا دور دورہ ہے اس کی سب سے بڑی وجہ بدنظری اور نظر کی بے احتیاطی ہے۔ شیطان انسان کے ہاتھ میں بدنظری کا ہتھیار دے کر پوری طرح مطمئن ہو چکا ہے، اب اسے کسی بھی طاغوتی منصوبہ کر بروئے کار لانے میں زیادہ جدوجہد نہیں کرنی پڑتی، یہ بدنظری خود بخود اس کی آرزوؤں کی خاطر خواہ تکمیل کر دیتی ہے، نظر کی حفاظت میں کوتاہی بے شرمی کی بنیاد، فتنہ وفساد کا موثر ذریعہ اور منکرات ومعاصی کا سب سے بڑا محرک ہے۔

تجربہ اور تحقیق سے بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آج کم از کم ۷۰ فیصد جرائم اور فحاشیاں محض اس بنیاد پر دنیا میں وقوع پذیر ہوتی ہیں کہ ان کی باقاعدہ تربیت سینما ہالوں، ٹی وی پروگراموں اور ویڈیو کیسٹوں کے ذریعہ دی جاتی ہے۔ ان شیطانی آلات کے فروغ نے مکرم ومحترم رشتوں کی آنکھوں سے حیا اور شرم کا پانی نیست ونابود کر دیا۔ باعزت گھرانوں کا معاشرتی وقار خاک میں مل گیا، اچھے اچھے دینداروں کی شرافت داغ دار ہوگئی، اسی بدنظری کی پاداش میں بلند وبالا ورع وتقویٰ کے میناروں میں دراڑیں پڑ گئیں اور ذراسی بداحتیاطی نے زندگی بھر کی نیک نامیوں پر بٹہ لگا دیا۔

اس بدترین گناہ کی سنگینی اور خطرناکی کو محسوس کرتے ہوئے اسلامی شریعت نے بدنظری کے ہر دروازہ کو بند کرنے پر نہایت زور دیا ہے، قرآن کریم کے احکامات اور احادیث طیبہ کی روشن ہدایات اس سلسلہ میں ہماری بھرپور رہنمائی کرتی ہیں۔

قرآن کریم میں فرمایا گیا:

"قل للمومنین یغضون من ابصارهم و یحفظوا فروجهم، ذلک ازکیٰ لهم". (النور، ۱۸)

"آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی

Marfat.com

شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے"۔

اسی طرح کی ہدایت مسلمان عورتوں کو بھی خصوصیت کے ساتھ دی گئی ہے، اور انہیں پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنے اعضاء زینت کو فتنہ کے مواقع پر ظاہر نہ کریں (النور، ۳۱) نیز "سورہ احزاب" کی آیات میں جو پردہ کے احکامات دیئے گئے ہیں وہ بھی بدنظری کے سد باب کے لئے احتیاطی تدابیر کی حیثیت رکھتے ہیں، اسلامی شریعت نے ان تدابیر کو وجوب کا درجہ دے کر اپنی جامعیت اور صحیح معنی میں عمل مزہب ہونے کا مظاہرہ کیا ہے، اسلام برائیوں کو جڑا کھاڑ پھینکنے کا عزم رکھتا ہے، اور اس کے لئے اسی انداز میں تدبیریں بھی کرتا ہے، آج کل کے نام نہاد، مہذب سماج کی طرح نہیں، کہ جو انسداد فحاشی کی غلاظتوں میں ملوث ہے، دنیا میں اسلام سے بڑھ کر کوئی مذہب بے حیائیوں پر روک لگانے والا نہیں ہے۔ قرآن وسنت میں محاشی کی بنیاد (جہاں سے یہ بیماری جڑ پکڑتی ہے) یعنی آنکھ کی بے احتیاطی کو سختی سے قابو میں کرنے کی تلقین کی گئی ہے، یہ ایسی بنیاد ہے کہ اگر صرف اس پر ہی قابو پالیا جائے تو ساری بے حیائیاں دنیا سے رخصت ہو سکتی ہیں۔

بعض احادیث شریفہ

یہی وجہ ہے کہ نبی آخر زمان محمد مصطفیٰ ﷺ نے نظر کو شیطان کا زہریلا تیر قرار دیا ہے۔

ارشاد نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"النظرة سهم مسموم من سهام ابليس من تركها من مخافتي ابدلته ايمانا يجد حلاوته في قلبه".

"نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، جو اسے میرے خوف سے چھوڑ دے تو میں اس کے عوض اسے ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا"۔

(الترغیب والترہیب، ج ۳، ص ۲۳، عن عبداللہ بن مسعود)

ایک دوسری حدیث میں جناب رسول اللہ نے امت کو سختی سے متنبہ فرمایا:

"لتغضن ابصاركم ولتحفظن فروجكم او ليكسفن الله

Marfat.com

وجوهکم"۔

اپنی نظریں نیچی رکھو اور شرم گاہوں کی حفاظت کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو بے نور بنا دے گا"۔ (الترغیب والترہیب، ج ۳، ص ۲۵، عن ابی امامۃ)

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اگر اچانک کسی (اجنبی) عورت پر نظر پڑ جائے تو کیا کریں؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ فوراً وہاں سے نظریں ہٹالو۔

(مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۲۶۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے یہ نصیحت فرمائی تھی کہ علی! ایک مرتبہ بلا ارادہ دیکھنے کے بعد دوسری مرتبہ (اجنبی عورت کو) دیکھنے کا ارادہ مت کرنا، اس لئے کہ پہلی (بلا ارادہ) نظر تو معاف ہے مگر دوسری مرتبہ دیکھنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۲۶۹)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ آنحضرت ﷺ سے مرسلاً روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس شخص پر جو قصداً (بلا عذر کسی کے ستر کو یا اجنبی عورت کو) دیکھنے والا ہو۔ اور وہ بھی ملعون ہے جسے (بلا عذر و اضطرار) دیکھا جائے (مثلاً مرد ستر کھول کر گھومے یا عورت بے پردہ پھرے)۔ (مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۲۷۰)

ان پاک ارشادات سے بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ شریعت کی نظر میں نگاہ کی حفاظت پر کس قدر زور دیا گیا ہے۔

پردہ کے احکامات

اسی بنا پر اسلامی فقہ میں پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ پردہ اور حجاب کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ تاکہ ان کو پیش نظر رکھ کر انسان ہر اعتبار سے اپنی نظر کو جہنم کا ایندھن بنانے سے محفوظ رکھ سکے، حکیم الامت حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے "اصلاح الرسوم" میں پردہ کے احکامات کا خلاصہ بیان فرمایا جس کی تلخیص درج ذیل ہے۔

مرد کے لئے ناف سے گھٹنے کے نیچے تک مردوں اور عورتوں سے بدن چھپانا

Marfat.com

فرض ہے، سوائے اپنی بیوی کے کہ اس سے کوئی عضو چھپانا ضروری نہیں، گو بلا ضرورت اسے بھی بدن دکھانا خلاف اولیٰ ہے۔

عورت کو دوسری (مسلمان) عورت کے سامنے ناف سے گھٹنے تک بدن کھولنا جائز نہیں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بعض عورتیں (خصوصاً دیہاتوں میں) دوسری عورتوں کے سامنے ننگی بیٹھ جاتی ہیں، یہ بالکل گناہ ہے۔

عورت کو اپنے شرعی محرم کے سامنے ناف سے گھٹنے تک اور کمر اور پیٹ کھولنا حرام ہے، البتہ سر، چہرہ، بازو اور پنڈلی کھولنا گناہ نہیں ہے، گو بعض اعضاء کا بلا ضرورت کھولنا مناسب بھی نہیں۔ اور شرعی محرم وہ ہے جس سے عمر بھر کسی طرح نکاح صحیح ہونے کا احتمال نہ ہو، جیسے باپ، بیٹا، حقیقی بھائی، علاتی (باپ شریک) بھائی، اخیافی (ماں شریک) بھائی، ان بھائیوں کی اولادیں، اسی طرح انہیں تینوں طرح کی بہنوں کی اولاد اور انہی جیسے رشتہ دار جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے اور جس سے عمر میں کبھی بھی نکاح صحیح ہونے کا احتمال ہو وہ شرعاً محرم نہیں بلکہ نامحرم ہے۔ اور شریعت میں جو حکم محض اجنبی اور غیر آدمی کا ہے، وہی حکم ان کا بھی ہے، اگرچہ ان کے ساتھ قرابت کا رشتہ بھی ہو، جیسے چچازاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد اور ماموں زاد بھائی یا دیور یا بہنوئی یا نندوئی وغیرہ یہ سب نامحرم ہیں، اور ان سے وہی پرہیز ہے جو نامحرموں سے ہوتا ہے، بلکہ چونکہ ایسے موقعوں پر فتنہ کا واقع ہونا سہل ہے اس لئے اور زیادہ احتیاط کا حکم ہے۔

جو شرعاً نامحرم ہو اس کے سامنے سر اور بازو اور پنڈلی وغیرہ بھی کھولنا حرام ہے، اور اگر سخت مجبوری ہو مثلاً عورت کو ضروری کاروبار کے لئے گھر سے باہر نکلنا پڑتا ہو، یا کوئی رشتہ دار کثرت سے گھر میں آتا جاتا ہو، اور گھر میں تنگی کی بنا پر ہر وقت پردہ نہیں رکھا جا سکتا، صرف ایسی حالت میں جائز ہے کہ اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ کلائی کے جوڑ تک اور پیر ٹخنے کے نیچے تک کھولے رکھے، اس کے علاوہ اور کسی حصہ بدن کا کھولنا جائز نہ ہوگا۔ لہٰذا ایسی عورتوں پر لازم ہے کہ سر کو خوب ڈھانکیں، کرتہ بڑی آستین کا پہنیں، پاجامہ غرارہ دار نہ پہنیں، اور کلائی اور ٹخنے نہ کھلنے دیں۔

Marfat.com

جس عضو کو ظاہر کرنا جائز نہیں (جس کی تفصیل ابھی گزری) اس کو مطلقاً دیکھنا حرام ہے گو شہوت بالکل نہ ہو، اور جس عضو کو دیکھنا اور اس پر نظر کرنا جائز ہے اس میں قید ہے کہ شہوت کا نہ ہو، اگر ذرا سا شک بھی ہو تو اس وقت دیکھنا حرام ہے، اب یہاں سمجھئے کہ بوڑھی عورت جس کی طرف اصلاً رغبت کا احتمال نہ ہو اور چہرہ دیکھنا جائز ہوگا۔ مگر سر اور بازو وغیرہ دیکھنا جائز نہ ہوگا۔ ایسی عورتیں گھروں میں اس کی احتیاط نہیں کرتیں، اور اپنے نامحرم رشتہ داروں کے سامنے ننگے سر اور بے آستین کا کرتہ پہنے بیٹھی رہتی ہیں، اور خود بھی گناہ گار ہوتی ہیں اور مردوں کو بھی گناہ گار کرتی ہیں۔

جس عضو کا دیکھنا حرام ہے، اگر علاج کی ضرورت سے اس کی طرف دیکھا جائے تو یہ جائز ہے، مگر شرط یہ ہے کہ نظر اس جگہ سے آگے نہ بڑھائے۔

نامحرم مرد کے ساتھ عورت کا تنہا مکان میں رہنا حرام ہے، اسی طرح اگر تنہائی نہ ہو بلکہ دوسری عورت موجود ہو مگر وہ بھی نامحرم ہو تب بھی مرد کا مکان میں ہونا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر اس عورت کا محرم یا شوہر اس مرد کی کوئی محرم یا بیوی بھی اس مکان میں ہو تو مضائقہ نہیں (مگر فتنہ سے محفوظ ہونا یہاں بھی شرط ہے، از مرتب)

نامحرم مرد و عورت میں باہم کلامی بھی بلا ضرورت ممنوع ہے، اور ضرورت کے وقت بھی فضول باتیں نہ کرنے، نہ ہنسے نہ مذاق کی کوئی بات کرے، حتیٰ کہ لہجہ کو نرم بھی نہ کرے۔ مرد کے گانے کی آواز عورت کو اور عورت کے گانے کی آواز مرد کو سننا ممنوع ہے۔

حضرات فقہاء نے نوجوان نامحرم عورت کو سلام کرنے کا اس کا سلام لینے سے منع کیا ہے۔

نامحرم عورت کا جھوٹا مرد کے لئے اور نامحرم مرد کا جھوٹا عورت کے لئے استعمال کرنا مکروہ ہے، جبکہ دل میں لذت پیدا ہونے کا احتمال ہو۔

اگر نامحرم کا لباس وغیرہ دیکھ کر طبیعت میں میلان پیدا ہوتا ہو تو اس کا بھی دیکھنا حرام ہے۔

ایسی نابالغ لڑکی جس کی طرف رغبت ہو اس کا حکم بالغہ عورتوں کے مانند ہے۔

Marfat.com

جس طرح بری نیت سے نامحرم کی طرف نظر کرنا، اس کی آواز سننا، اس سے بولنا اور چھونا حرام ہے، اسی طرح اس کا خیال دل میں جمانا اور اس سے لذت لینا بھی حرام ہے اور یہ قلب کا زنا ہے۔

اس طرح نامحرم کا ذکر کرنا یا ذکر سننا یا فوٹو دیکھنا یا خط و کتابت کرنا غرض جس ذریعہ سے بھی خیالات فاسدہ پیدا ہوتے ہوں وہ سب حرام ہیں۔

جس طرح مرد کو اجازت نہیں کہ نامحرم عورت کو بلاضرورت دیکھے بھالے اسی طرح عورت کو بھی جائز نہیں ہے بلاضرورت نامحرم کو جھانکے، اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کی یہ عادت کہ تقریبات میں دولہا کو یا بارات کو جھانک جھانک کر دیکھتی ہیں، بری بات ہے۔

ایسا باریک کپڑا پہننا جس میں بدن جھلکتا ہو وہ مثل ننگے ہونے کے ہے۔ احادیث میں اس کی مذمت آئی ہے۔

مرد کو غیر عورت سے بدن دبوانا جائز نہیں ہے۔

بجنے والا ایسا زیور جس کی آواز نامحرم تک جائے، یا ایسی خوشبو جس کی مہک غیر محرم کے دماغ تک پہنچے استعمال کرنا عورتوں کا جائز نہیں، یہ بھی بے پردگی میں داخل ہے، اور جو زیور خود نہ بجتا ہو مگر دوسری چیز سے لگ کر آواز دیتا ہوں اس میں یہ احتیاط واجب ہے کہ پاؤں زمین پر آہستہ رکھے تاکہ افشاء نہ ہو۔

چھوٹی بچی کو بھی بجنے والا زیور نہ پہنایا جائے۔

نامحرم پیر کے سامنے بھی بے پردہ ہونا حرام ہے۔

امرد یعنی بے داڑھی والا (خوبصورت اور پرکشش) لڑکا بھی بعض احکام میں اجنبی عورت کے مانند ہے، یعنی اندیشہ شہوت کے وقت اس کی طرف نظر کرنا، اس سے مصافحہ یا معانقہ کرنا، اس کے پاس تنہائی میں بیٹھنا، اس سے گانا سننا، یا اس کے سامنے گانا سننا، اس سے بدن دبوانا، اس سے بہت پیار اور اخلاص سے باتیں کرنا یہ سب حرام ہیں۔

سفر میں اگر کوئی مرد محرم (یا شوہر) ساتھ نہ ہو تو عورت کو سفر کرنا حرام ہے۔

بعضے لوگ جوان لڑکیوں (یا قریب البلوغ بچیوں) کو نابینا یا بینا مردوں سے بے

Marfat.com

پردہ پڑھواتے ہیں، یہ بالکل خلاف شریعت ہے۔ (ملخص از اصلاح الرسوم، ص ۵۵ تا ۵۷، بتغیر الفاظ)

یہ سب مسائل قرآن و حدیث کی واضح نصوص سے مستنبط ہیں، اور اصلاح الرسوم میں حاشیہ پر ان کے فقہی حوالے بھی درج ہیں، ان میں سے ہر ہر مسئلہ کو پڑھ کر ہمیں سوچنا چاہیے کہ آج ہمارے گھرانے میں ان پر کتنا عمل ہوتا ہے اور کتنا خلاف ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت پر کامل طور پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

باریک اور چست لباس بھی ممنوع ہے

پردہ کے احکامات میں یہ بھی ہے کہ مرد و عورت ایسا لباس نہ پہنا کریں جس سے اعضاء مستورہ کی ہیئت بجائے چھپنے کے اور ابھر کر آجائے۔ آنحضرت ﷺ نے جہنم میں جانے والی بعض عورتوں کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ وہ لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔

(مسلم شریف، ج ۲، ص ۲۰۵)

اور اس جملہ کی تفسیر میں شارحین حدیث فرماتے ہیں کہ اس سے یا ایسا لباس مراد ہے جو پوری طرح ساتر نہ ہو اور یا ایسا باریک لباس مراد ہے جو بدن کی رنگت (اور ہیئت) کو نہ چھپا سکے۔ (نووی علی مسلم ج ۲، ص ۲۰۵) طبرانی میں مشہور صحابی حضرت جریر بن عبداللہ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے:

"ان الرجل لیلبس وھو عار یعنی الثیاب الرقاق".

"آدمی ایسا لباس پہنتا ہے جسے پہننے کے باوجود وہ بے لباس رہتا ہے (یعنی باریک کپڑے جو ساتر نہ ہوں)"۔

(اللباس والزینة من السنة المطهرة، ۵۸۰)

آج کل نئے فیشن میں یہ دونوں باتیں کثرت سے رائج ہو گئی ہیں، یا تو ایسے باریک لباس پہنے جاتے ہیں جن سے بدن پوری طرح جھلکتا ہے یا پھر ایسے چست لباس استعمال کئے جاتے ہیں جو بدن کی ہیئت ابھار دیتے ہیں، یہ طرز لباس مرد و عورت دونوں کے لئے باعث شرم اور طبعی غیرت کے خلاف ہے، جب سے جینز (کسی ہوئی پینٹ) اور ٹی شرٹ کا بے ہودہ فیشن چلا ہے یہ بے غیرتی بالکل عام ہو گئی ہے، نوجوان لڑکیاں اور لڑکے

Marfat.com

برسرعام اس بے حیائی لباس کو پہن کر بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہیں، مگر ہمیں احساس بھی نہیں ہوتا، جب کہ اللہ سے شرم کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ ہم خود بھی ان بے حیائیوں سے بچیں اور اپنے گھر والوں کو بھی ان سے بچانے کی کوشش کریں۔

تنہائی میں بلاضرورت ستر نہ کھولیں

اللہ تعالیٰ سے شرم وحیاء کا تقاضا یہ ہے کہ ہم تنہائی کی حالت میں بھی حتی الامکان اپنے ستر کو چھپانے کا اہتمام کریں۔

حضرت بہز بن حکیم اپنے دادا کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ ''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اپنا ستر کس سے چھپائیں؟ اور کس سے نہ چھپائیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بیوی اور باندی کے علاوہ سب سے چھپاؤ'' پھر ان صحابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اگر ہمارے ساتھ دوسرے لوگ بھی رہتے ہوں تو کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ''جہاں تک ممکن ہو کوشش کرو کہ تمہارے ستر پر کسی کی نظر نہ پڑ سکے'' پھر انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! اگر ہم تنہا ہوں تو کیا کریں؟ اس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''فاللہ احق ان یستحیی منہ من الناس''.

''تو لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ اس کا مستحق ہے کہ اس سے حیاء کی جائے''۔

(شعب الایمان، ج ٦، ص ١٥١)

امام بیہقی اس جملہ کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ ''اس بات سے شرم کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ستر پر نظر کرتے ہوئے نہ دیکھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سے تو کوئی شے، کسی جگہ بھی مخفی نہیں ہے، اس اعتبار سے گویا کہ ستر پوشی کو چھوڑ دینا اللہ کے سامنے بے حیائی ہے اور ستر کا اہتمام رکھنا ہی حیا ہے۔ (شعب الایمان، ج ٢، ص ١٥١)

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ تقریر کے دوران یہ نصیحت فرمائی:

''یا معشر المسلمین استحیوا من اللہ فو الذی نفسی بیدہ انی لاظل حین اذھب الی البغائط فی الفضاء متقنعا بشوبی

Marfat.com

استحیاء من اللہ عزوجل".

"اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے شرم کیا کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں جب قضاء حاجت کے لئے صحراء میں جاتا ہوں تو اللہ تعالیٰ سے شرم کی وجہ سے اپنے کپڑے لپیٹ کر جاتا ہوں (یعنی حتی الامکان ستر پوشی کا اہتمام کرتا ہوں)"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مشہور صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سوتے وقت (لنگی کے نیچے) نیکر پہن کر لیٹتے تھے کہ کہیں سونے کی حالت میں ان کا ستر نہ کھل جائے۔ (شعب الایمان، ج۶، ص۵۴)

اسی طرح ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی یہ ہدایت فرمائی:

"ان اللّٰہ حیی ستیر، فاذا اراد احدکم ان یغتسل فلیتوار بشیء". (شعب الایمان ۶/۱۶۱)

"اللہ تعالیٰ حیا کرنے والا اور ستر پوشی کو پسند کرنے والا ہے اس لئے جب تم میں سے کوئی غسل کا ارادہ کرے تو کسی چیز سے آڑ کر لے"۔

یہ ہدایات ہم سب کے لئے لائق توجہ ہیں، آج کل عموماً تنہائیوں میں ستر کا اہتمام نہیں رہتا، حتیٰ کہ گھروں کے باہر سڑکوں پر لگے ہوئے نلوں اور پانی کی ٹنکیوں پر بڑی بڑی عمر کے لوگ ستر کا اہتمام کئے بغیر غسل کرتے نظر آتے ہیں، نیز نہروں اور دریا کے ساحلوں پر تو اس طرح کی بے حیائیوں کے مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں، تو غور فرمایئے کہ جب ہماری شریعت تنہائی میں بھی ضرورت سے زائد ستر کھولنے سے منع کرتی ہے تو بھلا عوامی جگہوں پر اس بے حیائی اور بے غیرتی کے مظاہرہ کی کہاں اجازت ہو سکتی ہے؟

میاں بیوی بھی ستر کا خیال رکھیں

اسلامی تعلیم یہ ہے کہ زوجین بھی آپس میں بالکل بے شرم نہ ہو جایا کریں بلکہ حتی الامکان ستر کا خیال رکھا کریں۔ چنانچہ ایک مرسل روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ کا یہ مبارک ارشاد نقل فرماتے ہیں:

اذا اتیٰ احدکم اھلہٗ فلیستتر ولا یتجردانِ تجرّد العِیرَینِ.

''جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے تو حتی الامکان ستر پوشی کرے اور جانوروں کی طرح بالکل ننگے نہ ہوجایا کریں''۔

(شعب الایمان، ج۶، ص۱۶۳)

معلوم ہوا کہ حیا کا تقاضا یہ ہے کہ میاں بیوی بھی ایک دوسرے کے ستر کو نہ دیکھیں، سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پوری زندگی نہ میں نے آنحضرت ﷺ کا ستر دیکھا، نہ آپ نے میرا دیکھا، اس لئے ہمیں اس بات کا خاص لحاظ رکھ کر شرم وحیا کا ثبوت دینا چاہیے، والدین کے اعمال واخلاق کا اولاد پر اثر پڑتا ہے، اگر ہم شرم وحیا کے تقاضوں پر عمل پیرا ہوں گے تو ہماری اولاد بھی انہیں صفات وخصائل کی حامل ہو گی اور اگر ہم شرم وحیا کا خیال نہ رکھیں گے تو اولاد میں بھی اسی طرح کے خراب جراثیم سرایت کر جائیں گے، آج ٹیلی ویژن کے پردے پر ننگے اور انسانیت سے گرے ہوئے مناظر دیکھ کر ہمارے معاشرے میں ان کی نقل اتارنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس کا بالکل لحاظ نہیں رکھا جاتا کہ ہمارا رب اور ہمارا خالق و مالک تنہائیوں میں بھی ہمارے اعمال سے پوری طرح واقف ہے، وہ اس بدترین حالت میں ہمیں دیکھے گا تو اسے کس قدر ناگوار گزرے گا، اس لئے اللہ سے شرم کرنی ضروری ہے، یہ شرم کا جذبہ ہی ہمیں بری باتوں سے بچا سکتا ہے۔

علاوہ ازیں ستر پوشی میں لاپرواہی کا ایک اور نقصان حضرات فقہاء نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی پر بھول اور نسیان کا غلبہ ہوجاتا ہے اور ضروری باتیں بھی اسے یاد نہیں رہتیں، علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ بھول کا مرض پیدا کرنے والی چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی اپنی شرم گاہ سے کھیل کرے اور اس کی طرف دیکھے۔

(شامی، ج۱، ص۲۲۵، کتاب الطہارۃ مطلب ستۃ تورث النسیان)

بہرحال نظر سے صادر ہونے والی نامناسب باتوں میں سے اپنے ستر پر بلا

Marfat.com

ضرورت نظر کرنا بھی ہے جس سے نظر کو محفوظ رکھنا چاہیے۔

میاں بیوی اپنا راز بیان نہ کریں

اسی طرح یہ بھی بڑی بے شرمی اور بے غیرتی کی بات ہے کہ میاں بیوی اپنے راز کو اپنے دوستوں اور سہیلیوں سے بیان کریں، ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ان من شر الناس عند اللّٰہ منزلۃ یوم القیامۃ الرجل یفضی الی امراتہ و تفضی الیہ ثم ینشر احدھما سر صاحبہ".

"قیامت کے روز اللہ کی نظر میں لوگوں میں سب سے بدترین مرتبہ پروہ شخص ہوگا جو اپنی بیوی کے پاس جائے اور اس کی بیوی اس کے پاس آئے پھر ان میں سے ایک اپنے ساتھی کا راز (دوسرے کے سامنے) فاش کردے"۔

(رواہ مسلم، ج۱، ص ۴۶۳، عن ابی سعید الخدری وابوداؤد وغیرہما، الترغیب والترہیب، ج۳، ص۶۱)

حضرت اسماء بنت یزید فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں دوسرے مردوں اور عورتوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھی کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ممکن ہے کہ کوئی مرد اپنی بیوی کے ساتھ کئے جانے والے فعل کو بیان کرتا ہو اور کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ کئے جانے والے کام کی دوسروں کو خبر دیتی ہو۔ آپ کا یہ ارشاد سن کر اور لوگ تو خاموش رہے، مگر میں نے عرض کیا کہ جی ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ! مرد بھی ایسا کرتے ہیں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فلا تفعلوا، فانما مثل ذٰلک مثل شیطان لقی شیطانۃ فغشیھا والناس ینظرون".

"تو ایسا نہ کیا کرو، اس لئے کہ یہ کام ایسا ہی ہے جیسے کوئی شیطان (برسرعام) کسی چڑیل سے جماع کرے اور لوگ اسے دیکھ رہے ہوں"۔

اسلام بے حیائیوں کی باتیں پھیلانے سے روکتا ہے، زوجین کا اپنا راز عام

Marfat.com

لوگوں میں بیان کرنا بدترین قسم کی بے حیائی ہے، اور اللہ رب العزت سے شرم وحیا کے قطعاً خلاف ہے اس لئے ہمیں اس بدترین فعل سے بھی احتراز کرنا چاہیے، بالخصوص تو بیاہتے جوڑے اس ہدایت کا خیال رکھیں، اس لئے کہ بگڑے ہوئے معاشرہ میں زیادہ تر انہیں ہی اپنے راز بیان کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ احادیث سے معلوم ہو گیا کہ یہ بیان کرنا اور بیان پر مجبور کرنا سب بدترین گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین

کان کی حفاظت

اللہ تبارک وتعالیٰ سے شرم وحیا کا ایک اہم تقاضا یہ بھی ہے کہ انسان اپنے کانوں کو غلط آواز سننے سے محفوظ رکھے۔ ان غلط آوازوں میں اللہ کے نزدیک سب سے بدترین آواز گانے بجانے کی آواز ہے۔ قرآن کریم میں اسے ''شیطان کی آواز، بیکار بات، لہو لعب کی چیز'' قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی درج ذیل تین آیات سے گانے کا ممنوع ہونا معلوم ہوتا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ شیطان کو جواب دیتے ہوئے بطور تنبیہ فرماتا ہے:

واستفززْ من استطعت منهم بصوتک. (اسراء: ۶۴)

''اور گھبرا لے تو ان میں جس کو تو گھبرا سکے اپنی آواز سے۔''

یہاں بعض مفسرین نے آواز سے باجا گانا مراد لیا ہے۔ نقلہ القرطبی عن مجاهد والضحاک. (۱۶۹/۵)

(۲) ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل اللّٰه بغیر علمٍ ویتّخذها هزوًا ط اولٰئک لهم عذاب مهین.

(لقمان:۶)

Marfat.com

"اور ایک وہ لوگ ہیں جو خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تاکہ بچلائیں (گمراہ کریں) اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہرائیں اس کو ہنسی، وہ جو ہیں ان کو ذلت کا عذاب ہے۔"

اس آیت میں کھیل کی باتوں سے وہ سب چیزیں مراد ہیں جو اللہ کی یاد سے ہٹانے والی ہوں مثلاً فضول قصہ گوئی، ہنسی مذاق کی باتیں، واہیات مشغلے اور گانے بجانے وغیرہ۔ روایات میں آتا ہے کہ نضر بن حارث جو مکہ کا ایک سردار تھا وہ گانے بجانے والی باندیوں کو خرید لاتا اور اس سے گانے سنوا کر لوگوں کو قرآن سے روکتا تھا۔ (قرطبی ۷/۴۹)

"وتضحكون ولا تبكون، و انتم سامدون". (النجم، ۲۰، ۲۱)

"اور ہنستے ہو، روتے نہیں اور تم کھلاڑیاں کرتے ہو"۔

اس آیت میں کھلاڑیاں کرنے سے مراد بعض مفسرین نے گانا بجانا لیا ہے"۔

(حاشیہ الجمل، ج ۴، ص ۲۴۰، تفسیر ابو السعود ج ۸، ص ۱۶۶)

احادیث شریفہ میں گانے کی حرمت

اسی طرح احادیث طیبہ میں بھی گانے بجانے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے:

"صوتان ملعونان في الدنيا والآخرة مزمار عند نعمة ورنة عند مصيبة".

"دو آوازیں دنیا اور آخرت میں قابل لعنت ہیں، ایک خوشی کے وقت میوزک کی آواز، دوسرے مصیبت کے وقت بین کرنے کی آواز"۔

(الترغیب والترھیب، ج ۴، ص ۱۸۴)

"من جلسى الى قينة يسمع منها صب فى اذنه الانك يوم القيامة".

"جو شخص اپنی باندی سے بیٹھ کر گانا سنے اس کے کانوں میں قیامت کے

Marfat.com

دن سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا"۔

(قرطبی، ج ۷، ص ۲۱، ومثلہ فی حاشیہ ابی داؤد، ج ۲، ص ۶۷۴)

آنحضرت ﷺ نے ایک طویل حدیث میں وہ علامات بیان فرمائیں ہیں جن کے پائے جانے کے وقت میں امت مسلمہ عذاب سے دوچار ہوگی انہی میں سے ایک علامت یہ ہے:

"وظهرت القينات والمعازف".

"اور گانے والی باندیاں اور گانے بجانے کے آلات عام ہو جائیں گے"۔

(ترمذی، ج ۲، ص ۴۵، عن علی، قرطبی، ج ۷، ۵۰)

ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور پاک ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتی ہیں:

"من مات و عنده جارية مغنية فلا تصلوا عليه".

"جس کا انتقال ہو جائے اور اس کے پاس کوئی گانے بجانے والی باندی ہو تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھو"۔ (قرطبی، ج ۷، ص ۵۱)

اس روایت سے آنحضرت ﷺ کی نظر میں گانے کی ناپسندیدگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الغناء ينبت النفاق كما ينبت الماء الزرع و في رواية ينبت في القلب الخ......"

(مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۴۱۱، شعب الایمان، ج ۴، ص ۲۷۹، حدیث ۵۱۰۰، عن جابر)

"گانا بجانا نفاق کو ایسے اگاتا ہے جیسے پانی کھیتی کو اگاتا ہے"۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ليشربن اناس من امتي الخمر يسموها بغير اسمها و يضرب على رؤوسهم المعازف يخسف الله بهم الارض و يجعل منهم قردة و خنازير".

Marfat.com

(شعب الایمان، ج ۴، ص ۲۸۲، حدیث ۵۱۱۴)

"میری امت کے کچھ لوگ شراب ضرور پئیں گے مگر اس کو دوسری چیز کا نام دیں گے اور ان کے سروں پر گانے بجانے کے آلات بجائے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے گا اور انہی میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دے گا"۔

گانا بجانا علما وفقہاء کی نظر میں

یہ احادیث گانے بجانے کی حرمت پر صراحۃً دال ہیں۔ اسی بنا پر امت کے اکابر علماء گانے بجانے کی حرمت پر متفق رہے ہیں۔ امام شعبی فرماتے ہیں کہ گانے والا اور جس کے لئے گایا جائے دونوں ملعون ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ گانا بجانا، زنا کا جنتر منتر ہے۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں جا رہے تھے تو انہوں نے مزمار (گانے بجانے کے آلہ) کی آواز سنی تو اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور اس جگہ سے دور ہٹ گئے تاکہ آواز نہ سن سکیں اور فرمایا: کہ آنحضرت ﷺ بھی جب ایسی آواز سنتے تھے تو یہی عمل فرمایا کرتے تھے۔ (شعب الایمان، ج ۴، ص ۲۸۳)

صاحب درمختار علامہ حصکفی، فتاویٰ بزازیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

استماع صوت الملاهی کضرب قصب و نحوه حرام لقومه علیه الصلوٰة والسلام استماع الملاهی معصیة، والجلوس علیها فسق، والتلذذبها کفرای بالنعمة، فصرف الجوارح الی غیر ما لق لاحله کفر بالنعمة لا شکر قالو جب کل الواجب ان یجتنب کی لا یسمع لما روی انه علیه الصلوٰة والسلام ادخل اصعه فی اذنه عند سماعه"۔

"لہو ولعب والی چیزوں کی آواز سننا مثلاً بین اور ہارمونیم وغیرہ حرام

Marfat.com

ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ لہو ولعب کی چیزیں سننا گناہ ہے اور ایسی مجلس میں بیٹھنا فسق ہے اور ان سے لذت حاصل کرنا کفران نعمت ہے۔ اس لئے کہ اعضاء و جوارح کو ان کاموں میں لگانا جن کے لئے ان کی پیدائش نہیں ہوئی ہے۔ (یعنی معصیت کے کاموں میں لگانا) شکر نہیں بلکہ نعمت خداوندی کی ناشکری ہے، لہٰذا واجب سے بڑھ کر واجب ہے کہ ایسی آوازیں سننے سے اجتناب کیا جائے جیسا کہ مروی ہے کہ آنحضرت ا نے ان کے سننے کے وقت اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں"۔

شریعت اسلامی نے جس شدت سے مسلمانوں کو گانے بجانے میں انہماک سے روکا ہے افسوس ہے کہ آج اسی کثرت کے ساتھ اس عظیم معصیت میں ابتلاء عام ہو گیا ہے۔ اب درو دیوار سے گانے بجانے کی آوازیں آتی ہیں۔ کام کرنے والے کاریگر گانوں کے اتنے عادی ہو چکے ہیں کہ بغیر اس آواز کے ان کا دل ہی کام میں نہیں لگتا۔ گھروں سے قرآن کریم کی آوازوں کے بجائے دن رات میوزک اور ڈیک کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ اور پھر اس پر بس نہیں کہ آدمی خود ہی سن کر گنہگار ہو بلکہ تیز ترین آواز میں اسے بجا کر سارے محلہ والوں کو گنہگار بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

آج ہمارے نوجوانوں کے لئے سب سے زیادہ پسندیدہ چیز ٹیپ رکارڈ اور گانے بجانے اور فلم کی اسٹوریوں کے کیسٹ ہیں۔ جنہیں دن رات بجا کر اوقات کو ضائع اور اخلاق و عادات کو تباہ کیا جاتا ہے۔ فحاشیوں کا پٹارا، ٹیلی ویژن، وی سی آر اور کیبل، ٹی وی کے وسائل عام ہو گئے ہیں اور ان کے ذریعہ ہمارے کان گناہوں میں پوری طرح ملوث ہو چکے ہیں۔

موسیقی روح کی قاتل

رحمۃ اللعالمین کی آمد ایک عظیم انقلاب، خصوصاً ایسے معاشرے میں جس کی

Marfat.com

نگاہوں میں کمانے اور کھانے پینے سے زیادہ اونچا کوئی مقصد ہی نہ تھا۔ شجاعت کا استعمال قتل وغارت گری اور لوٹ مار کے سوا کچھ نہ تھا۔ جہاں تمدن ایک ایسے جنگل میں بدل گیا تھا جس کے کچھاروں میں انسانی درندے دھاڑتے تھے اور مسکین عوام ان کا شکار ہوتے تھے۔ یہیں رحمت عالم ﷺ انسانیت کے ایک صالح قافلے کو جلو میں لئے نمودار ہوئے تو اس کا وجود اول روز سے ہی ماحول میں انتہائی نمایاں تھا۔

رحمت عالم ﷺ کے جھنڈے کے نیچے قاتل آئے تو انسانی جان کے محافظ بن گئے، چور آئے تو امین بن گئے، زانی آئے تو عفت حیا کے پیکر بن گئے، ڈاکو آئے تو صلح و آشتی کے نقیب بن گئے۔ کج خلق آئے تو متواضع بن گئے۔ چور آئے تو امین بن گئے، سود خور آئے تو انفاق کرنے والے بن گئے...... یہ اللہ تعالیٰ کے پرستار، ہادی عالم ﷺ کے دیوانے، شمع صداقت کے پروانے، نیکی کے نقیب، بھلائی کے داعی، بدی اور ظلم کے دشمن، رکوع وسجدہ میں قرار پانے والے...... قرآن مجید کے تلاوت کرتے ہوئے، گریہ بے تاب میں کھو جانے والے...... دن کے وقت دوڑ دھوپ کرنے والے اور راتوں کو اللہ تعالیٰ سے لو لگانے والے...... مسکینوں کو کھانا کھلانے والے، لہو لعب سے بے تعلق تعیشات سے مجتنب، یہ محفل ہستی میں اجنبی بن جانے والے لوگ...... آخر کیسے ممکن تھا کہ سارے عالم کی نگاہیں ان پر مرتکز نہ ہو جائیں۔

رحمت عالم ﷺ کی ذات بابرکات نے لہو ولعب اور طاؤس ورباب کی بیخ کنی کی اور پورے عالم کو تلقین فرمائیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت اللعالمین اور دنیا کا رہنما بنا کر بھیجا اور میرے عزت وجلال والے باجوں کو توڑوں اور بتوں کو، صلیب کو اور جاہلیت کی رسموں کو مٹا دوں۔ (مسند احمد)

عالم انسانیت کی رشد وہدایت کے لئے فاران کی چوٹیوں سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ کا پیغام ہادی عالم ﷺ نے دیا۔ اس پیغام حق نے رفتہ رفتہ انسانیت کو زندگی کے ہر شعبہ میں کامل واکمل رہنمائی عطاء کی۔ رحمت عالم ﷺ نے مروجہ موسیقی سے اس حد تک نفرت دلائی کہ اپنے مشن میں اس کے آلات کو توڑنا بھی ارشاد فرمایا۔ موسیقی دراصل وہ خباثت

Marfat.com

ہے جو آج ہمارے اکثر گھروں میں داخل ہو چکی ہے۔ ہوٹلوں، کلبوں، سینماؤں، بازاروں، دکانوں اور بسوں وغیرہ میں موسیقی کی لعنت فروغ پا چکی ہے۔ ہمارے اکثر گھروں میں ٹی وی تو پہلے ہی تھے، اب وی سی آر، ڈش اور کیبل نے اس لعنت کو خوفناک حد تک ترقی سے ہمکنار کیا ہے۔

پہلے صرف میاں بیوی ٹی وی کی سکرین کو زینت بخشتے تھے، اب والدین بھی اپنی جوان اولاد کے ساتھ بیٹھ کر وی سی آر پر فلمیں دیکھتے ہیں۔ ٹی وی کے فحش ڈرامے اور ڈش اور کیبل کے غلیظ ترین مناظر دیکھتے ہیں۔ منگنی اور مہندی کی ہندووانہ رسوم کی تو رونق ہی فحش اور غلیظ موسیقی سے ہوتی ہے جس میں جوان لڑکیاں بے پردہ ہو کر اور خوب بن ٹھن کر انتہائی فحش گانے ڈھولک کی تھاپ پر گاتی ہیں۔ بارات والی بے ہودہ موسیقی کا کیا کہنا۔

المختصر عذاب الٰہی کو دعوت دی جا رہی ہوتی ہے۔ اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے ہمارے وطن عزیز میں موسیقی کی شروع ہی سے سرکاری سرپرستی جاری ہے۔ بڑے بڑے تھیٹر اور سینما ہال وجود میں آ چکے ہیں۔ محفل موسیقی بڑے بڑے شہروں اور چھاؤنیوں میں سرکاری سرپرستی میں ہوتی ہے اور اسی حرام کام پر سرکاری خزانے سے موسیقاروں کو ادائیگی ہوتی ہے۔ افسوس ہے کہ عموماً ایسی محافل مخلوط ہوتی ہیں اور جدید ترین آلات کا استعمال کرتے ہیں۔ ایسی محفل بلاشبہ ملعون ہے، کیونکہ جس کام کے مٹانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا ہے وہ کام ضرور اللہ کے غضب کو واجب کرے گا۔

پاکستان میں موسیقاروں کی اس حد تک حوصلہ افزائی کی جانے لگی کہ ان کو قومی ایوارڈ تک دیئے جانے لگے۔ اس سلسلہ میں بھارتی اداکاروں اور فنکاروں کو بھی انعامات دیئے گئے۔ ازلی دشمن کے ان گلوکاروں کو جنہوں نے جنگی ترانے گا کر بھارتی فوج کی حوصلہ افزائی کی تھی انعام و اکرام دینا کسی طور پر بھی مناسب نہ تھا۔ اس سے بڑی بدقسمتی اور کیا ہو گی کہ ہم ہندوؤں کی دیکھا دیکھی ملعون حقیقت رائے کے نام کی بسنت مناتے ہیں جس کو گستاخی رسول کی وجہ سے سزائے موت ہوئی تھی۔

بسنت کے موقع پر بڑی بڑی روشنیوں کو اہتمام کر کے گھروں کی چھتوں پر اونچی

Marfat.com

آواز میں گانا بجا کر غضب الٰہی کو دعوت دی جاتی ہے۔ بسنت کے دنوں میں گانا اتنی اونچی آواز میں لگایا جاتا ہے کہ استغفراللہ! اذان کی آواز تک بھی سنائی نہیں دیتی۔ مسند احمد اور ابو داؤد کی روایات کے مطابق ہادی عالم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا معمول یہ تھا کہ اگر موسیقی اور باجا کی آواز کانوں میں پڑتی تو کان بند کر لیتے تھے اور تیز رفتاری کے ساتھ وہاں سے ہٹ جاتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''گانا (موسیقی) دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی اگاتا ہے''۔

آج اگر ہم اپنے حالات کا جائزہ لیں تو چاروں طرف موسیقی ہی موسیقی نظر آئے گی۔ شادی بیاہ، منگنی، مہندی، سالگرہ اور عرسوں پر موسیقی کے روح قاتل منظر نظر آتے ہیں۔ گھروں میں معصوم بچے اور پردہ دار خواتین موسیقی کے دلدادہ بن رہے ہیں۔ گانا بجانا اور ناچنا تھرکنا شیطان کی آواز وحرکت اور ان کاموں کے کرنے والے شیطان کے سوار اور پیادے ہیں۔ ان کاموں میں مال صرف کرنا بے ہودہ حرکت ہے۔ گانے کی ایک نام نہاد روحانی قسم قوالی ہے جس پر ضرب مؤمن کے صفحات میں پہلے بھی اظہار کیا جا چکا ہے۔

اس ضمن میں اس قباحت کو ثواب سمجھنے والوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ قوال حضرات کی شکلوں اور چہروں کی طرف دھیان دیں۔ کیا ان کے چہرے پر سنت کے انوار ہیں؟ کیا ان کے سر پر شریعت کی دستار ہے؟ کیا وہ آلات موسیقی کو استعمال نہیں کر رہے؟ قوال تو عام گلوکاروں سے بھی بڑے مجرم ہیں، کیونکہ یہ لوگ شراب کے نشے میں دھت ہو کر آلات موسیقی پر اللہ تعالیٰ اور رحمت عالم ﷺ کا نام لیتے ہیں۔ مزید برآں اکثر ان کی اکثر قوالیاں کفر و شرک اور توہین رسالت ﷺ پر مبنی ہوتی ہیں جو سجادہ نشین پیر یا پیرزادے دین سے بے بہرہ ہوتی ہے۔

غریب اور جاہل ﷺ مریدین سے نذرانے وصول کر کے یہ لوگ قوالوں کو معاوضہ وانعام دیتے ہیں۔ ہمارے ملک کے مشہور و معروف قوالوں نے قوالی کے ذریعے بے پناہ شہرت و دولت حاصل کی، لیکن آخری دم تک بے ریش ہی رہے اور کفریہ اور شرکیہ قوالیوں سے بین الاقوامی تیمیوں یعنی مجاوروں کے لئے حظ نفس کا سامان مہیا کرت رہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رحمت عالم ﷺ کا پیارا اور پاکیزہ طریقہ نصیب فرمائے، روح کی قاتل موسیقی سے ہمیں نجات دے۔ آمین

آمدنی کے حرام ذرائع

اسلامی شریعت میں مال کمانے کے بعض ذرائع کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اور تجربہ اور مشاہدہ سے یہ بات ثابت ہے کہ عالم کا امن و امان اور معاشرہ کی صلاح و فلاح اسی ممانعت پر عمل کرنے میں مضمر ہے۔ اور جس معاشرہ میں شرعی ممانعت کی پرواہ نہیں رکھی جاتی وہ معاشرہ خود غرضی اور مفاد پرستی کا نمونہ بن جاتا ہے، جیسا کہ آج پوری دنیا کا حال ہے کہ آدمی مال و دولت کے حصول میں بالکل آزاد ہو چکا ہے اور ہر شخص اپنے مفاد کی تکمیل کے لیے کچھ بھی کر گذرنے کے لیے تیار ہے اور دوسرے کی خیر خواہی کا جذبہ مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ ذیل میں کچھ حرام ذرائع آمدنی کے بارے میں شرعی ہدایات لکھی جا رہی ہیں تا کہ ہمارے دل میں خوفِ خدا پیدا ہو اور ہم حرام سے مکمل پرہیز کر سکیں۔

سود......

آمدنی کے حرام ذرائع میں سب سے بدترین ذریعہ "سود" ہے۔ قرآن کریم میں نہ صرف یہ کہ سودی لین دین سے منع کیا گیا ہے بلکہ سودی کاروبار میں لگے رہنے والوں سے اعلانِ جنگ کیا گیا ہے۔ (البقرہ) قرآن کریم میں اس طرح کی سخت وعید کسی اور عمل پر وارد نہیں ہے۔ اس سے سودی آمدنی کے منحوس ہونے کا بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ نیز احادیث شریفہ میں بھی کثرت کے ساتھ سود کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دِرْهَمٌ رِبًا يَاكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلٰثِيْنَ

Marfat.com

زَنِيَّةً. (رواہ احمد، الترغیب ۵/۳. مظاہر حق ۲۵/۳)

''سود کا ایک درہم جسے آدمی جان بوجھ کر کھائے اس کا وبال اور گناہ ۳۶ مرتبہ منہ کالا کرنے سے بدترین جرم ہے۔''

(۲) سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُؤْكِلَهٖ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ. (رواہ مسلم ۲/۲۷، مظاہر حق ۲۳/۳)

''آنحضرت ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، سودی معاملہ کو لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔''

(۳) سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

اَلرِّبٰوا سَبْعُوْنَ جُزْءً اَيْسَرُهَا اَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ. (مظاہر حق ۲۶/۳)

''سود کے ستر اجزاء ہیں جن میں سب سے ہلکا درجہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے (نعوذ باللہ) منہ کالا کرے۔''

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

فَاَتَيْتُ عَلٰى قَوْمٍ بُطُوْنُهُمْ كَالْبُيُوْتِ فِيْهَا الْحَيَّاتُ تُرٰى مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ هٰؤُلَاءِ اَكَلَةُ الرِّبٰوا. (رواہ احمد، الترغیب والترہیب ۷/۳)

''معراج کی رات میرا گزر ایسی جماعت پر ہوا جن کے پیٹ کمروں کے مانند تھے جن میں سانپ (لوٹ رہے) تھے جو باہر سے نظر آرہے تھے، میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ سود کھانے والے لوگ ہیں۔''

Marfat.com

(۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا ظَهَرَ الزِّنَا وَالرِّبٰوا فِيْ قَرْيَةٍ فَقَدْ اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللّٰهِ. (رواه ابویعلی، الترغیب والترهیب ۶/۳)

''جب کسی بستی میں بدکاری اور سودخواری عام ہو جائے تو وہاں کے باشندے اپنے کو اللہ کے عذاب کا مستحق بنالیتے ہیں۔''

اسی طرح کی اور روایات بھی ذخیرۂ احادیث میں موجود ہیں جن کو پڑھ کر کسی بھی صاحب ایمان کو ہرگز ہرگز یہ جرأت نہ ہونی چاہئے کہ وہ اپنی آمدنی میں سود کا ایک لقمہ بھی شامل کرے۔ لیکن بُرا ہو مال کی ہوس اور دولت کی حرص کا کہ آج ہم اسلام کا دعویٰ کرنے کے باوجود سودی کاروبار سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتے اور مال کی کثرت کے شدید شوق میں حلال وحرام کی تمیز ختم کر دیتے ہیں۔ حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اَلرِّبٰوا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهُ اِلٰى قَلٍّ. (رواه الحاكم عن عبدالله بن مسعودؓ، الترغیب والترهیب ۸/۳)

''سود کا مال اگرچہ بہت ہو جائے مگر اس کا انجام کمی ہی ہے۔''

تجربہ بھی یہی بتاتا ہے کہ حرام مال جیسے آتا ہے ویسے ہی بے فائدہ جگہوں پر خرچ ہو کر چلا بھی جاتا ہے، اور بسا اوقات اپنے ساتھ دوسرے حلال مال کی برکت بھی ختم کر دیتا ہے۔ اس لیے اللہ سے شرم وحیا کا حق اسی وقت ادا ہو سکتا ہے جب کہ ہم اپنی معیشت اور کاروبار کو سود کی نجاستوں سے حتی الامکان پاک کرلیں اور حرام ذرائع سے بچ کر اپنا ٹھکانا جنت میں بنالیں۔

بینک کا انٹرسٹ بھی یقیناً سود ہے

کچھ آزاد خیال دانشوروں نے کافی عرصہ سے یہ غلط فہمی پیدا کر رکھی ہے کہ بینک

Marfat.com

میں رقم رکھنے پر جو زائد روپیہ ملتا ہے وہ تو شرکت ہے کہ بینک اسی رقم سے کاروبار کرتا ہے۔ . پھر اپنے نفع میں سے کچھ حصہ روپیہ رکھنے والوں کو بھی دے دیتا ہے۔ لہٰذا اسے سود نہیں کہا جائے گا، بلکہ زائد رقم شرکت کا معاوضہ قرار دی جائے گی۔ حالانکہ یہ قول قطعاً بلا دلیل ہے۔ فقہ اسلامی میں بینک سے جو زائد رقم ملتی ہے وہ بلاشک وشبہ ''ربٰو االنسیہ'' میں داخل ہے جس کی حرمت پر تمام علماء وفقہاء اسلام متفق ہیں۔ کیونکہ بینک میں جو بھی اضافہ ملتا ہے وہ محض مدت گزرنے پر ملتا ہے۔ کاروبار میں شرکت کا وہاں وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔ اس لیے یہ نہایت سطحی اور واقعی انتہائی فاسد تاویل ہے کہ بینکوں میں جاری سود کو ''ربٰو النسیہ'' سے خارج کر کے خواہ مخواہ شرکت میں ڈال دیا جائے۔ یہ سود خوروں کے شیطانی وساوس ہیں جنہیں اُمت بار بار رَد کر چکی ہے۔

شب معراج میں حضور ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے پیٹ مثل بڑے بڑے گھڑوں کے تھے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتلایا گیا سود خوار بیاج لینے والے ہیں اور روایت میں ہے کہ ان کے پیٹوں میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو باہر سے نظر آتے تھے اور ایک مطول حدیث میں ہے کہ ہم جب ایک سرخ رنگ نہر پر پہنچے جس کا پانی مثل خون کے سرخ تھا تو میں نے دیکھا کہ اس میں کچھ لوگ ہیں وہ بمشکل تمام کنارے پر آتے ہیں لیکن کنارے پر ایک فرشتہ بہت سے پتھر لئے بیٹھا ہے وہ ان کا منہ پھاڑ کر ایک پتھر منہ میں اتار دیتا ہے وہ پھر بھاگتے ہیں پھر یہی ہوتا ہے پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ سود خواروں کا گروہ ہے یہ وبال ان پر اس باعث ہے کہ یہ کہتے تھے کہ تجارت بھی مثل سود خواری کے ہے۔

یہ اعتراض ان کا شریعت پر اور احکامِ الٰہی پر تھا اور اس سے وہ سود کو مثل بیع کے حلال جانتے تھے۔ یہ یاد رہے کہ یہ سود کا قیاس بیع پر نہیں اس لئے کہ مشرکین تو سرے سے بیع کی مشروعیت کے بھی قائل نہ تھے اور اس لئے بھی کہ اگر یہ قیاس ہوتا تو یوں کہتے کہ سود مثل بیع کے ہے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ یہ دونوں ایک جیسی چیزیں ہیں پھر کیا وجہ کہ ایک کو حلال کہا جائے اور دوسری کو حرام بتلایا جائے، پھر انہیں جواب دیا جاتا ہے کہ یہ حلت وحرمت اللہ کے حکم کی بناء پر ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ جملہ بھی کافروں کا قول ہی ہو تو اس

Marfat.com

میں لطافت کے ساتھ ایک جواب بھی ہو گیا کہ باوجود اس بات کے علم کے کہ ایک کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے دوسرے کو حلال بتلایا ہے پھر اعتراض کیسا؟ علیم وحکیم اللہ کے احکام پر تعاقب کرنے والے تم کون؟ اس سے باز پرس کرنے کی کس کی ہستی ہے، تمام کاموں کی اصلیت کا عالم تو وہی ہے وہ خوب جانتا ہے کہ بندوں کو حقیقی نفع کس چیز میں اور فی الواقع نقصان کس چیز میں ہے تو وہ نفع والی چیزیں حلال کرتا ہے اور نقصان رساں چیزیں حرام کرتا ہے۔ کوئی ماں اپنے دودھ پیتے بچے پر اتنی مہربان نہ ہو گی جتنا اللہ اپنے بندوں پر ہے وہ روکتا ہے تو مصلحت سے اور حکم دیتا ہے تو مصلحت سے اپنے رب کی نصیحت سن کر جو باز آجائے اس کے اگلے کئے کرائے تمام گناہ معاف ہیں جیسے فرمایا ”عفا اللّٰہ عمّا سلف“ اور جیسے حضور ﷺ نے فتح مکہ والے دن فرمایا تھا جاہلیت کے تمام سود میرے ان دونوں قدموں تلے برباد ہیں سب سے پہلا سود جسے میں میٹتا ہوں وہ عباس رضی اللہ عنہ کا سود ہے، پس جاہلیت میں جو سود لے چکے تھے ان کے لوٹانے کا حکم نہیں ہوا۔

ایک روایت میں ہے کہ ام بحنہ جو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی اُم ولد تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور کہا کہ میں نے ایک غلام حضرت زید کے ہاتھوں آٹھ سو کا بیچا کہ جب ان کے پاس عطا آئے وہ رقم ادا کر دیں اس کے بعد انہیں نقدی کی ضرورت ہوئی تو وقت سے پہلے ہی وہ اسے فروخت کرنے کو تیار ہو گئے، میں نے چھ سو کا خرید لیا۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تو نے بھی اور اس نے بھی بہت بُرا کیا، بالکل خلافِ شرع کیا، جا زید سے کہہ دے کہ اگر وہ توبہ نہ کرے گا تو اس کا جہاد بھی غارت ہو، جو اس نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا ہے۔ میں نے کہا اگر دو سو جو مجھے اس سے لینے ہیں چھوڑ دوں اور صرف چھ سو وصول کر لوں تا کہ مجھے میری پوری رقم آٹھ سو کی مل جائے؟ آپ نے فرمایا پھر کوئی حرج نہیں۔ پھر آپ نے فمن جآءہٗ موعظۃ والی آیت پڑھ سنائی۔

(ابن ابی حاتم)

یہ اثر مشہور اور دلیل ہے ان لوگوں کی جو عینہ کے مسئلے کو حرام بتلاتے ہیں اس بارے میں اور احادیث بھی ہیں جن کی جگہ کتاب الاحکام ہے، والحمد للہ۔

Marfat.com

سودخوروں کا عبرت ناک انجام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یایھا الذین اٰمنوا لا تاکلو الربوٰا. (آل عمران، ۱۳۰)

''اے ایمان والو! سودخوری نہ کرو''۔

ارشاد ربانی ہے:

یایھا الذین اٰمنوا اتقو اللّٰہ وذروا ما تقی من الربوٰا ان کنتم مومنین. فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللّٰہ ورسولہٖ.

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سود کے بقیہ سے دستبردار ہو جاؤ اگر تم ایمان رکھتے ہو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لئے تیار رہو''۔

یعنی ان کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لئے تیاری کا حکم ہے اور جو اللہ عزوجل کے ساتھ جنگ میں شریک ہو اس کے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس رات مجھے معراج کا سفر کرایا گیا میں ساتویں آسمان پر اپنے سر کے اوپر بجلی کی سی گرج اور چمک دیکھی اور کچھ لوگ دیکھے کہ ان کے پیٹ ان کے سامنے ایسی کوٹھریوں کی طرح ہیں جن میں سانپ چلتے پھرتے باہر ہی سے دکھائی دیتے ہیں، میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جواب ملا، یہ سود کھانے والے ہیں۔

جس نے سود کھایا اس نے گویا اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک درہم کے برابر بھی سود کھایا گویا اس نے اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سودخور کو جہنم کے فرشتے محموم (پیپ زدہ) جہنمیوں کی طرح پچھاڑیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سود کھانے والے پر، اس کے کھلانے والے پر، اس کے

Marfat.com

گواہوں پر، اس کے لکھنے والے پر، جسم پر رنگ بھرنے والی پر اور بھروانے والی پر، حلالہ کرنے والے پر اور ویسا کروانے والے اور منکر زکوٰۃ پر اللہ لعنت ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخر زمانہ میں چار عادات ظاہر ہوں گی، سود خوری، بیع شراء میں جھوٹی قسمیں کھانا، ناپ تول میں کمی کرنا اور پیمائش میں کمی کرنا، جب مذکورہ چاروں کا وقوع ہوگا تو ان میں بیماریاں جنم لیں گی اور اللہ تعالیٰ ان کو باہم لڑائی میں مبتلا کر دیں گے۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

يقوم الناس لرب العلمين. (المطففين، ٦)

''جس روز لوگ رب العالمین کے روبرو کھڑے ہوں گے''۔

مگر سود خور اللہ کے سامنے یوں حالتِ جنوں میں کھڑا رہے گا جبکہ باقی تمام لوگ حساب کتاب سے فارغ ہو چکے ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل سود خور کے پیٹ کو اس کے سود کے موافق آگ سے بھر دے گا، اگر اس نے سودی کاروبار کے ذریعے کوئی مال کمایا تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو ہرگز قبول نہیں فرمائیں گے اور سود خور اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور لعنت کا شکار رہتا ہے جب تک اس کے پاس ایک قیراط بھی باقی بچا رہے۔

سود خور کی عبادت قبول نہیں ہوتی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونا سونے کے بدلے اور چاندی چاندی کے بدلے برابر وزن و مقدار اور نقد ہونا چاہئے، زیادتی کرنے والا اور اس کا مطالبہ کرنے والا آگ میں جلیں گے۔ بے شک سود نیکیوں کو جلا دیتا، طاعات کو ختم کر دیتا اور گناہوں کو بڑھا دیتا ہے جس نے سود کے مال سے روزہ رکھا اور اسی کے ساتھ افطار کیا تو اللہ تعالیٰ ہرگز ایسے روزہ کو قبول نہیں فرماتے، اسی طرح جس نے اس حالت میں نماز پڑھی کہ اس کے پیٹ میں سود ہو تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے، اگر سود خور سودی مال میں سے صدقہ دے تو اس کا

Marfat.com

صدقہ بھی قبول نہیں کیا جاتا، کوئی گھڑی ایسی نہیں ہوتی مگر قیامت تک سود خور پر اللہ کی لعنت مسلسل جاری رہتی ہے۔

ناپ تول میں ڈنڈی مارنے کا عذاب

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنم میں ایک وادی ایسی ہے کہ اہل دوزخ اس کی گرمی سے دن میں پانچ وقت پناہ طلب کرتے ہیں، اگر اس میں کسی پہاڑ کو ڈالا جائے تو وہ اس کی گرمی سے پگھل جائے۔ اس وادی میں نمازوں سے سستی کرنے والے، ناپ تول میں کمی کرنے والے اور پیمائش و ترازو میں گڑبڑ کرنے والوں کو ڈالا جائے گا۔ پس ہلاکت ہے ایسے شخص کے لئے جو زمین و آسمان سے وسیع جنت کا سودا ایک بالشت یا دو بالشت کے ساتھ کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیمائش میں کمی کرنے والا شخص قیامت کے روز سیاہ چہرے، تھوتھلی زبان اور زرد آنکھوں کے ساتھ پیش کیا جائے گا اور اس کی گردن میں آگ کا ترازو ہوگا، اس کے سامنے دو عظیم پہاڑ کھڑے کئے جائیں اور اسے کہا جائے کہ ان کا وزن کرو، اس کو یہ عذاب پچاس ہزار برس تک دیا جائے گا۔

امام غزالی فرماتے ہیں: قیامت کے دن سیاہ چہرے ان لوگوں کے ہوں گے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! پانچ چیزوں سے قبل پانچ چیزوں سے ڈرو، جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو مہنگائی اور پھلوں کے قحط میں مبتلا فرما دیتے ہیں، جو قوم عہد شکنی کرے اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمن مسلط فرما دیتے ہیں جو قوم زکوٰۃ کو روک رکھے اللہ تعالیٰ اس سے بارش کو روک لیتے ہیں، یہاں تک کہ چوپائے بھی قطرہ آب کو ترستے ہیں، جس قوم میں فحاشی عام ہو جائے اللہ تعالیٰ اس پر طاعون کی بیماری مسلط کر دیتے ہیں اور جو قوم اپنے فیصلے قرآن کے بغیر کرنے لگے اللہ تعالیٰ اس قوم کو ظلم میں مبتلا فرما دیتے ہیں اور وہ آپس میں ہی دشمن بن جاتے ہیں۔

Marfat.com

سود خور کو آگ کی بیڑیاں پہنائی جائیں گی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پل صراط کے درمیان میں آگ کی بیڑیاں ہوں گی اور جس نے کسی کو ایک درہم بھی سود پر قرض دیا ہوگا اس کو آگ کی بیڑیاں پہنائی جائیں گی جس کی وجہ سے وہ پل صراط پر گزرنے سے قاصر ہوگا یہاں تک وہ قرض دہندہ کو اپنی نیکیاں میں سے کچھ حصہ نہ دے دے نیکیاں نہ ہونے کی صورت میں ان کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی چیز چرائی، وہ قیامت کے دن اس حال میں پیش کیا جائے گا کہ اس کی گردن میں آگ کا طوق ہوگا، جس نے کوئی حرام چیز کھائی اس کے پیٹ میں آگ بھڑکائی جائے گی جس سے تمام مخلوقات خوف کھائیں گی۔ اور قیامت کے روز اس کے علاوہ تمام لوگوں کے اعمال کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

سود کی قباحتیں

معیشت کے بعض معاملات کے بارے میں اسلام نے لگا بندھا اصول بیان کر دیا کہ فلاں کام کرنا جائز ہے اور فلاں کام کرنا جائز نہیں، جیسے بیع (خرید وفروخت) کو جائز قرار دیا لیکن اس کی بعض صورتوں کو ناجائز قرار دیا چنانچہ ملامسۃ، مزابنہ، بیع مالم یقبض وغیرہ کو ناجائز قرار دیا۔ بعض معاملات ایسے ہیں کہ ان میں لگا بندھا اصول بیان نہیں کیا کہ ایسا کرو اور ایسا نہ کرو جیسا کہ اشیاء کا نرخ ہے، ان کے بارے میں کوئی اصول بیان نہیں کیا کہ اتنا رکھا جائے اور اتنا نہ رکھا جائے، بلکہ اس کو حالات پر چھوڑ دیا۔ ہمارا موضوع نظامِ معیشت کا ایک ایسا جزو ہے جس کے بارے میں اسلام کا دستور العمل یہ ہے کہ وہ ناجائز ہے، لیکن اس کو صرف ناجائز ہی بتلا کر اس کی شناعت بیان نہیں کی بلکہ اس کو اتنا بڑا گناہ قرار دیا کہ شاید ہی کسی اور گناہ کو اتنا بڑا قرار دیا ہو۔ شراب نوشی، زناکاری، فحاشی، فحش گوئی وغیر ذالک کے لئے وہ الفاظ استعمال نہیں کیئے جو اِس کے لئے کیئے ہیں کیونکہ اس کے مرتکب کو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے والا بتلایا ہے اور یہ شناعت کی انتہا ہے، میری مراد اس جزو سے

Marfat.com

"سود" ہے۔

قرآن کریم میں اللہ نے اس کی حرمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے "واحلّ اللّٰہ البیع وحرّم الرّبٰوا" کہ بیع تو حلال ہے لیکن سود حرام ہے۔ اس آیت کے مفہوم کو سمجھتے وقت ایک بات ذہن نشین ہونی چاہئے کہ یہاں مطلقاً سود کی حرمت کا اعلان ہے۔ اس لئے اس میں ہر قسمی سود داخل ہوگا اور اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے کہ فلاں قسم حرام ہے اور فلاں قسم نہیں۔ بلکہ ہر وہ شے جس پر سود کی تعریف سچی آئے گی وہ سود میں داخل ہو کر حرام ہوگی۔ پھر فرمایا:

"یا ایھا الذین اٰمنوا اتّقوا اللّٰہ وذروا ما بقی من الرّبٰوا ان کنتم مؤمنین. فان لم تفعلوا فاذنوا بحربٍ مّن اللّٰہ ورسولہٖ"

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سود میں سے جو کچھ باقی ہے اگر تم مومن ہو تو اس کو چھوڑ دو۔ اگر تم سود نہیں چھوڑو گے (یعنی سودی معاملات اور لین دین کرتے رہو گے) تو پھر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ سن لو (یعنی ایسے لوگوں کے لئے اللہ کی طرف سے لڑائی کا اعلان ہے)

اتنی بڑی شناعت کسی اور گناہ کی بیان نہیں کی۔ زانی، شرابی، جواری، وغیر ذالک سب مرتکب حرام ہیں لیکن ان کے لئے اعلانِ جنگ نہیں، جبکہ سود خور کے لئے اعلانِ جنگ ہے۔ یہ سنگین وعید اللہ نے کیوں بیان کی؟ اس کی تفصیل آخر میں بیان کی جائے گی پہلے ذرا سود کی تعریف، اس کی اقسام، قباحتیں اور اس کا متبادل سمجھ لیا جائے۔

"سود" جس وقت قرآن کریم نے حرام قرار دیا اس وقت اہل عرب میں سود کا جو لین دین متعارف اور مشہور تھا وہ یہ تھا کہ "کسی بھی شخص کو معینہ مدت کے لئے قرض دیتے وقت یہ شرط طے کر دینا کہ واپسی کے وقت اتنی زیادتی ساتھ ہوگی" اور اگر اس وقت پر واپس نہ کیا تو پھر مزید اتنا اضافہ ہوگا۔ اور یہ سود ہے۔ اگر پہلے سے طے شدہ نہیں ہے بلکہ قرض کی ادائیگی کے وقت قرض دار اپنی طرف سے کچھ رقم زیادہ دے دیتا ہے تو اس طرح کرنا مستحسن ہے اور یہ زیادتی لینا جائز ہے۔

Marfat.com

سود کی شرعاً دو قسمیں ہیں: (۱) ربٰوا القرآن (۲) ربوا الحدیث

ربٰوا القرآن کی تعریف تو اوپر گزر چکی ہے، ربوا الحدیث وہ چیزیں کہلاتی ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احوال ربویہ میں شمار کیا، وہ کل چھ چیزیں ہیں۔ (۱) سونا (۲) چاندی (۳) گیہوں (۴) کھجور (۵) جو (۶) انگور۔ ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ان کا آپس میں تبادلہ کیا جائے تو پھر برابر سرابر ہونا چاہئے اور نقد ہوں یعنی فوری قبضہ کیا جائے، ان میں کمی بیشی یا ادھار حرام ہے اور یہ سود ہے۔

ہمارے زمانے میں مسلمانوں کی مغرب زدہ ایک کھیپ ایسی ہے جو ربوا کو ہو بہو ربوا ماننے پر تیار نہیں بلکہ اس کو حلال کرنے کی تگ و دو میں مصروف ہیں۔ وہ اس نظر سے اسلام کو دیکھتے ہیں جس نظر سے مغرب اور اس کا معاشرہ دیکھتا ہے، اس لئے وہ ہر صورت کو حرام ماننے پر تیار نہیں، بلکہ تخصیص کے قائل ہیں۔

ان کا دعویٰ اور دلیل: ان لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ قرآن نے جس سود کو حرام قرار دیا ہے وہ وہ صورت ہے جو اس زمانے میں رائج تھی اور وہ صورت یہ ہوتی تھی کہ غریب لوگ تھے ان کے پاس کھانے پینے یا علاج معالجہ وغیرہ جیسی ضروریات کے لئے رقم نہیں ہوتی تھی وہ اپنی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے قرض لیا کرتے تھے ایسے لوگوں سے جو امداد کے مستحق ہوں قرض دے کر زیادتی کا مطالبہ کرنا انسانیت کے خلاف ہے، اس لئے یہ تو حرام ہونا چاہئے جیسا کہ اسلام نے اس کو حرام قرار دیا، لیکن موجودہ دور میں تو قرض تجارت کے لئے لیا جاتا ہے، یہ قرض اس زمانے میں رائج نہ تھا تو پھر یہ حرام کیوں ہے؟ بلکہ یہ حرام نہیں ہو سکتا اس لئے کہ جو شے اس دور میں رائج نہ ہو قرآن اس کی حرمت کا حکم کیسے دے سکتا ہے۔

جواب: اسلام کا مزاج یہ ہے کہ وہ ہر شے کی ایک ایک جزئی کو بیان نہیں کرتا بلکہ عموماً ایک اصول بیان کرتا ہے چنانچہ سود کے بارے میں بھی اسلام نے یہ اصول بیان کر دیا کہ یہ حرام ہے۔ اب چاہے اس کی کوئی بھی صورت ہو حرام ہوگی، خواہ وہ اس زمانے میں پائی جاتی ہو یا نہ پائی جاتی ہو، پھر اگر ان لوگوں کی بات مان لی جائے تب تو شراب کی وہ تمام صورتیں جو اس زمانے میں نہ پائی جاتی تھیں اب پائی جاتی ہیں، حرام نہ ہوں بلکہ حلال ہوں۔ کیونکہ

Marfat.com

کوئی یہ کہہ سکتا ہے اس وقت تو شراب صرف انگور کے کچے شیرے کی خراب قسم کی بھٹیوں میں پکائی جاتی تھی، اس میں صحت کے اصولوں کا دھیان بھی نہیں رکھا جاتا تھا، اب تو اعلیٰ قسم کی فیکٹریوں میں خوب صفائی کا لحاظ کرتے ہوئے حفظانِ صحت کے اصولوں کے عین مطابق تیار کی جاتی ہے، اس لئے حلال ہونی چاہئے۔ یا آج کل ان کے نام تبدیل ہیں لہٰذا حلال ہوں، تو کیا حلال ہو جائے گی؟ یقیناً نہیں، بلکہ اسلام کے اصول کے مطابق ہر شراب حرام ہے خواہ کوئی شکل ہو یا کوئی نام ہو، اس طرح سود بھی حرام ہے خواہ کوئی بھی شکل ہو یا کوئی بھی نام ہو۔ لہٰذا یہ کہنا کہ فقیروں والا سود تو حرام ہو لیکن موجودہ صورت والا اس زمانے میں نہ تھا، حلال ہو، اسلام کے تصور کے بالکل خلاف ہے۔

پھر یہ دعویٰ بھی قابل تسلیم نہیں کہ تجارتی سود اس زمانے میں رائج نہ تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ رائج تھا، آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ قافلہ جس کی تگ و دو میں جنگ بدر پیش آئی تھی اس میں قبیلہ کے ہر ایک فرد کا حصہ تھا قبیلوں کی یہ تجارت جائنٹ سٹاک کمپنی کی تجارت ہی تو ہے، پھر یہ تجارتی قافلے ایک دوسرے کے قبائل سے قرض بھی لیتے تھے حتیٰ کہ لاکھوں میں بھی یہ قرض ہوتا تھا تو کیا یہ قرض فقیروں والا تھا؟ یقیناً نہیں، بلکہ تجارتی قرض تھا اور پھر اس پر سود بھی ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرض سب سے پہلے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا چھوڑا تھا وہ دس ہزار مثقال تھا اور ایک مثقال میں ۴ تولہ سونا ہوتا ہے تو کل چالیس ہزار تولہ سونا تھا۔ یاد رہے کہ یہ اصل مال نہیں بلکہ وہ سود تھا جو لوگوں کے ذمہ تھا، جب یہ سود تھا تو پھر اصل مال کتنا ہوگا؟ تو کیا اتنا مال کھانے پینے کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہوگا یا تجارتی اغراض کے لئے ہوگا؟ یقیناً تجارتی اغراض کے لئے ہوگا، تو مان لینا چاہئے کہ اس زمانے میں بھی تجارتی سود کا نظام رائج تھا، اس کو بھی شریعت نے حرام قرار دیا۔

پھر بینک کی موجودہ شکل بھی اس زمانے میں بعض صحابہ کرامؓ کے ہاں رائج تھی۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس اس طرح کا ایک نظام بنا رکھا تھا کہ لوگ ان کے پاس امانتیں لاتے تو ان سے فرماتے امانت نہیں بلکہ قرض! اس سے دونوں کو فائدہ

Marfat.com

ہوتا، ان کو مال کی ضمان مل جاتی اور حضرت زبیر ﷺ کو مال میں ہر قسمی تصرف کا حق۔ چنانچہ وفات کے وقت ۲۲ رلاکھ دینار قرض دینا تھا، تو یہ قرض کون سا قرض تھا؟ یقیناً تجارتی قرض تھا۔ تجارتی قرض بھی رائج تھا اور اس پر سود بھی، اس لئے جیسے ذاتی قرض پر سود حرام مانا جاتا ہے ایسے ہی تجارتی قرض پر بھی اس کو حرام ماننا چاہئے کیونکہ شریعت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

دوسری دلیل اور اس کا جواب: دوسری دلیل یہ دیتے ہیں کہ ذاتی ضرورت کیلئے لیے گئے قرض پر سود کا مطالبہ کرنا ناانصافی ہے لیکن اگر کوئی شخص میری رقم سے کاروبار کر کے منافع کماتا ہے پھر میں اس سے نفع کا مطالبہ کر دوں تو یہ ناانصافی میں کیسے داخل ہے؟ اس صورت میں ظلم لازم نہیں آتا اس لئے یہ مطالبہ اور زیادتی جائز ہونی چاہئے۔

پہلا جواب: اس دلیل کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ بحیثیت مسلمان ہونے کے اللہ کا ہر حکم بلا چوں و چرا تسلیم کر لینا چاہئے، اللہ نے فرمادیا کہ سود حرام ہے تو مان لینا چاہئے کہ سود حرام ہے چاہے بظاہر کسی پر ظلم ہوتا نظر آتا ہو یا نہ آتا ہو، ہر صورت حرام ہے۔

دوسرا جواب: یہ ہے کہ جب کسی کو قرض دیا جائے تو اسلام یہ کہتا ہے کہ دو باتوں میں سے کسی ایک بات کو اپنے لئے متعین کر لو۔

(۱) اس سے مقصود اس کی امداد کرنا ہے...... یا

(۲) اس کے کاروبار میں حصہ دار بننا ہے۔

دونوں صورتوں میں سے جو صورت مرضی اختیار کرو، زیادتی کا مطالبہ ناجائز ہے۔ اگر امداد مقصود ہے تو پھر تو امداد ہی ہونی چاہئے زیادتی کا مطالبہ کیوں؟ اگر حصہ دار بننا ہے تو پھر جس طرح نفع میں حصہ دار بننا چاہتے ہو اسی طرح نقصان میں بھی حصہ دار بنو۔ یہ جائز نہیں کہ نفع میں تو حصہ دار بنیں نقصان میں نہ بنیں۔ کیونکہ یہ ربح مالم یضمن ہے جو کہ جائز نہیں جبکہ سود میں یہی ہوتا ہے کہ وہ نفع میں تو حصہ دار بننا چاہتا ہے نقصان میں نہیں۔ اس لئے دونوں صورتیں حرام ہیں۔ ذاتی قرض پر سود لینا اور تجارتی قرض پر سود لینا۔

Marfat.com

سود کے نقصانات

روحانی نقصانات: سود سے صرف معاشی نقصان ہی نہیں ہوتا بلکہ اخلاقی اور روحانی طور پر بھی انسان کئی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

۱۔ ایثار اور سخاوت کا جذبہ مر جاتا ہے۔

۲۔ مصیبت زدہ پر رحم کھانے کی بجائے اس کی مصیبت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی فکر پیدا ہو جاتی ہے۔

۳۔ مال کی حرص اتنی بڑھ جاتی ہے کہ اچھے برے کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔ اور طمع مال ہر عیب اور معصیت سے اندھا کر دیتی ہے۔

معاشی نقصانات: (۱) انسان جو قرض سود پر لیتا ہے اور اس پر ایک معین زیادتی متعین کر دی جاتی ہے اگر وہ اس سے کاروبار بھی کرے تب بھی نتیجہ بھیانک نکلتا ہے کیونکہ تجارت کے بعد دو صورتیں ہیں، اس کو نفع ہوگا یا نقصان۔ اگر اس کو نفع ہوا تو پھر اصل رقم کے مالک کو بہت تھوڑا حصہ ملتا ہے اور بقیہ رقم اس کی ہو جاتی ہے یوں دولت سمٹ کر چند لوگوں کے قبضہ میں آ جاتی ہے اگر اس کو نقصان ہو تو اس کا سرمایہ کم مقدار میں ڈوبتا ہے جبکہ اصل مالکان کا کثیر مقدار میں ڈوبتا ہے مثلاً ایک شخص نے ایک کروڑ قرض لیا، 10 لاکھ اپنے ملا کر کاروبار شروع کیا، کاروبار نہ چل سکا، یہ شخص دیوالیہ ہو گیا تو اس کا تو 10 لاکھ ڈوبا اور مالکان کا ایک کروڑ ہوا، تو معاشی نقصان دیگر لوگوں کا زیادہ، اور اس کا کم ہوا۔

(۲) دوسرا نقصان یہ ہے کہ یہ تاجر سود کی رقم بھی اپنی جیب سے نہیں ادا کرتا بلکہ اصل قیمت میں شامل کر کے خریداروں سے وصول کر لیتا ہے، مثلاً ایک کروڑ سے کاروبار شروع کیا اس پر ۱۰ لاکھ سود دینا تھا تو ایک کروڑ میں جتنی چیزیں تیار ہوں گی ان کی کل قیمت ایک کروڑ ۱۰ لاکھ رکھی جائے گی اور پھر اس پر نفع رکھ کر اس کو بازار میں بیچا جائیگا۔ اپنی جیب سے تو کچھ

Marfat.com

بھی نہ دیا بلکہ لوگوں سے لے کر ہی لوگوں کو دیے، اپنی دولت سمیٹ لی تب بھی دولت سمٹ کر چند ہاتھوں میں آ گئی اور معیشت کا نظام تباہ ہو گیا۔

(۳) تیسرا نقصان یہ ہے کہ ان تاجروں نے نقصان کی صورت میں انشورنس کمپنی سے معاہدہ کر رکھا ہوتا ہے کہ نقصان کی تلافی وہ کریں گے، کمپنی تلافی کر دیتی ہے کمپنی میں سرمایہ کن لوگوں کا ہوتا ہے؟ یقیناً غریب لوگوں کا، تو نقصان کی صورت میں تلافی ہوگئی اور نفع کی صورت میں تجوری بھر گئی ہر دو صورت میں سرمایہ غریب کا لگا، لیکن بازار میں اس سے نفع سمیت رقم وصول کر لی گئی۔ جن کے سرمایہ سے کاروبار شروع کیا تھا وہ ہاتھ ملتے رہ گئے اور نفع دوسرے لے گئے۔

(۴) سود کی قباحتوں میں ایک قباحت یہ بھی ہے کہ وہ بلا کوئی کام کیے نفع حاصل کرنا چاہتا ہے اور بلا عوض نفع لینا چاہتا ہے جب اصل روپیہ واپس آ گیا تو پھر زائد مطالبہ کس لئے کیا؟

(۵) ملکی ترقی پر بھی اثر کرتا ہے اس طرح کہ جب سود کی وجہ سے رقم بڑھ جائے گی تو لوگ تجارت، زراعت چھوڑ دیں گے، یوں ملک تنزلی کا شکار ہوگا۔ اگر کوئی شخص غیر جانبداری سے اس نظام کا مطالعہ کرے تو اس پر یہ حقیقت آشکارا ہو جائے گی کہ اس نظام نے دنیا کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔ ہاں یقین جانئے کہ وہ وقت دور نہیں جب پتہ چل جائے گا کہ قرآن کریم نے سود کے خلاف اعلان جنگ کیوں کیا تھا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ: بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم یہ تو مانتے ہیں کہ سود ہر قسمی حرام ہے لیکن اگر اس کو ختم کر دیا جائے تو پھر اس کا متبادل کیا ہوگا، کیونکہ معاشی نظام کو سود کے بغیر چلانا ممکن نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پوری دنیا کا معاشی نظام سود پر چل رہا ہے، اور سود ہر نظام کی روح ہے لہٰذا اس کو ترک کرنا ممکن نہیں ہے، اور اگر کوئی نظام اس کے متبادل ہے تو وہ قابل عمل نہیں لہٰذا پھر بھی اس پر چلنا پڑے گا اس لئے ہم اس پر عمل کرنے میں مجبور ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سود کے متبادل کئی صورتیں ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں: (۱) مشارکت (۲) اجارہ (۳) مرابحہ

مشارکت کا طریقہ کار یہ ہے کہ قرض دینے والا یہ کہے کہ میں تمہارے ساتھ کاروبار میں

Marfat.com

شریک ہوں گا چاہے نفع ہو یا نقصان۔ اس صورت میں نفع نقصان دونوں کا بہاؤ تاجر اور قرض خواہ دونوں کی طرف ہوگا یہ جائز ہے اس طرح دولت سمٹنے سے بھی بچ جائے گی۔

اعتراض:۔ اس صورت پر بعض لوگ اگرچہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس طرح تو تاجر بینک کو ہمیشہ نقصان ہی دکھلائیں گے نفع تو کبھی بھی نہیں دکھلائیں گے، پھر ان کا کیا کیا جائے؟

جواب:۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خرابی مشارکت میں نہیں بلکہ انسانی ذہن میں ہے، اگر اس کو دور کر دیا جائے تو نظام تو صحیح چلے گا، اس کو دور کرنے کا اگر کوئی اور طریقہ کارگر ثابت نہ ہو تو یہ کرلیا جائے کہ ایسے بددیانت شخص کو حکومتی سطح پر لمبی مدت کے لئے بلیک لسٹ کر دیا جائے اور اس کو کوئی بینک بھی قرض نہ دے اس طرح دیگر لوگ بددیانتی کے جرم سے بچ جائیں گے اور نظام چل پڑے گا۔

اجارہ:۔ اس کی عملی صورت یہ ہوتی ہے کہ بینک قرض لینے والے شخص سے یہ پوچھ لے کہ تمہیں کس شے کی ضرورت ہے، اس کو بجائے رقم دینے کے وہی چیز خرید کر کرایہ پر دے دی جائے اور قسطوں میں کرایہ وصول کرلیا جائے۔ جب کرایہ کے طور پر اس کی رقم وصول ہو جائے تو تب یہ شے اس کو بطور ہبہ کے دے دی جائے، یہ بھی جائز ہے۔

مرابحہ:۔ اس کی عملی صورت یہ ہے کہ جو شے قرض لینے والے کو ضرورت ہو وہ شے لے کر اس کو نفع پر بیچ دی جائے، پھر اس سے رقم قسطوں میں وصول کرلی جائے، یہ بیع ہے اور جائز ہے۔

یہ تینوں طریقے جائز ہیں لیکن پہلا طریقہ سب سے زیادہ پسندیدہ ہے، بقیہ دو اتنے پسندیدہ نہیں ہیں۔ اس لئے بنیادی طریقہ کار بطور متبادل کے وہی ہے۔

سود کے متعلق چند وعیدات

آخر میں چند روایات اس غرض سے پیش نظر کہ ممکن ہے کہ خوفِ خدا کی وجہ سے کوئی اس موذی بیماری کو ترک کر دے تو راقم کے لئے بھی اس کے ثواب میں حصہ ہو جائے گا، عرض کیے دیتا ہوں۔

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے سات مہلک چیزوں سے بچو، صحابہؓ

Marfat.com

نے پوچھا یارسول اللہ! (ﷺ) وہ کیا ہیں؟
آپ نے فرمایا (۱) اللہ کے ساتھ کسی غیر اللہ کو شریک کرنا (۲) جادو کرنا (۳) کسی شخص کو ناحق قتل کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جہاد کے وقت میدان سے بھاگنا (۷) کسی پاک دامن عورت پر تہمت لگانا۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ مستدرک حاکم کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چار آدمی ایسے ہیں جن کے بارے، میں اللہ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ ان کو جنت میں داخل نہ کرے اور جنت کی نعمتیں نہ چکھنے دے، (۱) شراب کا عادی (۲) سود کھانے والا (۳) یتیم کا مال ناحق کھانے والا اور (۴) اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا۔

۳۔ مسند احمد و طبرانی کی روایت ہے جو سود کا ایک درہم کھاتا ہے یہ چھتیس مرتبہ بدکاری کرنے سے زیادہ سخت گناہ ہے۔

۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے، دینے والے، حتیٰ کہ اس معاملہ پر گواہ بننے والے اور لکھنے والے پر بھی لعنت فرمائی ہے۔

۵۔ مسند احمد کی روایت ہے کہ جب کسی قوم کے لین دین میں سود کا رواج ہو جائے تو اللہ ان پر ضروریات کی گرانی مسلط کر دیتا ہے۔

۶۔ طبرانی کی روایت ہے آنحضرت ﷺ نے مالک بن عوف سے فرمایا، ان گناہوں سے بچو جو معاف نہیں کیے جائیں گے، مال غنیمت کی چوری، سود کھانا۔

سود کے متعلق چند مسائل

۱۔ جو شخص سود کو حلال سمجھے وہ باجماع امت کافر اور مرتد ہے۔ لیکن اگر حلال تو نہیں سمجھتا مگر چھوڑتا بھی نہیں تو اس کو مسلمانوں کا بادشاہ گرفتار کر کے قید کرے یہاں تک کہ توبہ کرے۔ اگر ایسے لوگ ہیں جن کو قید کرنا مشکل ہے تو پھر ان کے خلاف جہاد و قتال کرے۔ (مظہری)

۲۔ حرام مال سے توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ سود یا رشوت کی جو شے اس کے پاس ہے وہ

Marfat.com

صاحبِ حق کو واپس کریں یا اس سے معاف کرائیں اگر اس کو تلاش نہ کر سکے تو اس کی طرف سے ایسی جگہ خرچ کرے جہاں مسلمانوں اور اسلام کا فائدہ زیادہ ہو۔ (قرطبی)

۳۔ سود جیسے دارالاسلام میں لینا حرام ہے ایسے ہی دارالحرب میں بھی لینا ناجائز ہے، لیکن دارالاسلام میں اگر کسی شخص کا سیونگ اکاؤنٹ ہے تو وہ اپنی سود کی رقم بینک میں ہی رہنے دے اس کو وصول نہ کرے، البتہ دارالحرب میں اگر یہ رقم بینک میں چھوڑ دیں گے تو وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال ہوگی، اس لئے وہاں یہ رقم بینک سے لے کر کسی مستحق زکوٰۃ شخص کو ثواب کی نیت کے بغیر محض اپنی جان چھڑانے کے لئے دے دی جائے۔ واللہ اعلم بالصواب!

شراب پینے پلانے والوں کا انجام

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شراب اس کے بیچنے والے، اس کے خریدنے والے اور اس کے پینے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شراب پینے والا قیامت کے دن سیاہ چہرے، دھنسی آنکھوں، سینے پر لٹکی زبان کے ساتھ حاضر ہوگا جس کی تھوک خون کی طرح بہہ رہی ہوگی، اس کی اس حالت کی وجہ سے لوگ اس کو پہچان لیں گے اور اس کو سلام نہیں کریں گے، دنیا میں بھی لوگ اس کی بیماری میں عیادت نہیں کرتے اور اس کے مرنے پر نماز جنازہ میں شریک ہونا پسند نہیں کرتے کیونکہ وہ اللہ کے ہاں بتوں کے پجاری کی طرح ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نشہ آور شراب ہے اور شراب حرام ہے جس نے دنیا میں شراب نوشی کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے آخرت میں جنت کی شراب کو حرام کر دیں گے۔

رسول اللہ نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جو جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھیں گے

Marfat.com

اگرچہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے بھی سونگھی جا سکتی ہے، (۱) شرابی (۲) والدین کا نافرمان (۳) زانی، جت تک یہ توبہ نہ کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شراب نوشی قبر سے اس حالت میں نکالا جائے گا کہ اس کی انتڑیاں اس کے پیٹ سے باہر لٹک رہی ہوں گی، اس کا جام اس کی گردن میں لٹکا ہوگا، اس کی جلد سانپوں اور بچھوؤں سے بھری ہوگی، اس کو آگ کا جوتا پہنایا جائے گا جس سے اس کا دماغ کھول اٹھے گا اور اس کا ٹھکانہ فرعون و ہامان کے ٹھکانوں کے قریب ہوگا۔

شرابی کی مدد کرنے والا بھی عذاب میں مبتلا ہوگا

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے شرابی کو کھانے کا ایک لقمہ بھی کھلایا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر سانپ اور بچھو مسلط کریں گے، جس نے اس کا کوئی کام کیا گویا اس نے اسلام کو مٹانے میں اس کی مدد کی، جس نے اس کو قرض دیا گویا اس نے کسی مسلمان کے قتل میں مدد کی، جس نے اس کے ساتھ کی تو اللہ تعالیٰ اس کو اندھوں کے ساتھ اٹھائے گا۔ جو شخص شراب پیتا ہو تو اس کے ساتھ تعلق داری نہ کرو اور اگر بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت نہ کرو۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ شراب پینے والا تورات، انجیل، زبور، قرآن مجید اور تمام انبیاء پر اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے صحیفوں کا انکار کرنے والا ہے۔ جس نے شراب کو حلال کہا وہ مجھ سے بری ہے اور میں اس سے بری ہوں۔ بے شک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جس نے دنیا میں شراب نوشی کی وہ قیامت کے دن شدید ترین پیاس میں مبتلا ہوگا اور شدتِ پیاس کی وجہ سے اس کا سینہ جلے گا اور اس کی زبان اس کے سینے پر آن پڑے گی، اور جس نے میرے حکم کی وجہ سے شراب نوشی کو ترک کیا تو میں قیامت کے دن اس کو جنت کی شراب پلاؤں گا اور وہ میرے عرش کے نیچے ہوگا۔

شرابی سے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا اعلان برأت

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے: جب کوئی شخص شراب کا ایک گھونٹ پیتا ہے تو اس

Marfat.com

کا دل سیاہ ہو جاتا ہے، جب دوسرا گھونٹ پیتا ہے تو اس سے موت کا فرشتہ اٹھ جاتا ہے، جب تیسرا گھونٹ پیتا ہے تو اس سے رسول اللہ بری ہو جاتے ہیں، جب چوتھا گھونٹ پیتا ہے تو اس سے اللہ کی حفاظت اٹھالی جاتی ہے، جب پانچواں گھونٹ پیتا ہے تو جبریل علیہ السلام، جب چھٹا گھونٹ پیتا ہے تو اسرافیل علیہ السلام، جب ساتواں گھونٹ پیتا ہے تو میکائیل علیہ السلام، جب آٹھواں گھونٹ پیتا ہے تو تمام آسمان، نویں گھونٹ پر ان آسمانوں میں رہنے والے اس سے برأت کا اعلان کرتے ہیں، دسویں گھونٹ پر اس کے لئے جنت کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، جب گیارہواں گھونٹ پیتا ہے تو اس کے لیے آگ کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جب بارہواں گھونٹ پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے عرش کو اٹھانے والے فرشتے، تیرھویں گھونٹ پر اللہ کی کرسی، چودھویں گھونٹ پر عرشِ باری تعالیٰ اور پندرھویں گھونٹ پر خود اللہ عزوجل شرابی سے برأت کا اعلان کرتے ہیں۔ اب ایسا شخص جس سے تمام انبیاء اور فرشتے اور خود ربّ العالمین بری ہوں تو وہ جہنم میں گنہگاروں کے ساتھ ہلاک ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس کو آگ کے پیالے میں دوزخ کا پانی پلائیں گے جس کی گرمی کی وجہ سے شرابی کی آنکھیں اندھی ہو جائیں گی اور چہرے کا گوشت جل جائے گا، وہ جب اس پانی کو پیئے گا تو اس کی انتڑیاں پھٹ جائیں گی اور وہ پیپ بن کر اس کے مقامِ پاخانہ سے نکلے گا۔ شرابیوں کے لئے ہلاکت ہے۔ جو شراب نوشی کے سبب اللہ کے عذاب کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

شرابی کی نیکی قبول نہیں ہوتی

حضرت اسماء بنتِ زینب عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ: جس شخص نے اپنے پیٹ میں شراب کو داخل کیا تو اللہ تعالیٰ اس سے نیکی کو قبول نہیں کرتے اور اگر وہ چالیس روز تک توبہ نہ کرے اور اسی حالت میں فوت ہو جائے تو اس کی موت کفر کی موت ہے۔ اگر اللہ اس کو معاف کر دے تو یہ اس کا فضل ہے اور اگر اللہ تعالیٰ مواخذہ کرے تو وہ اس کا حقدار ہے کہ اللہ تعالیٰ اس 'طینة الخبال' پلائے۔ صحابہ

Marfat.com

نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ! 'طينة الخبال' کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخیوں کی پیپ، خون اور غلاظت۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا: جب شرابی مرے تو اس کو دفن کر دو اور پھر اس کی قبر کو کھول کر دیکھو، اگر تم اس کا چہرہ قبلہ سے پھرا ہوا نہ پاؤ تو مجھے قتل کر دینا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب چار مرتبہ شراب نوشی کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں اور اس کا نام 'سجین' (جہنم کے ایک مقام) میں لکھ دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے روزہ، نماز اور صدقہ کو قبول نہیں کرتے جب تک وہ توبہ نہ کرے۔ اگر توبہ کر لے تو بہتر ورنہ اس کا ٹھکانہ آگ ہے اور وہ کتنا برا ٹھکانہ ہے۔

شرابی کے لئے دردناک عذاب

ابن مسعودؓ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زنا کرنے والوں اور شراب پینے والوں کو قیامت کے دن جہنم کی طرف دھکیلا جائے گا، جب وہ اس کے قریب پہنچیں گے تو جہنم کے دروازے کھولے جائیں گے اور دوزخ کے فرشتے آہنی سلاخوں کے ساتھ ان کا استقبال کریں گے اور دنیا کے دِنوں کے برابر کو مارا جائے گا پھر ان کو جہنم کے ٹھکانوں کی طرف بھیج دیا جائے گا جہاں ان کا کوئی عضو ایسا نہ ہوگا جس کو بچھو نے ڈسا نہ ہو اور سانپ ان کے سر پر چالیس سال تک کاٹتے رہیں گے پھر آگ کا شعلہ ان کو اوپر اچھالے گا لیکن دوزخ کے فرشتے ان کو اس زور سے ضرب لگائیں گے کہ وہ جہنم کے سب سے نچلے درجے میں چلے جائیں گے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كلما نضجت جلودهم بدلنهم جلودا غيرها ليذوقوا العذاب.

(النساء: ٥٦)

''جب کبھی ان کی چمڑی پھٹ جائے گی تو ہم دوسری چمڑی چڑھا دیں گے تاکہ وہ ہمیشہ عذاب چکھتے رہیں۔''

پھر ان کو شدید پیاس لگے گی اور وہ پکاریں گے ''ہائے پیاس!!! ہمیں پانی کا ایک

Marfat.com

گھونٹ دو۔'' تو عذاب پر مامور فرشتے جہنم کے پیالے ان کے قریب کریں گے جو کھولتے ہوئے پانی سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ شرابی جب اس کو پئے گا تو اس کے چہرے کا گوشت نیچے گر جائے گا اور جب وہ گرم پانی اس کے پیٹ میں پہنچے گا تو اس کی انتڑیاں کٹ جائیں گی اور وہ اس کے مقامِ پاخانہ سے خارج ہو جائے گا۔ شرابی کو مسلسل اسی عذاب میں مبتلا رکھا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن شرابی آئے گا اور پیالہ اس کی گردن میں لٹکا ہوگا حتیٰ کہ اس کو آگ کے تخت پر لٹا دیا جائے گا اور پکارنے والا پکارے گا کہ یہ فلاں بن فلاں ہے، شرابی کی آنتیں اس کے منہ سے نکل رہی ہوں گی، لوگ اس پر لعن طعن کریں گے پھر اس کو دوزخ کے فرشتے پشت کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں پھینک دیں گے جس میں وہ ہزار سال تک جلتا رہے گا اور پکارے گا کہ ہائے پیاس!! پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف بدبو دار پسینہ بھیجیں گے اور وہ کہے گا یا اللہ! اس پسینے کو مجھ سے دور کردے لیکن وہ دور نہیں کیا جائے گا پھر آگ کی ایک چنگاری آئے گی جو اس کو جلا کر راکھ کر دے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ کریں گے اور آگ کا لباس پہنایا جائے گا اس کے ہاتھ اور پاؤں میں آگ کی بیڑیاں ہوں گی جن کے شعلے اس کے چہرے تک پہنچ رہے ہوں گے۔ وہ پیاس میں پانی مانگے گا لیکن اس کو گرم اور کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا، وہ بھوک میں کھانا مانگے گا لیکن اس کو پیپ پلائی جائے گی جو اس کے پیٹ میں جا کر شعلے مارے گی۔ دوزخ کے داروغے 'مالک' کے پاس آگ کا ایک جوتا ہوگا جو اس شرابی کو پہنایا جائے گا جس سے اس کا دماغ کھول اُٹھے گا یہاں تک کہ اس کا دماغ اور اس کی ہڈیوں کا گودا باہر نکل آئے گا جبکہ اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے۔ پھر اس کو آگ کے تنگ صندوق میں ہزار سال تک بند کر دیا جائے جس میں عذاب کی سختی میں مزید اضافہ ہوتا رہے گا اور شرابی اپنی ہی پیپ پئے گا جو اس کا رنگ بدل دے گی۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! آگ نے میرے گوشت کو جلا دیا ہے۔ لیکن افسوس کہ اس کی شکایت پر اس پر رحم نہیں کیا جائے گا، جب پکارے گا تو پکار نہیں سنی جائے گی، جب پیاس کی وجہ سے پانی مانگے گا تو اس کو گرم پیپ بدلے میں دی جائے گی جس کے پینے پر انگلیاں کٹ کر گر پڑیں گی، جب اس پیپ کی طرف دیکھے گا تو

Marfat.com

اس کی آنکھیں اور رخسار پگھل جائیں گے۔ پھر ہزار سال کے بعد اس کو نکالا جائے گا اور ایک کوٹھڑی میں ڈال دیا جائے گا جس میں بہت بڑے بڑے سانپ اور بچھو ہوں گے جو اس کے قدموں کو چمٹ جائیں گے، پھر اس کے سر پر آگ کا انگارہ رکھا جائے گا اس کے اعضاء، ہاتھ اور گردن کو لوہے کی زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑ دیا جائے گا۔ پھر اس کو ایک ہزار سال بعد اس کوٹھڑی سے نکالا جائے گا جس کو دوزخ کے فرشتے 'وادیِ ویل' کی طرف لے جائیں گے۔ 'ویل' جہنم کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے جس کی گرمی شدید ترین اور جس کی گہرائی گہری ترین ہے جس میں لاتعداد سانپ اور بچھو ہیں، اس وادی میں اسے ایک ہزار سال تک رکھا جائے گا۔ پھر وہ 'محمد محمد' کہہ کر رسول اللہ کو پکارے گا۔ نبی اس کی پکار سننے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے اور کہیں گے: اے خدا! جہنم سے میرے امتی کی آواز آرہی ہے۔ اللہ سبحانہ' وتعالیٰ کہیں گے: تیری امت میں سے یہ آدمی دنیا میں شراب پیتا تھا اور توبہ کے بغیر مر گیا۔ رسول اللہ درخواست کریں گے: یا اللہ! تو اس کو معاف کرنے کے بعد میری شفاعت سے نجات عطا فرما۔

اے بندے! اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ اور اپنی کی ہوئی غلطیوں سے معذرت کر۔

شرابی کا ٹھکانہ جہنم میں فرعون اور ہامان کے قریب ہوگا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شرابی قبر سے پیاسا اٹھایا جائے گا، اس کی زبان اس کے سینے پر پڑی ہوگی، اس کے پیٹ میں آگ ہوگی جس نے اس کی آنتوں کو جلا دیا ہوگا اور وہ خوفناک اور کرخت آواز میں چیخے گا جس سے لوگ ڈریں گے، بچھو اس کی جلد اور گوشت پر ڈسیں گے اور اس کو آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جس سے اس کا دماغ بھوکھول اُٹھے گا اور جہنم میں اس کا ٹھکانہ فرعون وہامان کے قریب ہوگا۔ جس شخص نے شرابی کو کھانے کا ایک لقمہ دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر سانپ اور بچھو مسلط کریں گے، جس نے اس کا کوئی کام کیا اس نے اسلام کو مٹانے میں مدد کی، جس نے اس کو کوئی چیز قرضہ میں دی تو اس نے مسلمان کو قتل کرنے میں مدد کی اور جو شخص اس کے ساتھ بیٹھا اللہ تعالیٰ اس کا حشر اندھوں

Marfat.com

کے ساتھ کریں گے۔ جو شخص شراب پیتا ہو اس کے ساتھ نکاح نہ کرو، اگر بیمار ہو تو اس کی عیادت نہ کرو۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے رسول بنا کر مبعوث فرمایا جو شخص شراب نوشی کرے تو وہ تورات، انجیل، زبور اور قرآن مجید میں ملعون ہے۔ جس نے شراب نوشی کی اس نے تمام انبیاء پر اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کا انکار کیا۔ شراب کو کافر کے سوا کوئی حلال نہیں سمجھتا اور میں ایسے شخص سے بری ہوں۔ شرابی ہمیشہ پیاسا مرتا ہے اور وہ مرنے کے بعد ہزار سال تک ہائے پیاس کی صدائیں لگاتا رہتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا، بے شک شرابی قیامت کے دن لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو ارشاد فرمائیں گے اس کو لے جاؤ تو ستر ہزار فرشتے اس کو منہ کے بل میدان میں لے جائیں گے۔ مزید تم کو بتاتا چلوں کہ جس شخص کے سینے میں قرآن کی سو آیات ہوں اور ان پر وہ شراب کو بہائے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں لایا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے قرآن کی ہر آیت اس کے مواخذہ کی درخواست کر رہی ہوگی اور جس کے ساتھ قرآن نے جھگڑا کیا وہ ہلاک ہو گیا۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کا عبرتناک انجام

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

واقیموا الصلوٰة واٰتوا الزکوٰة. (البقرة: ۴۳)

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الذین یقیمون الصلوٰة ومما رزقنهم ینفقون. اولٓئک هم المومنون حقا ط لهم درجٰت عند ربهم ومغفرة ورزق کریم. (الانفال: ۳)

''وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیے ہوئے رزق سے خرچ

Marfat.com

کرتے ہیں، یہی لوگ سچے مومن ہیں، ان کے لیے ان کے رب کے ہاں اعلیٰ مراتب، بخشش اور بھلا رزق ہے۔"

رسول اللہ نے فرمایا:

"جب بندۂ مومن سونے کے بیس مثقال کا مالک ہو جائے اس کے ذمہ آدھا مثقال زکوٰۃ لازم ہے اور جو شخص دو سو درہم چاندی کا مالک ہو تو سال گزرنے کی صورت میں اس پر بھی زکوٰۃ لازم ہے۔ اسی طرح رہائش کے علاوہ گھر پر بھی سال گزرنے کی صورت میں زکوٰۃ لازم ہے۔ اگر اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو یہ تمام آگ کی میخیں ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یکنزون الذهب والفضة وینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم یوم یحمیٰ علیها فی نار جهنم فتکویٰ بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هٰذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون. (التوبه: ۳۴، ۳۵)

"اور وہ لوگ جو سونے اور چاندی کو ذخیرہ کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کے لئے دردناک عذاب کی خوشخبری ہے۔ جس دن وہ مال جہنم کی آگ سے تپایا جائے گا اور ان کے چہروں، پیشانیوں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا، یہ ہے وہ مال جو تم اپنے لیے جوڑ کر رکھتے تھے، آج اس کو چکھو۔"

قیامت کے دن زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو خوفناک سانپ کاٹے گا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی نصاب کا مالک ہوا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن ایک دیوقامت اژدہا جس کی آنکھیں آگ سے بھری ہوئی ہوں گی اور اس کی کوہان لوہے کی ہوگی، زکوٰۃ نہ دینے والے کے پیچھے لگا ہوگا اور کہے گا: اے بخیل! مجھے

Marfat.com

اپنی دائیں طرف دوتا کہ میں اس کو کاٹوں، پھر مانع زکوٰۃ (زکوٰۃ نہ ادا کرنے والا) بھاگے گا اور کہے گا گناہوں سے بھاگ کر کہاں جاؤں؟ اژدہا اس کو پکڑ کر اپنی کوہان سے اس کی دائیں کروٹ کو کاٹ کر نگل لے گا۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو پہلی حالت میں لوٹایا جائے گا جیسا وہ تھا، پھر اژدہا اس کی بائیں کروٹ کو کاٹ ڈالے گا۔ اژدہا جب بھی اپنے دانتوں سے اس کو اکٹے گا تو درد کی وجہ سے ایسا چیخے گا کہ وہاں کھڑے انسان لرز اٹھیں گے۔ پھر وہ اژدہا اس کے ہاتھ کھانا شروع کرے گا یہاں تک کہ وہ بغیر ہاتھوں کے اللہ رب العزت کے حضور حاضر ہوگا اور وہاں اس کا سخت ترین حساب لیا جائے گا۔ پھر اس کو جہنم میں پھینکنے کا حکم سنایا جائے گا۔ عذاب کو دیکھ کر کہے گا کہ تو کون ہے؟ وہ جواب دے گا کہ میں تیرا مال ہوں جس کی زکوٰۃ دینے میں تو نے بخل سے کام لیا، آج میں تیرا دشمن بنا دیا گیا ہوں اور میں تم کو ہمیشہ عذاب دیتا رہوں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو معاف نہ فرمادیں کیونکہ تو غریب لوگوں سے غفلت برتتا تھا، پھر اس کو سر کے بل آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جو انسان بکریوں، گایوں اور اونٹوں کا مالک بنا اور پھر اس نے نصاب مکمل ہونے پر زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے روز وہی بکری، گائے اور اونٹ دنیا کی طاقت سے ہزاروں گنا زیادہ طاقت کے ساتھ آئیں گے جن کے سینگ آگ کے ہوں گے، وہ اپنے مالک کو اپنے سینگوں کے ساتھ روندیں گے اور اپنے پنجوں کے ساتھ نوچیں گے حتیٰ کہ اس کے پیٹ کو پھاڑ دیں گے اور اس کی کمر کو توڑ ڈالیں گے، وہ مدد طلب کرے گا لیکن اس کی مدد نہیں کی جائے گی، پھر درندے اور بھیڑیے اس کو آگ تک بھگا لے جائیں گے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے مال کی مکمل زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ ادا کرے اس کا نام آسمانِ دنیا پر 'کریم'، دوسرے آسمان پر 'جواد'، تیسرے آسمان پر 'مطیع'، چوتھے پر 'سخی'، پانچویں پر 'مقبول'، چھٹے پر 'محفوظ'، ساتویں پر 'مغفور' اور عرشِ الٰہی پر 'حبیب اللہ' لکھ دیا

Marfat.com

جاتا ہے۔ اور جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کا نام آسمانِ دنیا پر 'بخیل'، دوسرے آسمان پر 'شحیح' (حریص)، تیسرے پر 'ممسک' (روکنے والا)، چوتھے پر 'مفتون' (فتنہ گر)، پانچویں پر 'عاصی' (گنہگار)، چھٹے پر 'ممنوع البرکۃ' (برکت سے محروم) اور ساتویں پر 'مطرود' (دھتکارا ہوا) لکھ دیا جاتا ہے۔ اس کی نماز مردود ہوتی ہے جو قبول کیے جانے کی جبائے اس کے چہرے پر ماردی جاتی ہے۔

روایت ہے کہ: ایک خوبصورت جوان حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاں داخل ہوا اور ملک الموت بھی وہیں بیٹھا تھا اس نے کہا: اے داؤد! کیا آپ اس کو جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں، یہ نوجوان مومن ہے، مجھ سے محبت کرتا ہے اور یہ میری زیارت اور سلام کیے بغیر اپنے گھر میں داخل ہونا پسند نہیں کرتا۔ ملک الموت نے کہا: اے داؤد! اس کی عمر کے صرف چھ ایام باقی ہیں۔ یہ بات سن کر حضرت داؤد علیہ السلام غمگین ہوئے۔ لیکن وہ نوجوان اس دن کے بعد سات ماہ تک زندہ رہا۔ ملک الموت حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آیا تو حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا کہ تم نے کہا تھا کہ یہ نوجوان صرف چھ دن مزید زندہ رہے گا؟ اس نے کہا کہ ہاں میں جب چھ روز کے بعد اس کی روح قبض کرنے کے لیے روانہ ہونے لگا تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا: اے موت کے فرشتے! میرے اس بندے کو چھوڑ دے کیونکہ ایک روز کو ایک فقیر ملا جو بڑا پریشان حال تھا تو اس جوان نے اس کو زکوٰۃ دی تھی اور اس پر خوشی کا اظہار کیا تھا، جس پر اس فقیر نے اس کو طوالتِ عمر کی دعا دی تھی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس جوان کو جنت میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ساتھی بنائے، چنانچہ میں اس جوان سے خوش ہو گیا تھا اور میں نے اس کے چھ روز ساٹھ سال میں بدل ڈالے تھے۔ چنانچہ اس کی عمر بڑھا دی گئی اور اللہ سبحانِ کریم نے اس کو جنت میں آپ کا ساتھ لکھ دیا۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے پر روزانہ ستر لعنتیں نازل ہوتی ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسمان سے ہر روز بہتر لعنتیں نازل ہوتی ہیں، ان میں سے ایک یہودیوں پر، دوسری عیسائیوں پر اور بقیہ ستر لعنتیں زکوٰۃ نہ دینے والوں پر نازل

Marfat.com

ہوتی ہیں۔ ہر وہ مال جس پر زکوٰۃ ادا کی جائے اس کا مالک اللہ کا دوست ٹھہرتا ہے اور اس کی موت کے بعد قیامت تک فرشتے اس کے لیے نیکیاں لکھتے رہتے ہیں، اس کو قبر اور دوزخ کے عذاب سے نجات دے دی جاتی ہے اور جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ ہر وہ مال جس پر زکوٰۃ نہ دی جائے وہ خبیث ہے اور اس کا مالک بھی خبیث ہے، اس کا بوجھ قیامت تک اس پر بڑھتا رہتا ہے۔ جو شخص خوش دلی کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرتا ہے، قیامت کے روز اس کی گردن میں اللہ کے نور کا ایسا رہے گا جس کی روشنی مومنین پر پڑ رہی ہوگی اور اسی روشنی کی مدد سے وہ پل صراط سے گزر کر جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اور جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو اس کا مال اس کے گلے میں آگ کا طوق بنا کر پہنایا جائے گا، اگر اس طوق کو ایک لمحہ کے لئے دنیا میں رکھا جائے تو تمام دنیا جل کر خاک ہو جائے، اس کے پہاڑ ٹوٹ جائیں اور اس کے سمندر خشک ہو جائیں۔

قرآن کریم میں سورۃ توبہ آیت نمبر ۳۴، ۳۵ میں ارشاد خداوندی ہے:

''اور جو لوگ گاڑھ کر جمع کر کے سونا اور چاندی رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، سو آپ ان کو دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے، جو اس روز واقع ہوگا کہ ان کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹوں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا، کہا جائے گا یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کے رکھا تھا آج اس کا مزہ چکھو۔''

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر قسم اٹھا کر ارشاد فرمایا کہ صدقات سے مال کم نہیں ہوتا۔ ایک حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ برو بحر میں مال کا نقصان زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی اس کے مال سے برائی ختم ہو گئی۔

زکوٰۃ کسے کہتے ہیں؟

Marfat.com

زکوٰۃ کے لغت میں دو معنی آتے ہیں (۱) طہارت (۲) نماء یعنی پاکیزگی اور زیاتی۔ اور اصطلاحِ شریعت میں زکوٰۃ کا معنی یہ ہے کہ ایک مسلمان عاقل بالغ اپنے مال میں سے جو شرعی نصاب کو پہنچ چکا ہو ایک معینہ حصہ جو شریعت میں ۴۰/۱ مقرر ہے۔

کسی ایسے مسلمان فقیر اور محتاج کو مالک بنا دے جو نہ تو سید ہاشمی ہو اور نہ اس کا آزاد شدہ غلام ہو اور اس کا یہ خرچ کرنا بہ نیت ادائیگی زکوٰۃ ہو اور مالک بنانے والے کو اس تملیک میں ذاتی منفعت بالکل مقصود نہ ہو۔ درّ مختار میں ہے:

ھی تملیک جزء مال عینه الشارع من مُسلمٍ فقیر غیر ھاشمی ولا مولاہ مع قطع المنفعة عن المملک من کلّ وجهٍ لِلّٰه تعالٰی. (درمختار: ص ۳ ج ۲)

زکوٰۃ کن لوگوں پر واجب ہے؟

زکوٰۃ اس شخص پر واجب ہے جس کے اندر یہ پانچ شرطیں پائی جائیں:

(۱) عاقل ہو (۲) بالغ ہو (۳) مسلمان ہو (۴) آزاد ہو (۵) اور اس پر کسی کا اتنا قرض نہ ہو کہ اس کے قرض کو نکال کر صاحبِ نصاب نہ رہے۔

مسئلہ 1۔ زکوٰۃ نابالغ اور پاگل کے مال میں فرض نہیں چونکہ نابالغ اور مجنون کا غیر مکلف ہونا اور مرفوع القلم ہونا ثابت ہے۔

فلا نجبُ علٰی مجنون وصبی لانّها عبادۃ محضة ولیسَا مخاطبین بها. (درمختار: ص ۴ ج ۲)

قال علیه الصلوٰۃ والسلام رفع القلم عن ثلاثٍ من النّائم حتّٰی یستیقظ، وعن الصبی حتّٰی یبلغ، وعن المجنون حتّٰی یفیق.

مسئلہ۲: بالغہ لڑکی کے مال پر زکوٰۃ فرض ہے جبکہ وہ صاحبِ نصاب ہو اور سال بھی گزر چکا ہو۔

الزکوٰۃ واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا

Marfat.com

ملک نصابًا ملکًا تامًّا وحال علیها الحول.

(هدایه کتاب الزکوٰة: ص ۱۴۴ ج ۲)

مسئلہ۳: نابالغ بچیوں کے نام سونا کر دیا اور ان کو مالک بنا دیا تو ان کے جوان ہونے تک ان پر زکوٰۃ نہیں ہے جوان ہونے کے بعد ان میں جو صاحبِ نصاب ہوں ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ص ۳۴۵ ج ۳)

مسئلہ۴: تجارتی پلاٹ پر زکوٰۃ فرض ہے کیونکہ یہ مالِ تجارت ہے، جو چیز بیچنے کی نیت سے خریدی جائے وہ مالِ تجارت میں داخل ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۹۵ ج ۴)

مسئلہ۵: زیور کا مالک والدہ کو بنا دیا تو زکوٰۃ اس کی والدہ کے ذمے واجب ہے۔ "الزکوٰة واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم" الخ (ہدایہ ص ۱۴۴، ج ۱)

مسئلہ۶: گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی زکوٰۃ منہا کرنے کے بعد جو رقم بچے دوسرے سال اس کی زکوٰۃ ادا کرے، پھر اس کے بعد جو رقم باقی ہے تیسرے سال اس کی زکوٰۃ دے۔

قال فی التنویر وسببه ملک و نصابٍ حولی تام فارغٌ عن دین له مطالب من جهة العباد فقال فی الشرح سواءٌ کان

وفی الشامیه (قوله لزکوٰة) فلو کان له نصابٌ حالَ علیه الحولان فلم یترکهٔ فیهما لا زکوٰة علیه فی الحول الثانی. (دومختار ص ۵۰ ج ۲)

وفی البدائع اذا کان لرجلٍ مائتا درهمٍ او عشرون مثقال ذهبٍ فلم یؤدّ زکوٰة سنین یزکی السنة الاولیٰ ولیس علیه السنة الثانیه شیءٌ عند اصحابنا الثلثه وعند زفر یؤدی زکوٰة سنتین. (بدائع الصنائع ص ۷ ج ۲)

مسئلہ۷: مالِ زکوٰۃ سے والد مرحوم کا قرضہ ادا کرنا جبکہ ادائیگی قرض کی کوئی اور صورت نہ ہو اور خود صاحبِ نصاب بھی نہ ہو تو کسی سے زکوٰۃ لے کر ادا کر سکتا ہے اگرچہ والد کا قرض ادا کرنا اولاد کے ذمہ نہیں ہوتا جبکہ والد نے ترکہ میں کوئی چیز نہ چھوڑی ہو۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۰۸ ج ۶)

Marfat.com

مسئلہ۸: مال تجارت اگر ابتداء میں مقدارِ نصاب ہو تو بعد حولانِ حول اس کے ساتھ منافع کی بھی زکوٰۃ دینا چاہئے۔ من کان له نصاب فاستفاد فی اثناء الحول مالًا من جنسه ضمه الٰی ماله وزکاه سواءٌ کان المستفاد من نمائه اولًا۔

(ہندیہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۷۵ ج ۱)

مسئلہ۹: اولاد کی شادی کے اخراجات کا تصور حوائجِ اصلیہ میں داخل نہیں ہے اور وہ مانع وجوبِ زکوٰۃ نہیں ہے، البتہ نابالغ یا بالغ معذورین کا نفقہ تو باپ کے ذمہ ہے، اس لئے کہ محض نفقہ حوائج اصلیہ میں داخل ہے۔ "ونفقة اولاد الصغار علی الاب"

(ہدایہ باب النفقہ ص ۴۴۴ ج ۲)

مسئلہ۱۰۔ بیوی کے زیور کی زکوٰۃ شوہر کے ذمے نہیں بلکہ خود عورت کے ذمے ہے، البتہ شوہر اگر خوش دلی سے بیوی کی طرف سے ادا کردے تو ہوجائے گی۔ "الزکوٰة واجبة علی الحرّ العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابًا ملکًا تامًّا وحال علیه الحول"

(ہدایہ ص ۱۶۷ ج ۱)

زکوٰۃ کن چیزوں پر واجب ہے؟

مسئلہ۱۱: سونے اور چاندی کے زیورات پر زکوٰۃ واجب ہے۔ ترمذی شریف میں حدیث موجود ہے، حضور اکرم ﷺ نے ایک عورت سے دریافت فرمایا کہ ان کنگنوں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہے یا نہیں؟ اس نے کہا نہیں! تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کیا تو یہ چاہتی ہے کہ خدائے پاک ان کے بدلے آگ کے کنگن تمہیں پہنائے؟ (ترمذی: ص ۱۳۸ ج ۱)

مسئلہ۱۲: زکوٰۃ کی رقم الگ رکھی چوری ہوگئی تو اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ "ولا یخرج من العهدة بالعزل بل الاداء للفقراء" (درمختار)
"فلو ضاعت لا تسقط عنه الزکوٰة" (درمختار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۵ ج ۲)

مسئلہ۱۳: کسی خاص ضرورت کے لئے جو رقم جمع کرکے رکھی، دیگر ضروریات کو بند کرکے اگر اس پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوجائے گی۔ "شرط افتراض اداءها

Marfat.com

حولان الحول وھو ملكه وتنمية المال كاالدراهم والدنانير لعينهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزكٰوة كيف امسكهما ولو للنفقة"

(درمختار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۳، ج ۲)

مسئلہ ۱۴: اگر سونا اور چاندی دونوں کی قیمت ملا کر 2 ½ چاندی کی قیمت کو پہنچے تو نصابِ زکوٰۃ تام ہے، تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ (فتاویٰ مفتی محمودؒ)

مسئلہ ۱۵: تجارت کی نیت سے خرید کردہ زمین اور مکان اور برائے فروخت کردہ مکانات کی موجودہ مالیت پر زکوٰۃ فرض ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۹۹ ج ۴)

مسئلہ ۱۶: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے مالِ تجارت کی جو قیمت بازاری ہو حولان حول کے بعد اس کا اعتبار کیا جائے گا، قیمت خرید کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ جس دن اس مال پر سال گزر جائے اور وجوب زکوٰۃ ہو جائے تو اس دن اس مال کی بازار میں جو عام قیمت ہو اس کا اعتبار کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے اور وجوبِ زکوٰۃ کیلئے یعنی نصاب بننے کے لئے ضروری ہے کہ ابتداء سال میں اس کی بازاری قیمت کم از کم دوسو درہم شرعی کے برابر ہو تو اس پر حولان حول کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی، وجوبِ زکوٰۃ کے لئے بھی قیمت خرید کا اعتبار نہیں۔ كما قال في العالمگيرية ج ۱ ص ۱۹۱ تعتبر القيمة عند حولان الحول بعد ان تكون قيمتهما في ابتداء الحول مائتا درهم من الدراهم الغالب عليها الفضة كذا في المضمرات وفيها ايضًا بعد نسطرين اذا كان له مائتا قفيز حنطة للتجارة تساوى مائة درهم فتمرّ الحول ثم زادا فان ارى من عينها ادى خمسة اقفزه فان ادى القيمة تعتبر قيمتها يوم الوجوب لأن الواجب احدهما ولهٰذا يجبر المصدق علىٰ قبوله وعندهما يوم الاداء".

مسئلہ ۱۷: ماہانہ بچت پر سال ختم ہونے کے بعد جس قدر مالیت موجود ہو جس میں اصل اور نفع سب شامل ہوگا اس کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی مثلاً ابتداء سال میں چھ ہزار روپے تھے اور سال ختم ہونے پر چھ ہزار پانچ سو کی مالیت تھی، ان چھ ہزار پانچ سو کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے خواہ نفع کا ماہواری نصاب اور مقدار معلوم ہو یا نہ ہو "ومن كان لهٗ نصابٌ فاستفاد في

Marfat.com

الثناء الحول مالًا من جنسهٖ ضمه الٰی مالهٖ وزکاه سواء کان المستفاد من نمائهٖ اولا بایّ وجهٍ استفاد ضمه" الخ (ہندیہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۷۵ ج ۱)

مسئلہ ۱۸: دکان میں جو اشیاء تجارت کی موجود ہیں ان کی مالیت کا اندازہ لگا کر اگر وہ مالیت نصاب کو پہنچ جاتی ہے تو اس پر زکوٰۃ آئے گی، یہ نصاب کو پہنچ جانا سال کی ابتداء اور انتہاء میں لازم ہے سال کے درمیان میں زیادتی اور نقصان کا کوئی اعتبار نہیں۔

(فتاویٰ مفتی محمود ص ۲۵۱، ج ۳)

مسئلہ ۱۹: کمپنیوں کے اموال پر زکوٰۃ کا حکم:

شریعت میں ہر حصہ دار کو اپنے حصہ کی زکوٰۃ ادا کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے کوئی عبادت بغیر نیت کے ادا نہیں ہوسکتی اس لئے ہر مکلف پر لازم ہوگا کہ وہ زکوٰۃ خود ادا کرے اور ادا کرتے وقت یا مال کو زکوٰۃ کے لئے جدا کرتے وقت نیت کرے۔

اور دوسری چیز اسباب میں یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ میں نیابت جاری ہوسکتی ہے یعنی اگر کوئی شخص دوسرے کو اداء زکوٰۃ کے لئے وکیل اور نائب بنادے تو یہ بھی جائز ہے لیکن نیابت جاری ہونے کے لئے انابت ضروری ہے یعنی صاحبِ زکوٰۃ کسی شخص کو مثلاً کمپنی کے کسی حصہ دار یا منیجر کو اجازت دیدے کہ تم میرے مال میں سے زکوٰۃ دے دو تو یہ بھی جائز ہوگا حاصل یہ کہ کمپنی اور اس کے ڈائریکٹرز زکوٰۃ ادا کرنے کے ذمہ دار نہیں ہیں مالکان حصص خود ذمہ دار ہیں۔

(خیر الفتاویٰ ص ۳۵۸ ج ۳)

مسئلہ ۲۰: زکوٰۃ ہر سال دی جائے کیونکہ زکوٰۃ سالانہ وظیفہ ہے۔ اس لئے جس روپے کی زکوٰۃ ایک سال ادا کردی گئی ہے، اگر وہ رقم آئندہ سال تک محفوظ رہے اور بقدر نصاب ہو تو پھر اس میں سے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔ جب نصاب سے کم رہ جائے تو پھر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔

"وشرطهٗ ایٔ شرط افتراض ادائها حولان الحول فتلزم الزکوٰة کیفما امسکها" (درمختار کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ص ۱۳)

مسئلہ ۲۱: زکوٰۃ یک مشت ادا کرنے کی بجائے سال بھر میں تھوڑی تھوڑی ادا کی، تو اس صورت میں بھی ادا ہو جائے گی۔ مگر بہتر یہ ہے کہ سال تمام پر اس سال کی کل زکوٰۃ ادا کردی

Marfat.com

جائے کیونکہ موت وحیات کا اعتبار نہیں۔ اگر مرض الموت میں مبتلا ہو گیا تو وہ رقم جو زکوٰۃ کے لئے الگ رکھی ہے وہ ورثہ کی ملک ہو جائے گی۔ پھر وہ کیا خبر دیں یا نہ دیں۔

(امداد الاحکام ج ۲ ص ۲۰)

مسئلہ ۲۲: پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہو گی جب وہ قبضہ میں آ جائے اور حولان حول ہو جائے، اور وصول ہونے کے بعد بھی اس پر گزشتہ زمانہ کی زکوٰۃ نہیں۔ "لانّہٗ دین ضعیف کدین المھر ولا یقاس علٰی دین اجرة الارض والدار والعبد فانه دین متوسط لان منفعة المال مال من وجهٍ والحر لیس بحال فدین اجرته لیس بمقابل للمال الحقیقی ولا الحکمی علٰی ان الدین المتوسط ایضا کا الدین الضعیف فی عدم وجوب الزکوٰة علی الراجع" الخ

البتہ پرائیویٹ کمپنیوں کا پراویڈنٹ فنڈ ایک مستقل کمپنی کی تحویل میں دے دیا جاتا ہے جس میں ملازم کا ایک نمائندہ ہوتا ہے، یہ کمپنی چونکہ ملازمین کی وکیل ہے، لٰہذا کمپنی کا قبضہ ملازم کا قبضہ شمار ہو گا اور یہ رقم ملازم کی ملک ہو گی، اس لئے اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

(احسن الفتاوٰی ج ۳ ص ۲۶۰)

مسئلہ ۲۳: خالص مالِ حرام پر زکوٰۃ واجب نہیں اس مال کا اگر مالک معلوم ہو جائے تو مالک پر لوٹانا واجب ہے، اور اگر مالک معلوم نہیں تو یہ مال مسکین پر صدقہ کرنا واجب ہے اور اگر حلال وحرام مخلوط ہے تو حرام مال کی مقدار اس سے نکال کر باقی اگر بقدر نصاب بچتا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔ "قال فی العلانیة ولو خلط السلطان المال المغصوب بملکه ملکه فتجب الزّکوٰة فیه ویورث عنه لان الخلط استهلاک اذا لم یمکن تمییزہ عند ابی حنیفةؒ وقوله ارفق اذ قلما یخلو مالٍ عن غصب وھٰذا اذا کان له مال غیر ما استهلکه بالخلط منفصل عنه یُوَفّٰی به دینه والّا فلا زکوٰة کما لو کان الکل خبیثًا کما فی النھر."

مسئلہ ۲۴: مسکین کو قرض معاف کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ صحیح صورت یہ ہے کہ اس شخص کو زکوٰۃ کی رقم دے کر قرض میں واپس لے لے۔ اگر واپس نہ کرنے کا خطرہ ہو تو اس کو

Marfat.com

کہا جائے کہ کسی کو اپنی طرف سے زکوٰۃ کی رقم وصول کر کے اس سے قرض ادا کرنے کا وکیل بنائے۔" کما فی شرح التنویر واعلم ان اداء الدین عن الدین والعین عن العین وعن الدین یجوز واداء الدین عن العین وعن دین سیقبض لا یجوز وحیلة الجواز ان یعطی مدیونه الفقیر زکوٰة ثم یأخذها عن دینه ولو امتنع المدیون مدیده واخذها لکونه ظفر بجنس حقه فان مانعه رفعه للقاضی وفی الشامیة تحت (قوله واعلم) وفی صورتین لا یجوز الاولیٰ اداء الدین عن العین کجعله ما فی ذمة مدیونه زکوة لماله الحاضر" (ردالمختار ج ۲)

مسئلہ ۲۵: زکوٰۃ کا حساب کرنے کے لئے چاند ہی کی تاریخ مقرر کرنا ضروری ہے انگریزی تاریخ مقرر کرنا درست نہیں۔ (فقہی مقالات ج ۳ ص ۱۶۳، مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی)

مصارفِ زکوٰۃ

زکوٰۃ کے مصارف اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اس آیت میں بیان فرمائے ہیں:

انما الصّدقات للفقراء . الأیة ...... جو کہ کل آٹھ ہیں:

(۱) فقراء (۲) مساکین (۳) عامل یعنی زکوٰۃ کی وصولی کرنے والا (۴) مؤلفۃ القلوب یعنی نئے نئے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے (۵) مجاہدین (۶) غلام کو آزاد کرانے میں مدد کرنا (۷) مسافر جو محتاج ہو (۸) غرماء یعنی مقروض کو قرض کی ادائیگی کے لئے دینا۔

ان میں سے مؤلفۃ القلوب تو ساقط ہو چکے ہیں، غلاموں کا فی الحال وجود نہیں۔ لہٰذا باقی چھ مصرف رہ گئے، ان میں سے جس کو چاہے دیدے۔ ایک کو یا سب کو۔

مسئلہ ۱: بنام قرض یا ہدیہ زکوٰۃ ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ یعنی اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ یہ روپیہ تم کو قرض دیتا ہوں یا ہدیہ کرتا ہوں اور وہ زکوٰۃ کا مال تھا تو دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ "قال ابن عابدین رحمه الله فلو سمّاها هبة او قرضا تجزئهٔ فی الاصح" (شامی ج ۱ ص ۱۱۶)

مسئلہ ۲: عیال دار مستحق زکوٰۃ کو نصاب سے اتنا زیادہ بھی دے سکتے ہیں کہ اس کے گھر کے تمام

Marfat.com

افراد پر تقسیم ہو کر کوئی بھی صاحب نصاب نہ بن سکے۔" وكره اعطاء فقير نصابًا او اكثر الا اذا كان المدفوع اليه مديونا ان كان صاحب عيال بحيث لو فرقه عليهم لا يخص كلًا." (درمختار ج۳ ص ۲۵۵)

کون سے افراد کو زکوٰۃ دینا درست نہیں اور کن کاموں میں خرچ کرنا درست نہیں؟

زکوٰۃ دینے والے کا اپنے والد، دادے، اسی طرح اوپر تک جہاں تک یہ سلسلہ چلا جائے ان کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ اسی طرح اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد یعنی پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں آخر تک کسی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ مال دار شخص اور اس کی نابالغ اولاد، ہاشمی، سید اور ان میں آلِ علی، آلِ عباس، آلِ جعفر، آلِ عقیل، آلِ حارث بن عبدالمطلب شامل ہیں۔ ان سب کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

اسی طرح خاوند کا بیوی کو اور بیوی کا خاوند کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

زکوٰۃ سے مسجد کی تعمیر کرنا، میت کو کفن دینا جائز نہیں۔

(قدوری شریف ص ۴۳)

مسئلہ: غنی طالب علم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، اور تنویر الابصار میں جو مطلقاً جواز منقول ہے وہ غیر معتمد ہے۔ علامہ شامیؒ نے اس کی تصریح فرمائی۔ قال في تنوير الابصار ان طالب العلم يجوز له اخذ الزكوٰة ولو غنيًا. اذا فرغ نفسه لافادة العلم وقال ابن العابدين في الشاميه وهٰذا الفرع مخالف لاطلاق الحرمة في الغني ولم يعتمده احد قلت وهو كذالك والاوجه تقييدهٗ بالفقير ويكون طلب العلم مرخصا لجواز سواله من الزكوٰة وغيرها وان قادرًا على الكسب اذ بدونه لا يحل له السوال كما سياتي. (ج۳ ص ۳۳۵ كتاب الزكوٰة شامي)

مسئلہ: زکوٰۃ مانگنے والے کو دینا جائز نہیں ہے اس لئے کہ جس شخص کے پاس ایک دن کی خوراک موجود ہو یا کمانے پر قادر ہو اس کا خوراک کے لئے سوال کرنا حرام ہے۔

اسی طرح لڑکیوں کے جہیز کے لئے سوال کرنا بھی شرعاً ضرورت میں داخل نہیں لہٰذا یہ بھی ناجائز ہوگا۔ البتہ بغیر سوال کئے اگر کوئی دیدے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ولا يحل لهٗ ان

Marfat.com

یسأل شیئًا من القوت من له قوت یومه بالفعل او بالقوة کا الصحیح المکتسب ویاثم معطیه ان علم بحاله ولاعانته المحرم" (شامی ج۳ص ۳۵۷)

مسئلہ: مدارس کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے بلکہ مدارس میں زکوٰۃ دینا زیادہ ثواب ہے، اس میں فرض کی ادائیگی بھی ہے اور تبلیغ دین کی اعانت بھی ہے۔ بلکہ ایک علاقہ کی زکوٰۃ دوسرے علاقہ کے مدارس کو دینا بھی جائز ہے۔ اسی طرح اگر اس کے رشتہ دار فقراء ہیں تو ان کے لئے بھی زکوٰۃ منتقل کرنا جائز ہے۔ علماء نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ اہل علم فقراء پر زکوٰۃ خرچ کرنا جہلاء پر زکوٰۃ خرچ کرنے سے افضل ہے۔

وکره نقلها الا لی قرابة بل فی الظهیریة لا تقبل صدقة الرجل وقرابته محاویج حتّٰی یبدأ بهم فیسد حاجتهم او احوج او اصلح او اورع او انفع للمسلمین او من دار الحرب الی دار الاسلام او الی طالب علم وفی المعراج التصدق علی العالم الفقیر افضل او الی الزهاد او کانت معجلة قبل تمام الحول فلا یکره خلاصه (درمختار علی الشامی ج۳ص ۳۵۶)

مجالس الابرار میں ہے کہ زکوٰۃ پرہیزگار کو دو کہ وہ اس امداد سے امداد فی العبادۃ حاصل کرتا ہے اور اس کو دینے والے بھی ان کی عبادت کے ثواب میں شریک بن جائیں گے یا زکوٰۃ عالم دین کو دو کہ عالم دین کی خدمت کرنا اس کے علم میں امداد کرنا ہے البتہ عالم سے وہ عالم مراد ہے جو علم آخرت کے لئے حاصل کرتا ہو نہ کہ برائے دنیا۔

اسی طرح احیاء العلوم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ ہمیشہ اپنی زکوٰۃ وخیرات اہل علم پر ہی خرچ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں درجۂ نبوت کے بعد علماء کے درجہ سے افضل کسی کا مرتبہ نہیں دیکھتا ہوں۔ اگر اہل علم تنگدست ہو گئے تو دینی خدمت نہ ہو سکے گی، نتیجتاً امور دینیہ میں نقص آ جائے گا۔ لہٰذا علمی خدمت کے لئے ان کو فارغ و بےفکر کر دینا سب سے بہتر ہے۔

اور فضائل العلم والعلماء میں ایک حدیث ذکر کی گئی ہے کہ جس نے طالب علم کو ایک درہم دیا تو گویا اس نے راہِ خدا میں جبل اُحد کے برابر بہترین سونا خیرات کیا۔

Marfat.com

مسئلہ: سیلاب زدگان اگر محتاج ہوں تو ان کو مالِ زکوٰۃ کا مالک بنا دیا جائے یا جو کھانے پینے کی اشیاء ان کو مدّ زکوٰۃ میں سے دی جائیں اور ان کو ان اشیاء کا مالک بنا دیا تو زکوٰۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں۔ لان الزکوٰۃ ھی تملیک المال من فقیر مسلمٍ غیر ھاشمی......

رشوت خوری

رشوت خوری یعنی دوسروں سے ناحق رقم وغیرہ لینے کا مرض ایسا خطرناک اور بدترین ہے جس سے نہ صرف قوم کی معیشت تباہ ہو جاتی ہے بلکہ جرائم پیشہ افراد کو بھی رشوت کے سہارے خوب پھلنے پھولنے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔

جو شخص رشوت کی چاہت میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کی نظر میں نہ اپنے مذہب اور قوم کا مفاد رہتا ہے اور نہ ملک کی سلامتی کی اہمیت اس کے سامنے رہتی ہے۔ اس کی نگاہ میں تو صرف اپنی جیب کا فائدہ اور منافع خوری ہی کا جذبہ ہوتا ہے۔ اور دولت کے نشہ میں وہ کسی دوسرے کے نقصان کی ہرگز پرواہ نہیں کرتا۔ اس کا دل سخت ہو جاتا ہے، اور ذہن سے رحم و مروّت کا جذبہ فنا ہو جاتا ہے۔ اسی بناء پر رشوت ستانی کی، شریعت میں سخت مذمت وارد ہوئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ.

(رواہ ابن حیان الترغیب والترہیب ۲/۱۲۵)

"رشوت لینے والے اور (بلا ضرورت) رشوت دینے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔"

اور دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

الراشی والمرتشی فی النار. (رواہ الطبرانی، الترغیب ۳/۱۲۵)

Marfat.com

"رشوت لینے والا اور (بخوشی بلاضرورت) رشوت دینے والا دونوں جہنم میں جائیں گے۔"

نیز ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے اور دینے والے کے ساتھ رائش یعنی اس شخص پر بھی لعنت بھیجی ہے جو رشوت کے لیے درمیان میں دلالی کرتا ہے۔

(ادب القضاف ص ۸۳)

اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص رشوت لے کر ناحق فیصلہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے اتنی گہری جہنم میں ڈالے گا کہ پانچ سو برس تک برابر گرتے چلے جانے کے باوجود وہ اس کی تہہ تک نہ پہنچ پائے گا۔ اللّٰهم احفظنا منه . (الترغیب والترہیب ۳/۱۲۶)

ان سخت ترین وعیدوں سے رشوت کے بھیانک انجام کا بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں رشوت ایسا ناسور ہے جس کے مفاسد صرف اُخروی ہی نہیں بلکہ دنیا میں بھی اس کے بھیانک نتائج واقف کار لوگوں سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ آج اپنے ہی ملک کے سرکاری محکموں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں۔ کس طرح رشوت کا بازار گرم ہے؟ آخر کون سا ایسا غیر قانونی کام ہے جو رشوت دے کر بآسانی انجام نہ دیا جا سکتا ہو؟ بجلی کی چوری سے لے کر ٹرین اور بسوں میں بلا ٹکٹ سواری تک ہر جگہ رشوت کا چلن ہے۔ اور عدالتوں، محکمۂ پولیس اور کسٹم میں تو رشوتیں ایسی جسارت اور دباؤ سے لی جاتی ہیں گویا وہ ان کا قانونی حق ہو۔ یہاں کے سرکاری اہلکاروں سے لے کر وزراء تک رشوت کے معاملات میں ملوث ہیں۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ یہ قدرتی وسائل سے مالا مال ملک آزادی کے ۵۴ سال گزر جانے کے باوجود آج بھی ترقی یافتہ ممالک سے بہت پیچھے ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اس ملک کو سب سے زیادہ نقصان اسی رشوت خوری نے پہنچایا ہے، اور جب تک یہ لعنت یہاں باقی رہے گی ملک کے وسائل سے کبھی بھی کماحقہٗ فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ رشوت کا عادی معاشرہ کام چور ہوتا ہے۔ بے مروّت اور مفاد پرست ہوتا ہے۔ وہ اپنے مفاد کی خاطر ملک کی بڑی سے بڑی دولت کا بھی سودا کر سکتا ہے۔ اور قوم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس لیے اس لعنت سے معاشرہ کو بچانے کی ضرورت

Marfat.com

ہے۔ ہر سطح پر رشوت خوری کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے تاکہ خود غرضی کا دروازہ بند ہو سکے۔ رشوت لینے والے کے لیے رشوت کا پیسہ کسی بھی صورت میں حلال نہیں ہے۔

نافرمانیوں کی مختلف صورتیں اور انجام

اللہ کی لعنت کے مستحق کون لوگ ہیں؟

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُود دینے والے، سود کھانے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والے سب پر لعنت کی ہے، اور وہ سب گناہ میں برابر ہیں۔ (رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ)

ایک دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا: مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ (رواہ رزین بحوالہ مشکوٰۃ) "یعنی جو آدمی لوط (علیہ السلام) کی قوم کے جیسا عمل کرے وہ لعنتی ہے" (یعنی مرد سے بدفعلی کرنے والا) پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سارق (چور) پر لعنت بھیجتا ہے، جو انڈے اور رسّی جیسی حقیر چیز کی چوری تک سے گریز نہیں کرتا، جس کی پاداش میں اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے (متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے:

لعن اللّٰہ اکل الربوٰ وموکلہ والواشمۃ والمستوشمۃ والمصور۔ (رواہ البخاری بحوالہ مشکوٰۃ)

"اللہ کی لعنت ہے سود کھانے والے اور کھلانے والے پر اور اُن عورتوں پر جو اپنے جسم کو گودنے والی (یعنی سُوئی کے ناکہ سے جسم میں سوراخ کر کے سرمہ ڈالتی ہیں تاکہ زینت ہو) یا گدوانے والی ہیں، اور ایسے ہی تصویر کھینچنے والوں پر لعنت کی ہے۔"

Marfat.com

ایک دوسری حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لعنت بھیجتے ہیں شراب پر اور اس کے پینے والے پر، پلانے والے پر، اس کے بیچنے والے، خریدنے والے، اس کے نچوڑنے والے، اس کے اٹھانے والے اور منگوانے والے سب پر۔

(رواہ ابوداؤد، ابن ماجہ بحوالہٗ مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ چھ آدمی ایسے ہیں جن پر میں نے لعنت بھیجی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر لعنت کی ہے، اور ہر نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے، وہ چھ آدمی یہ ہیں:

(۱) اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا (۲) اور وہ شخص جو جبر وقہر سے اقتدار حاصل کر کے وہ اس آدمی کو عزت دے جس کو اللہ نے ذلیل کیا ہو اور جس کو اللہ نے عزت عطاء کی ہو اس کو ذلیل کرے (۳) اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا (۴) اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھنے والا (۵) میری اولاد میں وہ آدمی جو محرمات کو حلال کرنے والا ہو (۶) اور میری سنت کو چھوڑنے والا۔ (رواہ البیہقی فی المدخل بحوالہ مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا: لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ. ''یعنی جو کوئی نامحرم پر بُری نظر ڈالے اور جس کے اوپر نظر ڈالے (بشرطیکہ جس پر بُری نظر پڑی ہے اس کے ارادہ اور اختیار کو اس میں دخل ہو)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اَلرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبَسَةَ الْمَرْءَةِ وَالْمَرْءَةَ تَلْبَسُ لِبَسَةَ الرَّجُلِ.

''یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مرد پر لعنت کی ہے جو عورت کا سا لباس پہنے اور ایسی عورت پر لعنت کی جو مرد کا سا لباس پہنے۔'' (مشکوٰۃ)

عن عائشة رضى اللّٰه تعالىٰ عنها ان امرءة تلبس النعل قالت لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الرجلة من النساء. (رواه ابو داؤد بحواله مشكوٰة ص ۳۸۳)

Marfat.com

''حضرت عائشہؓ سے کسی نے عرض کیا کہ ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ کے رسولؐ نے ایسی عورت پر لعنت کی ہے جو مردوں کے طور طریق اختیار کرے''

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال لعن النبیؐ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المخنثین من الرجال والمترجلات من النساء وقال اخرجوھم من بیوتکم.

(رواہ البخاری بحوالہ مشکوٰۃ)

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اُن مردوں پر جو عورتوں کی طرح شکل وصورت بنا کر ہیجڑے بنیں، اور لعنت کی ان عورتوں پر جو شکل وصورت میں مردانہ پن اختیار کریں اور ارشاد فرمایا کہ ان کو اپنے گھروں سے نکال دو''

بخاری شریف میں ہے کہ حضرتؓ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

لعن اللّٰہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلّجات للحسن المخیرات خلق اللہ.

''یعنی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو گودنے والیوں پر اور گودوانے والیوں پر اور جو (ابرو یعنی بھوؤں کے بال) چُنتی ہیں (تاکہ بھویں باریک ہو جائیں) اور خدا کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو حُسن کے لئے دانتوں کے درمیان کشادگی کرتی ہیں جو اللہ کی خِلقت کو بدلنے والی ہیں''

Marfat.com

Marfat.com

0333-4165728

ناشران و تاجران کتب
البرہان پبلشرز
35-کبیر سٹریٹ، اردو بازار لاہور
فون: 042-37122543
0321-2565051, 0333-4320877

Marfat.com